[illegible] الٰہی ہمیشہ زینت قبول پا پھول پھلیں [illegible]

مرقع ادب

حصہ دوم

از

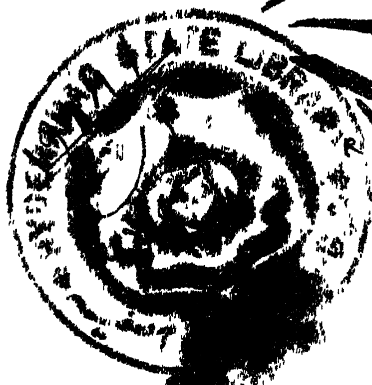
جناب صفدر مرزاپوری

جسمیں اُن نایاب خطوط کا مجموعہ ہے جنہیں ملک کے نامور ادیب اور سربرآوردہ حضرات نے ایک دوسرے کے نام لکھا ہے۔ اسمیں کا حرف حرف سنہری ہر ہر فقرہ موتی کی لڑی ہے۔ زبان اُردو سیکھنے کے لئے موجودہ زبان اُردو کا بہترین مرقع ہے۔ ادبی خوبیوں کے علاوہ بہت سے نامور اور باکمال شعرا اور مشاہیر کے سوانح زندگی پر بھی روشنی پڑتی ہے اور ایک دوربین نظر کے لئے مکتوب الیہ و مکتوب الیہ حضرات کا خاصہ تذکرہ ہے۔ اکثر خطوط میں شاعرانہ نکات و حقائق پر بحث کی ہے کہیں شاعرانہ نوک جھونک ہے کہیں معاصرانہ چھیڑ چھاڑ۔ کہیں لطیف ظرافت آمیز چٹکلے۔

قیمت دو روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ: صدیق بکڈپو امین آباد پارک لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



عالیجناب صفدر مرزا پوری

دارالاشاعت صدیق بکڈپو لکھنؤ

مطبوعہ مجتبائی پریس لکھنؤ

فہرست مضامین ح ۲۵۲

تعارف

ناظرین سے اُن حضرات کا جنکے خطوط مُرقعِ اَدب مین درج ہین

غالب نجم الدولہ مرزا نوشہ غالبؔ نام مرزا اسد اللہ خان۔ آپ کا نام نامی دنیائے ادب مین محتاج تعارف نہین۔ یہ امر تسلیم شدہ ہو کہ اُردو مین خطوط نویسی کی نئی ایجاد کا سہرا آپ ہی کے سر رہا۔

امیر الانشاء دبیر الملک سید علی اصغر صاحب ناظم ریاست ٹونک۔ آپ اُردو مین ایک خاص طرز تحریر کے موجد ہین آپ کے خطابات آپ کے کمالات کے سامنے شرمندہ ہین اُردو ادب کے والہ و شیدا ہونے کے علاوہ صاحب تصنیف و تالیف بھی ہین۔

اوج۔ نام مرزا محمد جعفر خلف مرزا دبیر مرحوم آپنے فن مرثیہ گوئی کو کمال پر پہونچایا فن شعر مین آپ کی تحقیق کا پایا بہت بلند تھا جس کی شہادت آپ کی تالیف موجود ہے۔ نثر مین آپ کو مزاولت کم تھی یہ ایک خط بطور یادگار تبرکاً درج کیا گیا۔

اعظم۔ سید محمد اعظم لکھنوی آپ کا تخلص مذاق ہے اور وطن کان پور کسی زمانہ مین شاعری کا شوق تھا کہتے تھے اور اچھا کہتے تھے نثر کا نمونہ یہ خط ہے۔

ادیب نام محمد لال خان صاحب آپ کو اُردو ادب سے خاص دلچسپی ہے پولیس مین ہیڈ کانسٹبل ہین نثر بھی اچھی لکھ لیتے ہین۔

باسط۔ نام باسط علی جناب جگر بسوانی کے ارشد تلامذہ سے ہین شاعری سے بیحد ذوق ہے ملک کے اچھے کہنے والون مین انکا شمار ہو ملک کے اعلیٰ درجہ کے اخبارات و رسالے انکے کلام سے مستفیض ہوتے ہین۔ نثر کا نمونہ ان کے یہ خطوط ہین جو مُرقعِ اَدب مین درج کئے گئے ہین۔

بشیر۔ نام بشیر احمد خان صاحب۔ سب انسپکٹر پولیس ہین یہ ایک خط جو اس مُرقع مین درج کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اُردو ادب کے دلدادہ ہین اور خود بھی اچھا لکھنے کی کوشش کرتے ہین۔

بیصبر۔ نام محمد اسحاق وطن بریلی۔ آپ ملک کے مشہور انشا پرداز ہین مگر باوجود اس کے کہ جناب بسمل بریلوی نے بیصبر صاحب کے خطوط مجھے بہت سے دیے تھے اور مین نے پانچ چھ قطعہ خط انتخاب بھی کئے مگر وہ اوراق کتابت کے وقت اصل مسودہ سے کھو گئے جس کا مجھے بیحد افسوس ہے اصل موجود ہے بشرط حیات تیسرے حصہ مین یہ خطوط درج کئے جائینگے۔

ثابت نام افضل حسین وطن لکھنؤ غزل گوئی مین آپ حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہین مرثیہ گوئی مین مرزا دبیر مرحوم کے خاندان سے تعلق ہے آپ کی انشا پردازی و قابلیت مسلم ہے۔ حیات دبیر کے دو حصے جس محنت و عرق ریزی سے آپ نے لکھے اس کا تعلق دیکھنے سے ہے جو مولف کی قابلیت کی تحریری دستاویزین ہین۔

جلال فخر شعرائے ماضی و حال نام سید حکیم ضامن علی وطن خاص لکھنؤ۔ آپ ملک کے مستند اساتذہ حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ و فصیح الملک جناب داغ مرحوم کے معاصرین مین تھے چار دیوانوں کے علاوہ رسالہ تذکیر و تانیث بھی آپ کی تالیف ہے۔ سرمایہ زبان اردو جو اردو کا بہترین لغت ہے وہ بھی جناب جلال ہی کے نام سے منسوب ہے۔

جاوید۔ نام سید محمد کاظم آپ کا نام غلطی سے بندے کاظم مشہور ہو گیا آپ لکھنؤ کے ایک خاندان اجتہاد سے تھے لکھنؤ کے مشاہیر اور مسلم الثبوت استاد تھے آپ کے کلام مین درد و اثر کے علاوہ رنگینی زیادہ تھی۔

جمیل نام سید جمیل احمد وطن سہسوان شاعر دربار ریاست بھوپال آپ ملک کے مشاہیر اساتذہ مین ہین عربی فارسی مین منتہی ہین تاریخ گوئی مین آپ ہی اپنی نظیر ہین میرے خاص عنایت فرما ہین۔

جالب۔ آپکا تخلص اس قدر مشہور ہے کہ اصلی نام کے لکھنے کی ضرورت نہین اخبار نویسی مین آج حضرت جالب دہلوی کا جواب نہین آپ کی وسیع معلومات نے آپ کو اخباری دنیا مین ممتاز بنا رکھا ہے اس وقت اخبار ہمدم جس کی چار دانگ عالم مین کافی شہرت ہے آپ ہی کی اڈیٹری مین نکل رہا ہے۔ شاعری مین فصیح الملک حضرت داغ کے شاگرد ہین مگر روزانہ اخبار کی اڈیٹری اتنی اجازت نہین دیتی کہ شعر و سخن کی طرف آپ رُخ کرین۔

حمد۔ نام سید محمد محمود وطن لکھنؤ۔ آپ کا شمار ان باکمال اساتذہ مین ہے جو اس وقت انگلیون پر گنے جاتے ہین تحقیق و تدقیق مین آپکو ید طولیٰ حاصل ہے حضرت وصل مدیر مرقع کو آپ کی

شاگردی کا فخر حاصل ہے۔

خالد۔ نام مولوی محمود الرب گو آپ کا وطن بنگالہ ہے مگر نثر ایسی پیاری اردو نثر یب لکھتے ہین کہ جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے انشاءاللہ مُرقع ادب کے تیسرے حصہ مین جو خطوط آپ کے باقی ہین وہ بھی شامل کیے جایئن گے۔

عظیم۔ نام مولانا مولوی سید سُبحان اللہ صاحب رئیس اعظم گورکھپور۔ آپکو نثر و نظم دونون مین یدطولیٰ حاصل ہے آپ کے تبحر علمی مذاق سلیم سخن فہمی کا ایک زمانہ قایل ہے سخاوت مین حاتم دوران شجاعت مین رستم زمان ہین۔ ایک ادنیٰ سخاوت یہ ہے کہ ایک مطلع کے صلہ مین لسان الملک حضرت ریاض کو ایک ہزار کی رقم مرحمت فرمائی۔ حال ہی مین علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کو اپنا کتب خانہ جس مین کئی لاکھ روپیہ کی گران بہا کتابین تھین دیکر ملک و قوم پر ایک احسان عظیم فرمایا۔ سبحان اللہ۔

شبلی۔ شمس العلما علامہ شبلی نعمانی وہ باکمال بزرگ گذرے ہین جنکے تعارف کی چندان ضرورت نہین جسکے شاہد عینی آپ کی تصانیف و تالیف ہین۔ فن تاریخ دانی مین ہندوستان مین تو کیا یورپ مین بھی آپ کا جواب نہ نکلے گا آپ کے کمال پر آپ کے وطن اعظم گڈھ کو جسقدر بھی فخر ہو کم ہے۔

شفق نام بابو کنجبہاری لعل صاحب۔ مین انسے واقف نہین محبی تمنا لکھنوی نے انکا ایک خط جو نظم مین ہے مع اپنے جواب کے مجھے مرحمت فرمایا تھا۔ تمنا حضرت جاوید لکھنوی کے ارشد تلامذہ ہونے کے علاوہ عزیز خاص بھی ہین شعر اچھا کہتے ہین اور اپنے اُستاد کے جانشین بھی ہین۔

صریر۔ نام مولوی محمد احمد صاحب خلف اکبر حضرت امیر مینائی مرحوم اُستاد اعلیٰحضرت نوابصاحب رامپور۔ آپ ماہر فن ہین عربی فارسی کی کتابین بکلی ہوئی ہین مگر شاعری کی طرف توجہ کم ہے بے انتہا خلیق اور منکسر مزاج ہین۔

علیم نام محمد علیم خان وطن الہ آباد۔ لسان العصر حضرت اکبر مرحوم کے ارشد تلامذہ مین ہین۔ شاعری مین نازک خیالی اور بات مین بات پیدا کرنا خاص ان کا حصہ ہے تلہر ضلع شاہجہانپور مین سکریٹری میونسپل بورڈ تھے اب آجکل لکھنؤ مین قیام ہے۔

عاصی نام محمد خان وطن کسمنڈی آستاد واقف ہونے کہ آپ اودھ پنچ مرحوم کے نامور وقابل نامہ نگارون مین تھے اور ظریفانہ رنگ مین خوب لکھتے تھے۔

عزیز نام خواجہ عزیز الدین وطن لکھنؤ آپ کی فارسی دانی کی ہندوستان ہی مین نہین بلکہ ایران مین بھی شہرت تھی مثنوی ید بیضا کا جواب آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔

مولانا عثمان جعفری ایم اے رشک خاقانی وانوری آپکا وطن مچھلی شہر ضلع جونپور ہے آپکو زبان اُردو سے سچی محبت ہے آپکا طرز تحریر سب سے نرالا ہے آپنے زبان اُردو مین ایک نئی روح پھونکی ہے میرے اصرار پر مرقع ادب کا مقدمہ لکھنے کی زحمت گوارا فرما کر مجھے رہین منت فرمایا۔

مولانا محمد عبدالحق بی اے پرنسپل کالج و آنریری سکریٹری انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن آپ محسن زبان اُردو ہین اُردو کو آج آپ ہی کی ذات والا صفات پر ناز ہے اُردو کی عزت وپائداری جناب ہی کے دم سے ہے آپ جو خدمت اُردو کی اپنے رسالہ ”اُردو“ کے ذریعہ سے کر رہے ہین وہ اہل ملک کے لئے باعث فخر ہے آپنے قواعد اُردو تصنیف فرما کر اُردو کو رہتی دنیا تک رہین منت بنالیا آپ کے احسانات سے زبان اُردو قیامت تک سبکدوش نہین ہوسکتی دل سے دعا ہے کہ آپکا سایہ ہمیشہ یون ہی زبان اُردو کے سر پر اللہ رکھے۔

عشرت نام خواجہ عبدالرؤف وطن لکھنؤ آپ ۴۰ سال سے لگاتار ادبی خدمت کر رہے ہین ملک کے وقیع رسالون اور اخبارون مین آپ کے ادبی وتاریخی مضامین برابر شائع ہوتے رہتے ہین آپ کی تصانیف وتالیف سے تشنہ کامان ادب اپنی پیاس بجھاتے ہین آپ کی کتابین ملک مین بہت مقبول اور فائدہ رسان ہین آپ کے تلامذہ ملک مین بکثرت پائے جاتے ہین۔

مشتاق نام بہاری لعل وطن دہلی مرزا نوشہ غالب کے شاگرد ہین کلام پاکیزہ اور شاعرانہ عیوب سے پاک وصاف ہوتا ہے اِس سے زیادہ مین واقف نہین۔

مضطر۔ اعتبار الملک خطاب۔ نام افتخار حسین۔ وطن خیرآباد تلمیذ حضرت امیر مینائی آپ اصناف سخن پر قادر تھے اور ملک کے مشاہیر شعرا کی صف اول مین آپ کی بھی کرسی تھی افسوس کہ حال ہی مین آپنے اس دنیا کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہا۔ نثر بھی شاعرانہ طرز کی ہوتی تھی

محشر نام مرزا کاظم حسین۔ وطن لکھنؤ آپ ملک کے مشہور شعرا مین ایک امتیازی درجہ رکھتے

ہین آپ کا دیوان "آفتاب محشر" اور قصائد کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے ایک خصوصیت آپ مین یہ ہے کہ اگر دشمن کا بھی شعر اچھا ہے تو اس کی داد دینے مین بخل نہین فرماتے۔ پہلے حضرت جاوید مرحوم کے شاگرد تھے بعد کو حضرت عارف نبیرۂ انیس مرحوم کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔

شیخ محمد مختار احمد عرف منے میان قدوائی بی اے ایل ایل بی رئیس تعلقدار ضلع بارہ بنکی
آپ ایک طباع و ذہین نوجوان ہین نثر مین متانت کے ساتھ شوخی کا بھی جزو ہے۔ خدا نگاہ بد سے محفوظ رکھے۔

مشتری نام بی مشتری جان وطن لکھنؤ شاعری مین حضرت شیخ حسن سے تعلق تھا لکھنؤ کی مشہور معروف طوائف نثر مین بھی شاعری کی طرح قدرت حاصل تھی جس کا نمونہ یہ خط ہے جو مرقع ادب کی زیب و زینت مین صرف کیا گیا۔

سید نصیر الدین ستمنا وطن الہ آباد آپ اودھ پنچ اپنچ کے نامور نامہ نگار تھے ظریفانہ رنگ مین بہت خوب لکھتے ہین میرے خاص عنایت فرما ہین ۱۹۰۷ء مین جب الہ آباد مین میرے اہتمام سے اخبار "اسرار عالم" نکلتا تھا اس مین بھی آپ کے مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔

نیّر نام مولوی نور الحسن بی اے ایل ایل بی وطن کاکوری ضلع لکھنؤ آپ حضرت مولانا محسن کاکوروی کے قابل و ہونہار فرزند دلبند ہین آپ کے ادبی ذوق نے آپ کی وکالت چھڑوا دی علاوہ عالم و فاضل ہونے کے آپ ایک خزانہ تحقیق کے بھی مالک ہین جس سے آپ کا نام بقائے اردو تک قائم رہے گا۔ (نور اللغات)

واقف نام سید محمد افضل وطن الہ آباد۔ مین صرف اسی قدر واقف ہون کہ آپ نظم و نثر اردو کے دلدادہ ہین نثر کا نمونہ آپ کا یہ خط ہے جو مرقع کے دامن مین ٹانک دیا گیا ہے۔

ہادی نام محمد ہادی بی اے ایل ایل بی وطن مچھلی شہر ضلع جونپور۔ آپ کی دلآویز نظمین اور دلفریب غزلین ملک کے رسالون اور اخبارون مین کثرت سے شائع ہوا کرتی ہین جو آپکی قابلیت و ہمہ دانی کا آئینہ ہین۔

نوٹ: جن حضرات کا تعارف مرقع ادب حصہ اول مین ہو چکا ہے انکے مکرر تعارف کی یہان ضرورت نہین سمجھی گئی۔
صفدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

دنیا مین جتنی ترقی اور زندگی کے ساتھ دلچسپی ہے اُسکی محرک اور مؤثر قوت ادبیات کی ہے نثر ہو یا نظم دونون مین دورِ گذشتہ کے انسانی علم و عمل کے کارنامجات محفوظ ہوتے ہین جن کے پڑھنے سے آنیوالی نسلون کو تحریک پروازو اقدام کی ہوتی ہے۔

تاریخ قومون کی زندگی مین بہت کافی اثر اور وزن رکھتی ہے یہ ادب کے ذخائر تخیل و عمل کا شعبہ اہم ہے اسی طرح موجدون محققون سیاحون اور [illegible] کے حوالجات اور مذاکرات گو علوم و فنون کے تعینات کے [illegible] جداگانہ حیثیت رکھتے ہین مگر در اصل اُن کا مجموعہ حروف و سطور ادب کے ضمیمے ہین اور ادب ہی کا وجود دنیا مین موجب زندگی و ہیج پیماء عمل ہے جسطرح نظم کا مؤثر طریقہ رُباعی کے اختصار مین ہے اُسی طرح نثر کا مؤثر طریقہ خط مین ہے۔ دنیا کی ہر زبان مین خطوط کا مجموعہ ہے اور بعض مشاہیر فضلاء کے اخص ترین خصوصیات دماغی کا جوہر خطون کے اندر پایا جاتا ہے۔

یورپ کے بعض سیاسی انقلابون مین گمنام لکھنے والون کے خطون نے خیالاتِ حریت و جذباتِ ایثار کی آتش افروزی مین بہت اشتعال دیا صوفیاے کرام

کے بیشتر روحانی کارنامجات اور ان کے تعلیمات حقائق و معارف کا اکثر و بیش خلاصہ ان کے مکاتیب اور رقعہ جات مین محفوظ ہے۔ مین نے مرقع ادب کا پہلا حصہ طبع و شایع کر کے حلقہ ادب و بزم شاعری کے متمکنین کا شوق زندہ رکھا ہر طرف سے اعتراف نامے۔ مشاہیر شعراے ادب کے دلچسپ و کار آمد خطوط اور قدیم و جدید اساتذہ کے ادبی جواہر ریزے میرے پاس آنے لگے۔ مین نے سب کو دل کے جواہر خانہ مین جگہ دی اور مزید تلاش و فکر مین رہا۔ اس مدت مین گردش روزگار نے میرے لیے مصائب اور افکار کے ہزارون عالم پیدا کردیے۔ سب سے زیادہ مجھے اپنی جسمانی صحت کا رونا رہا اور وہ دیگر لوازمات بھی جو شاعر کو "قالوا بلے" کے بعد تقدیر مین نصیب ہوتے ہین۔ میرے لیے قید مجلس اور سامان پابستگی ہو گئے۔ یہان تک کہ پا شکستہ ہونے کے بعد دست اہتمام کا انگوٹھا بعض زخمون اور تکلیفون کے باعث قطع کیا گیا۔ بار بار کے عمر [illegible] اور [illegible] نے کچھ دنون کے لیے قلم میرے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور جس آسانی سے مین ریزہاے ادب و شاعری کو چن چن کر اپنے کاغذات مین رکھتا تھا وہ ختم ہو گئی۔ مگر پھر بھی مین اپنی دھن مین لگا رہا۔ گلچین چمنستان کے پھولون کو چنتا ہے محقق و متجر آثارات پرانے کھنڈرون سے قومون اور مختلف مدارج تہذیب کے نشانات کا پتہ لگاتا ہے اور شاعر [illegible] خیالات اور جذبات کو جمع کرتا ہے۔ مین نے زمانہ کے لیت و لعل اور افتاد و گردش [illegible] مقابلہ کرتے ہوے بہترین اور موثر ترین خطون کو اس طرح جمع کیا جس طرح جوہری [illegible] شکستہ ظرفون کو ممنون آراستگی کرتا ہے۔ جو خطوط مین نے فراہم کیے اور انکو اب ملک [illegible]

سامنے پیش کرنے کی عزت حاصل کی ہے وہ اپنی خصوصیات - اپنی ادبی رنگینی اور شان قدیم کے لحاظ سے فرد ہین -

یہ زبان اُردو کی مقبولیت اور ہمہ گیری ہے کہ اُس نے ایشیا مین اب وہ جگہ حاصل کر لی ہے جو فرانسیسی زبان کی یورپ مین ہے - اسکی ہر دلعزیزی و وساز گاری علوم و فنون اِس سے ظاہر ہے کہ اب یونیورسٹیان اپنے تعلیمات و افادات اسکی وساطت سے پھیلانا چاہتی ہین جسطرح پانی اپنی روانی مین قدرتی جزر و مد کی کیفیت رکھتا ہے اور نیچی سطح کا پیمانہ برابر کر لیتا ہے اُسی طرح اُردو زبان مین جو قوت جاذبہ اور جو سیل وشی ہے اُس نے اسکو دنیا کی زندہ اور جوان زبانون مین شمار کرا دیا ہے،

اس لیے اِس سے قطع نظر کرتے ہوے صرف دو دو باتین ناظرین سے کر کے اپنے ناچیز انتخاب کو جسمین مُلک کے مشاہیر اہل قلم کی نکتہ سنجیون اور مضمون آفرینیون نے جگہ پائی ہے، نذر ناظرین کرتا ہون یہ مرقع اُن پیاری پیاری تصویرون کا البم ہے جسمین اُردو کی نکیلی سجیلی زبان کی ترقی کا راز مضمر ہے - اسمین کسی کافر کو کلام ہو سکتا ہے کہ تمام قومی ضرورتون مین زبان کی ترقی نہایت ضروری ہے روزمرہ کے کامون مین اُردو سے بہتر کوئی زبان نہین اُسکی شاعری نہایت حسین روح پرور ہے جب کبھی کسی شاعر کے قلم سے زبان کے سانچے مین ڈھل کر کوئی شعر نکل جاتا ہے پڑھنے والون اور دیکھنے والون کو اتنی بھی اجازت نہین دیتا کہ وہ دونون ہاتھون سے کلیجا تو سنبھال لین مثلاً لسان الملک حضرت ریاض فرماتے ہین ؎

بڑے ہیاف باطن بڑے پاک طینت ریاض آپکو کچھ ہمین جانتے ہین

ہمارا تو دعوی یہ ہے کہ ہماری زبان کی شیرینی اور جامعیت پُرانی زبانوں سے اگر آگے نہین نکل گئی ہے تو کسی سے پیچھے بھی نہین رہی۔ یہ اور بات ہے کہ آجکل کے نئے تعلیمیافتہ ضد سے اسکی قدر نہ کرین۔

اہل عرب نے اپنے اقبال کے دور مین پہلے لٹریچر ہی کو درست کیا۔ پھر علوم یونانی کی طرف توجہ کی اور شاعری جو فطرت نے انسان کے غم غلط کرنے کو دی ہے اپنی زبان کے سوا کسی اور زبان مین بھلی نہین معلوم ہوتی کسی قوم کو غیر زبان کی نغمہ سرائی کرکے اپنی طبیعت بہلاتے نہین دیکھا۔ اہل عجم باوجود اسکے کہ علوم یونانی کے والہ و شیدا رہے اُنھون نے یونان کی شاعری کیطرف نظر اُٹھا کر بھی نہین دیکھا

اُردو ہی سے ہماری ہستی کا ثبوت ہے جب تک اُردو ہے ہمارا مٹنا نا ممکن ہے۔ اور جب تک ہم ہین اُردو کو بھی نہ مٹنا چاہیئے۔ ہم تمام ہندوستان کی زبانین اپنی زبان مین ملا سکتے ہین جب عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی، انگریزی زبان کے الفاظ جذب کرنے کی اسکو قوت حاصل ہے تو اس سے کس کو انکار ہے کہ اُردو کو کسی سے عار نہین کسی سے تکرار نہین۔

اس دور مین لکھنے والے تو بہت اچھے ہین مگر بقول خان بہادر سید ناصر علی ایڈیٹر صلاے عام" دنیا مین اچھے خط و خال کی ہزارون پیاری تصویرین ہین آپ جسپر مرتے ہے وہ بات کچھ اور ہے۔ عشق کو آب رنگ جہان اس لیے کہتے ہین کہ اس کے نیرنگ مین عجیب لطف ہے۔ رنگ روے نگار اور ہے۔ رنگ بہار اور ہے۔ دم سرد اور، نسیم سحر اور، چشم پُر خون اور، مے گلگون اور، بُلبل کی نغمہ سنجی اور فاختہ .....

کی کو کو اور اسی طرح ہر چیز خاص لطف رکھتی ہے۔ اِس مرقع میں بھی مختلف انشا پردازوں کے لٹریچر کے نمونے ہیں جن میں شستگی عبارت، شیرینی گفتار، ادائے بیان اور لطف زبان کے ساتھ وسیع معلومات کا ذخیرہ آپ ملاحظہ فرمائینگے۔

مُلک کے اہل نظر ادب کے عروج اور ترقی کا ذریعہ اِس ادبی خدمت کو اگر قرار دین تو ایک حد تک مین خود کو کامیاب سمجھ سکتا ہون۔ کیونکہ ان نادر و نایاب خطوط کی تلاش مین مجھے بڑی بڑی دقتون کا سامنا کرنا پڑا اور اِس بے سروسامانی مین سفر کی زحمتین بار بار اُٹھانا پڑین۔ جہان کہین غالب مرحوم کے غیر مطبوعہ خطوط کا پتا چلا۔ وہین پہونچ گیا کم سے کم اصل نہین تو نقل ضرور مل گئی۔ بجز ایک صاحب کے جنکی وفات نے نقل بھی دینا گوارا نہین کیا بلکہ نقل کیا ہوا مسودہ میرے ہاتھ سے واپس لے لیا۔ اللہ تعالی ایسے دلدادگان زبان کو اپنے ہی پاس بُلا لے تو اچھا مین ایسے حضرات کا نام لکھنا اپنے مرقع کی توہین سمجھتا ہون۔ بہرحال جہان تک مجھے ہوسکا مین نے اِس مرقع کی دلچسپی کے سامان فراہم کرنے مین کمی نہین کی۔ انسان اپنے امکان بھر محنت کرتا ہے مگر

قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

یہ میرے بس کی بات نہین۔ دُعا ہے کہ میرا یہ ناچیز انتخاب اہل نظر کا نور نظر بنے اور کامیابی کا سہرا ذوق و غالب و امیر و داغ و جلیل و اختر کے سہرون کی طرح میرے سر رہے۔

مین آخر مین مندرجۂ ذیل محترم احباب کا شکریہ ادا کرتا ہون جنھون نے اساتذہ و احباب کے خطوط میری ناچیز استدعا پر مجھے مرحمت فرما کر مرقع کو مُرقع بنا دیا۔

مثلاً امیرالانشا دبیرالملک سید علی اصغر صاحب ناظم ٹونک۔ مولوی عبدالغفور صاحب شہرا ستانوی۔ ڈاکٹر عبدالغفور صاحب بسمل بریلوی، حضرت محشر لکھنوی، حضرت دل شاہجہان پوری، حضرت خواجہ عشرت لکھنوی۔ مجتبی قاضی زاہد حسین صاحب نیتنوی۔ مولوی احسان اللہ خان صاحب احسان بہادرگڈہوی۔ چودھری رحم علی صاحب بی اے سب ایڈیٹر ہمدم۔ چودھری شفیق الزمان صاحب تعلقدار سید مقبول حسین صاحب وصل بلگرامی۔ جناب قاضی محمد خلیل صاحب حیران رئیس اعظم بریلی، اسی طرح اور افراد نکتہ سنج بھی شکرگذاری کے قابل ہین جنسے مجھے مدد ملی بخصوصیت میرے محترم دوست و محسن شاہ نذیر ہاشمی، در شک خاقانی داوری مولانا عثمان جعفری۔ ایم اے پروفیسر سٹی کالج حیدرآباد دکن کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہون جنکو اُردو سے سچی محبت ہے۔ آپ نے ایسے ایسے دلچسپ خطوط مرحمت فرمائے جن کی زیادہ تعریف بھی کم ہے، آپ نے میری استدعا پر مرقع کا مقدمہ لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی، مقدمے کا ایک ایک فقرہ اردو دان اصحاب کے لیے خاص لطف کا باعث ہوگا۔

افسوس بعض احباب نے خطوط ایسے وقت بھیجے جب مین مرقع کو مرتب کر چکا تھا، اب یہ نادر خطوط غالباً تیسرے حصہ کی رونق بڑھائینگے

خادم ادب

صفدر مرزا پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن درآ
تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بہ چمن درآ

اُردو کو وجود میں آئے تقریباً ساڑھے تین سو برس سے زیادہ زمانہ گذر چکا
اس عمر کو دیکھتے یہ اُسکے طفلی کا دور ہے اور دوسری زبانوں پر نظر کرتے ہوئے اُسکے
بچپن کا زمانہ جان جانان پر رحمت خدا کی۔ میر تقی، سودا، ناسخ، آتش، ذوق، مومن
انیس، دبیر، داغ، امیر کے مزار زیارت گاہ نیاز و ناز ہین کہ اُردو بھی اُنکے دم سے
زبان ہونے کا دم بھرنے لگی اور بزم زبان مین وہ شرمائی لجائی سہی جگہ پانے کے
لایق ہوگئی۔

اسکی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے اچنبھا ہوتا ہے کہ کب پیدا ہوئی کسطرح پلی
اور بڑھی بن سنور کر عروج حاصل کیا اور کہان سے کہان اسمین لطافت کا سرمایہ
مہیا ہوا۔

کل کی بات ہے کہ اسمین چند دیوانون کے سوا کچھ نہ تھا زبان صرف شاعری تک
محدود تھی لطف زبان صرف نظم تک تھا، اسکے نثر کا دامن علم و خیال کے ستارون سے
مُعرّیٰ تھا نہ اسمین بولی ٹھولی کا مزا تھا نہ لطف سخن و لذت کلام نہ اسمین وہ اثر و کیف
جو نظم مین اور اشعار مین تابان نظر آتا اور جن کے پڑھنے سُننے سے اکثر وجد کا عالم
طاری ہوجاتا اور ایک سنجیدہ اور متین انسان بھی وجد مین آکر رقص کرنے لگتا۔

اگلون نے جو کچھ کہا اُن کا اندوختہ گنتی کے دیوانون مین محدود تھا غریب

اس لایق بھی نہ تھی کہ کوئی اسکو لکھنے پڑھنے کا آلہ بناتا ہر کہ دمہ فارسی انشا پر جان دیتا تھا اپنے پرائے سب بیگانگی برت رہے تھے، سرست ازلی غالب کی صدا اون نے دو چار دوست آشنا پیدا کر دیئے، آزاد نذیر احمد بھی اُسی زمانہ کے ثمر شیرین ہین اُرد جنکے جنبش قلم کی ہمیشہ بلائین لیا کریگی سر سید مرحوم کا بھی یہی زمانہ تھا اُن سے جو کچھ ہوسکا کیا اللہ بخشے کہ وہ چند دانے حالی و شبلی کیسے خرمن اُردو مین چھوڑ گئے سرشار اور شرر کے نام بھی اُردو لٹریچر مین ہمیشہ نظر امتیاز سے دیکھے جائینگے شوق اور ریاض کے ستایش مین بھی دُنیا ہمیشہ رطب اللسان رہیگی اور اب تو اس برات کے یہی نوشہ ہین آئے دن ان کا جھرمٹ چشم بد دور رشک انجم و غیرت پروین بن رہا ہے (ضرورت ہے شاعرون کے خم خانہ کے مثل ان کا بھی مے خانہ بنے) غرض کل اُردو کیا تھی اور آج کیا ہوگئی اللہ کا دیا اسمین سب کچھ ہے اور جس سرعت کے ساتھ یہ اپنے ترقی کے مدارج طے کر رہی ہے اُمید ہوتی ہے کہ جس رتبے تک یہ پہونچنا چاہتی ہے ایک دن ضرور پہونچ کر رہیگی اور زمانہ کا ہاتھ خود اسکو سانچے مین ڈھال رہا ہے اِسکی سادگی مین لطافت اور لطافت مین حقیقی شاعری کا رنگ پیدا ہوتا جاتا ہے،

کسی زبان کے ارتقا کا یہ نمایان نشان ہے کہ اسمین ادب کے لطیف سرمایہ کی بہتات ہو اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس شاہد ناز کا دامن ایسے سلجھے ستارون سے خالی نہین اب وہ اپنے رنگین آنچلون مین دل پسند بیلون کی چھاؤن مین جو نیون پر آئی ہوئی قاف کی پریون اور جنت کی حورون کو شرما رہی ہے اور آئے دن اپنے پرستارون کی نازبرداریون سے اُن نزاکت آفرین خصوصیات کی ملکہ بن رہی ہے

جنکے بنا پر اگر وہ دُنیا کی آبرو دار زبانون پر تفوق نہین رکھتی یا ترجیح کا حق اُسے حاصل نہین ہوتا تو بھی ادب القدما کے مقابلہ مین گُھٹن بنکر دلکش اداؤن کے ساتھ ضرور پیش ہو سکتی ہے ہزارون تشبیہین اُسکے آغوش ناز مین ایسی ہین کہ جو ہم ایسون کو نیم مرغ بسل کی طرح تڑپائے بغیر نہین چھوڑتین اُسکے روزمرہ اُسکے محاورے اور اُسکے نغمہ ریز الفاظ پر جان دینے کو جی چاہتا ہو اُسکا ہر فقرہ نشتر اس کی ہر بات دل مین اثر کیے بغیر نہین رہ سکتی،

باوجود اہل ملک کی پے درپے بے التفاتیون اور متعدد بے عنوانیون کے اُسکی ترقی کی رفتار اور رفتار کی برق جولانیون کو کون کہ سکتا ہے کہ معجز نمانہین سے

یہ روز روز ترقی پہ حسن ہے اُن کا کہ صورت انکی مجھے بھول بھول جاتی ہے

بیسون رکاوٹین اُسکے نشو ونما مین اُسکے اٹھان مین وقتاً فوقتاً ہوئین بے شبہ ایک طبعی افتاد سے بڑھنے والی چیز کے کھپاؤ اور نکھار پر اوس پڑجانے کا ڈر تھا، لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہین رہتی جب اُسکے اس رس بھرے شباب پر نظر پڑتی ہے اور دیکھتا ہون کہ اُس کا حُسن وجمال دن دن نکھر نکھر کر آنکھون مین کھپا جاتا ہے

مین ان تغیرات و تلونات کو دیکھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہون اور یہانتک کہ کہنے پر آمادہ ہون کہ اب دُنیا کی کوئی طاقت اُردو کو فضائے عالم مین بڑھنے اور پھیلنے سے روک نہین سکتی، دور کیون جایئے اُردو لٹریچر کے سرمایہ پر ایک گہری نگاہ ڈالیے تو آپ کو خود اِس کا اندازہ ہو جائیگا۔ کل اس کا ذخیرہ متاع بیش بہا سے خالی تھا، کل اُسکے جوہر خانہ مین آبدار بیش قیمت موتیون کا کال تھا کل اس کا باغ دل آویز اور نکہت آفرین پھولون سے بھرا نہ تھا آج آپ آیئے اسکے بہار آفرین منظر کا تماشا دیکھیے

میرا ذمہ اگر آپ دل تھام نہ لین کلیجا ملنے لگیں، آپ بےچین نہ ہو جائین اُن کی چنگاری زبان نہ جلائے آنکھین کھُلی کی کھُلی نہ رہ جائین ؎

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لے آ کے جسکا جی چاہے

کل کی بات ہے کہ طاق پر رکھنے یا میز پر سجانے کے لیے دو ایک گلدستے بھی مشکل سے نصیب ہوتے تھے، آج دیدہ زیب دلفریب کتنے رسالے سبد گلچین بنے ہوے اپنی نکہت سے فضا کو بسا رہے ہین مختلف علم و فن کی کتابین نظر افروز ہو رہی ہین، دائرۂ تصنیف و تالیف کس قدر وسیع ہو گیا ہے اشاعت اور طباعت کی مشاطہ کس طرح اُن کو سرمہ ارباب نظر کر رہی ہے،

اِن حالات پر نظر کرتے ہوے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ دور بلاشبہ اُردو کی ترقی کا دور ہے مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ جو کچھ اُسے کرنا تھا کر چکی یا جو کچھ اُسکے لیے ہونا تھا ہو چکا ابھی اُسے بہت کچھ حاصل کرنا ہے جو کچھ ہوا ہو مشتے نمونہ از خروارے اور جو کچھ کیا گیا ہے قطرہ از عمان یا دانہ از خرمن کی مثال ہے اُردو کی رونق اُردو کا کمال برسون کا کام ہے، دنیا کا موجودہ تمدن صدیون کی گردش کا نتیجہ ہے اور پھر اُن رسایل اور لوازم کے انصرام اور تکمیل کے ساتھ ساتھ جو کمال اُردو کے لیے ناگزیر ہین یہ بھی دیکھنا ہے کہ ناآشنایان سخن کو کس طرح اُردو زبان کا دلدادہ بنایا جائے اور اُن کی طبیعتوں مین اُردو کی دلچسپی کیونکر پیدا کی جائے وہ لوگ اس کو کم مایہ سمجھے ہوے ہین پاس پھٹکتے تک نہین

کسی زبان کی ترقی اور عروج کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا ادب پروان چڑھے اور اس کا حسن پردے سے نکلکر عالم آرا ہو جائے ملک کے مختلف حصون مین اہل زبان کی خصوصیت پیدا ہو اور زبان دانون کی قدرت حاصل ہو اور ہر خیال کا ہر جذبہ

ہر حرکت طبعی کا نقشہ لفظون لفظون مین ایسا کھینچتا آجاۓ کہ گویا وہ خود ایک تصویر ہے یا خیال کی پتلیان ناچ رہی ہین۔ میٹھے میٹھے لفظون اور ترکیبون کے جن تارون کو سخندانون کی شیرین زبان سے توام مین آنے کا فخر حاصل ہو جاتا ہے وہی رموز کہلاتے ہین۔ زبان کو خالق عالم نے مقیاس الحلاوت بنایا ہے وہی الفاظ اسکے خراد پر چڑھتے ہین جو سادہ لطیف اور رنگین ہوتے ہین مگر یہ سلیقہ کی بات ہر شخص کا کام نہین اسلیئے لازم ہے کہ ایسے الفاظ کا ایسی ترکیبون کا عام رواج ہو اور انکی لطافتون کا عام طبیعتون کو احساس ہونے لگے تاکہ اُردو زبان کا دامن کرخت اور بھدّے لفظون اور ترکیبون سے آلودہ نہ ہو اور اُس کا سرمایہ شُستہ و رفتہ رہے۔ آدمی کی طبیعت مختلف جذبات اور گوناگون کیفیات کا سنجوگ ہے محبّت، پیار، گرمجوشی، عجز و نیاز، نزاکت، بے نیازی، ناراضی، منّت، خوشامد، خفگی، لجاجت، غصّہ، کھرا پن، نیاز کیشی، درد و خلوص وغیرہ جذبات کی لہرین ہر گھڑی اُس کی طبیعت کے گنگا جمنا مین اُٹھتی رہتی ہین انھین جذبات کے خارجی جلوون کا نام آواز ہے انھین کیفیات کی بے نقاب تجلّی کو صوت کہتے ہین اور انسان مرقع ہے آواز کا غم و الم کی حالت مین جو آواز نکلتی ہے دل مین ناسور کر دیتی ہے، درد و تڑپ کی زبان سے نکلی ہوئی آواز مضبوط سے مضبوط کلیجے کے آدمی کو تڑپا دیتی ہے کسی وقت کا خوشگوار نغمہ دل مین گدگدی پیدا کر دیتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ منھ چوم لیجئے کبھی کبھی جسر آواز ایک طاقتور انسان کو مرعوب کر دیتی ہے کسی وقت صراحی دار گلے سے باہر آئی ہوئی نرم شیرین گنگری سے لپٹی ہوئی آواز ہے متاملا انسان کو سرشار اور متوالا بنا دیتی ہے۔ بہرحال جذبات و معنی اور کیفیات نہانی کے رنگ مین آواز شرابور

ہوتی ہے اور الفاظ گویا فوکس ہین جسمین آواز کی تصویر عُریان کا عکس پڑتا رہتا ہی
اسیلیے خیالات اور جذبات کی نوعیت کے اعتبار سے الفاظ کا استعمال زبان کے
حُسن و ترقی کا ایک لطیف اور نازک ذریعہ ہے شعرا کی نکتہ رَا طبیعتون نے اس
حقیقت کو خوب دیکھا ہے یہی وجہ ہے کہ دُنیائے شاعری کو ہمیشہ عالم نثر پر تفوّق حاصل
رہا ہے لیکن زبان کو شیرین اور مزہ دار بنانے کے لیے صرف لفظی حُسن اور الفاظ کا
غازہ کافی نہین حسین الفاظ کے ساتھ آس پاس کے حُسن اور ماحول کا تناسب
ناگزیر ہے حُسن گہنے کا محتاج نہین حُسن کی نزاکت بے شبہ زیور کے بار کی متحمل نہین۔
لیکن حُسن خوشنما ساری اور اُسکی دل آویز بندش اور دلکش طرز سے کبھی بے نیاز
نہین ہوسکتا،

اِس لیے ضرورت ہے کہ الفاظ کے ترشے ہوے شیشے جن چوکھٹون مین جڑے
ہون اُنکی نشست، ہیئت، رکھ رکھاؤ، ترتیب سجاوٹ مین ایک خاص نسبت
اور موزونیت ہو جنکے مجموعی تناسب سے الفاظ کا حُسن آنکھون مین کُھب جائے
دلمین سما جائے۔ کلیجے مین تیر جائے۔

زبان کی ترقی کا ایک عنصر لطیف یہ بھی ہے کہ مخاطبات مین۔ طرز خیال۔
اسلوب ادا کا پورا لحاظ رکھا جائے طرفین کی طبیعت، مزاج، سن و سال، نوعیت مضمون
موقع محل غرضکہ اِس خیال کے تمام پہلو ہدف نگاہ بنے رہین،

زبان مین جسقدر ان عناصر کے ذرّے زیادہ ہونگے اُسی قدر زبان زیادہ دلکش،
صاف، پرجستہ، مطبوع، اور حسین ہوگی اور عام لوگونکے دلونمین اپنا گھر بنائیگی،
اور یہ باتین ایسی معمولی نہین کہ کسی کو دو چار مہینون مین حاصل ہو جائین

زبان مین ان کا پیدا ہونا دو ایک سال کا کام نہین۔ زباندانی کا یہ ملکہ کتابون سے رسالون سے اور دو چار قواعد کی کتابون کے مطالعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے زبان کے اس رنگ کے پیدا کرنے کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ زباندانون کی عبارتون پر کافی عبور ہو اُنکے محاورے، اُنکی طرز ادا، اسلوب بیان انداز نگارش، اظہار خیال کے طور طریقے ذہن نشین ہون جس مضمون کو جس خیال کو جس پیرایے مین جس رنگ مین ادا کیا ہو اُسکی تتبع اور نقل کی ضرورت ہے ان کی تحریر و تقریر کو نمونہ بنانا چاہیے تاکہ ایک روز خود مرتبۂ سخندانی پر فایز ہو جائے۔

زباندانی کا بہترین طریقہ یہی ہے اور یہی حال ہر زبان کا ہے اُردو ہی پر موقوف نہین ہر زبان مین اہل زبان اور فاضل اہل سخن کی بولی بات سند ہے اُن کا کلام نظیر ہے شاعری کے لیے بیسون دیوان کھنگالنا پڑتے ہین جب تمغۂ شاعری نصیب ہوتا ہے بلکہ پھر بھی استاد کی ضرورت باقی رہتی ہے اس قسم کی کتابین اردو زبان مین کم یاب بلکہ نایاب تھین بیشک اب اُردوی معلی عود ہندی مکتوبات امیر مینائی مرحوم مکتوبات آزاد مکتوبات شبلی مکتوبات محسن الملک ملک مین شایع ہو چکے ہین لیکن اُن سے تشنہ لبان ادب کی پیاس نہین بجھ سکتی اور نہ ان چند نام کی کتابون سے اس عظیم الشان اور اہم ضرورت کی تکمیل ہو سکتی ہے اس نوع کے سرمایہ کی اُردو دنیا کو سخت احتیاج ہے اور اُردو لٹریچر اس متاع گران مایہ کا محتاج ہے لازم ہے کہ ملک کے قابل اور لایق افراد کے خطوط اور تحریرین خصوصاً وہ جن کا حرف حرف سند ہو جسقدر میسر آ سکین اہتمام سے جمع کر کے زیور طبع سے آراستہ کیجائین زبان اُردو کی یہ ایک خوشترین ادبی خدمت ہے، اور ملک کے فن ادب کی ترقی و عروج کا اعلیٰ ترین ذریعہ میرے نزدیک ایسے نادر انتخابون کی شدید ضرورت ہے

جنمین مختلف انشا پردازون نثر نگارون زباندانون کی شستگی عبارت شیرین سخنی، صفائی زبان کے مختلف رنگ اور مختلف نمونے ملک مین پیش کیے جائین جو ادبی سرمایہ کا ایک لطیف خزانہ اور عندلیب تخیل کے لیے تازہ شگفتہ پھول طائران خیال کے واسطے آب و دانے کا حکم رکھتے ہون، اور اس پردے مین ملک کے ان لائق افراد کی قدردانی کا بھی ایک حد تک حق ادا ہو جاتا ہے جن کی گوہر مثال ہستیان عالم گمنامی کے تعین مین مستور رہین اور کسی وجہ سے ابتک سطح پر نمودار نہین ہوئی ہین اس سلسلہ مین ادب الاساتذہ کی قیمتی جلدین ملک کے ہاتھون مین آجائینگی جو زبان کی ترقی کی ان کڑیون مین ہونگی جن سے کسی وقت بھی استغنا نہین ہو سکتا۔

مجھے بڑی مسرت ہوئی تھی اور مین بہت ہی خوش ہوا تھا جب اس موضوع کی پہلی کتاب مرقع ادب کا پہلا حصہ دنیاے اردو کے نامور سخنور و سخندان ہمارے محترم دوست جناب منشی صفدر علی صاحب صفدر مرزاپوری نے شایع کر کے اردو دنیا کو ممنون فرمایا تھا وہ چھوٹا سا گردل آویز مرقع ہمیشہ مرقع نظر بنا رہا بار بار مزے لے لے کر پڑھتا تھا حسن تحریر کے ساتھ حسن انتخاب و تکلف ترتیب کی داد دیتا تھا اور دعائین کرتا تھا کہ مرقع کا حصہ دوم اور اسکی کڑیون کا سلسلہ جلد جلد ہوتا رہے لیکن تقریباً آٹھ سال کا عرصہ گذر گیا اور چشم مشتاق محو انتظار رہی ہر چیز پر عالم شباب طاری ہوتا ہے جسمین اسکا ہر ذرہ سبزہ و بہار کی رونق و تازگی کو بھی شرماتا ہے یہی سین اسکے بلوغ کی نہایت ہے اور اس کے شباب کی انتہا آخر کار اشتیاق و تمنا، انتظار و آرزو کو بھی اس منتہا تک پہونچنا تھا، انکے سروش سخن یعنی قلم گل ریز کو جنبش ہوئی اور آج وہ "ہلال سخن" منظر نگاہ شوق بن رہا ہے جس کے

مقدمہ کی خدمت انجام دینے کے لیے مجھ جیسے ناکارہ و ہیچمدان کو فخر بخشا گیا ہے،
میری یہ غرض نہین ہے کہ اس پر کوئی جامع اور مکمل تبصرہ کرون اور ریویو لکھون
مین نے سرسری طور پر اپنی وہ راے جو اسکی نسبت قایم ہوئی اور جو خالی از حقیقت
نہین ہے آزادانہ قلم بند کردی اور وہ بھی اس لیے کہ شوق کے بھڑکانے کا آلہ ہو
ہر تو بظاہر یہ ایک مجموعۂ خطوط لیکن اسکو ایک قابل شوخ طبع رنگین خیال
انشاپرداز نثار شاعر کے نزاکت آفرین ہاتھون نے ترتیب دیا ہے جس کے
شاخ قلم کی گلریزیان دنیا دیکھ چکی ہے اور یہ انتخاب اُس قلم کا شرمندۂ احسان ہے
جسکے حُسنِ انتخاب نزاکت انتقاد لطافت نظر۔ نفاست طبع کی بہترین تصویرین مرقع آفاق
کے پہلے البم مین نظر آچکی ہین ؎

اب تلک آنکھون مین ساقی نشہ سے چھایا ہوا
چمپئی رنگ اُسکا اور جوبن وہ گدرایا ہوا

جناب صفدر کے مذاق صحیح مین کسے کلام ہوسکتا ہے وہ مرقع کے خطوط خطوط
نہین ہین اُردو لٹریچر کی روح ہے جو اس مرقع مین پھونک دی گئی ہے اس مرقع مین
اُن حضرات کی تحریرین اور اُن اشخاص کے خطوط ہین جو اُردو کے لیے باعث ناز
ہین۔ مرقع کا حرف حرف پُتلی بنکر آنکھ مین جگہ لیگا اور سویدا بنکر دل مین رہیگا کام و
دہان طرب سے کامیاب ہونگے زبان چٹخارے لیگی، یہ مرقع! آنکھون کے لیے اگر
گلستان ہے تو زبان کے واسطے شکردان، خطوط کو پڑھ کر یہ تصویری یہ نظریہ بالکل
قابل تسلیم ہو جاتا ہے کہ زُہرہ جمالون شیرین اداؤن لیلیٰ وشون کے آویزہا ے
گوش گلے کے ہار موہن مالے اور اُن کی داستان اداؤن کے حقیقی مفہوم واقعی

لفظون مین اور فقرون مین ادا کیے جا سکتے ہین۔

دیکھنا یہ ہے کہ ہماری قوم اور ہمارے ملک مین اِن بیش بہا جواہر سخن لآلی کلام کے کتنے قدردان ہین؟؟ اور انہین اپنی زبان کی قدر کرنے اور زبان دانون کی یاد تازہ کرنے اور اُن کی دماغی اختراعون سے لطف اندوز اور لذت یاب ہونے کا کسقدر مادہ باقی ہے!!

مین نے تو اِس نعمت غیر مترقبہ کو تعویذ جان بنا کر سینے سے لگا رکھنے کا عہد و پیمان کیا ہے، یہ میرے شبستان تمنّا کی شمع روشن اور حریم خیال کے لیے عروس نوبہار رہیگی

فدائی اُردو

عثمان جعفری مچھلی شہری

از حیدرآباد دکن

۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء



نجم الدولہ دبیر الملک نواب مرزا اسد اللہ خاں غالب مرحوم کے

خطوط

خوش قسمتی سے یہ مکتوبات جو ہمیں حضرت غالب مرحوم کے ہاتھ آگئے جو اس مرقع کی زینت بنے ہیں غالباً کسی جگہ شائع نہیں ہوئے ہیں اور اگر ہوئے بھی ہوں تو ہم تک نہیں پہنچے [illegible] ابتک قطع نظر کرکے میری [illegible] دیکھئے [illegible] ہوتا ہے اور ان پر [illegible] انکو میری نگاہ انتخاب نے چنکر مرقع ادب کے دامن میں ٹانک دیا۔ (مولف)

جناب عالی - وہ غزل جو کہا دیا تھا وہاں پہنچی جہاں اب میں جانے والا ہوں یعنی عدم۔ مدعا یہ کہ گم ہو گئی ؎

گفتگو میں مدعا برآری کی — ہم نے حسرت کی [illegible]

تقدیم و تاخیر مصرعتین [illegible] کے رہنے دو اس میں کوئی سقم نہیں، مدعا برآری کا مستعمل لفظ ہے میں اس طرح کے الفاظ سے احتراز کرتا ہوں [illegible]

قطرۂ مے بسکہ حیرت سے نفس پرور ہوا — خط جام مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا

اس مطلع میں خیال بہت دقیق ہے [illegible] میں سے انتہا [illegible] بقدر یک قطرہ [illegible] حیرت سے ٹپکنا بھول گیا۔ برابر برابر [illegible] جو نظم کردہ [illegible] تاگے کے بن گیا جس میں موتی پڑے ہوں ؎

لیتا نہ اگر دل تمہیں دیتا کوئی دم چین — کرتا جو نہ مرتا کوئی دن آہ و فغاں اور

یہ بہت لطیف تقریر ہے، لیتا کو ربط ہے چین سے۔ کرتا مربوط ہے آہ و فغان سے۔ عربی
مین تعقید لفظی و معنوی دونون معیوب ہین۔ فارسی مین تعقید معنوی عیب اور تعقید لفظی جائز
ہے بلکہ فصیح اور بلیغ ہے۔ یہ تقلید ہے فارسی کی۔ حاصل معنی مصرعتین یہ کہ اگر دل تمھین نہ دیتا تو کوئی
دم چین لیتا۔ اگر نہ مرتا تو کوئی دن اور آہ و فغان کرتا،

ملنا اگر نہین ترا آسان تو سہل ہے — دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

یعنے اگر ترا ملنا آسان نہین تو یہ امر مجھپر آسان ہے۔ خیر اگر ترا ملنا آسان نہین نہ سہی
تو ہم مل سکینگے نہ کوئی اور مل سکیگا، مشکل تو یہ ہے کہ وہی ترا ملنا دشوار بھی نہین جس سے تو
جو چاہتا ہے مل بھی سکتا ہے، ہجر کو تو ہم نے سہل سمجھ لیا تھا مگر رشک کو اپنے اوپر آسان
نہین کر سکتے ۱۲

حُسن اور اُسپہ حُسنِ ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیون

مولوی صاحب! کیا لطیف معنی ہین داد دینا۔ حُسن عارض اور حُسن ظن دو صفتین
معشوق مین جمع ہین یعنے صورت اچھی ہے اور گمان اُسکا صحیح ہے کبھی خطا نہین کرتا اور
یہ گمان اُسکو نسبت اپنے ہے کہ میرا وار کبھی نہین بچتا اور میرا تیر غمزہ خطا نہین کرتا
پس جب اُسکو اپنے اوپر ایسا بھروسہ ہے تو رقیب کا امتحان کیون کرے، اور حُسن ظن نے
رقیب کی شرم رکھ لی ورنہ یہان معشوق نے مغالطہ کھایا تھا۔ رقیب عاشق صادق نہ تھا
ہوسناک آدمی تھا۔ اگر پائے امتحان درمیان آتا تو حقیقت کھل جاتی۔

تجھسے تو کچھ کلام نہین لیکن اے ندیم — میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے

یہ مضمون کچھ آغاز چاہتا ہے، یعنی شاعر کو ایک قاعد کی ضرورت ہوئی مگر کہتا
ہے کہ قاعد کہین معشوق پر عاشق نہو جائے، ایک دوست اس عاشق کا ایک شخص کو لایا

اور اُس نے عاشق سے کہا کہ یہ آدمی وضعدار اور معتمد ہے میں ضامن ہوں کہ یہ ایسی
حرکت نہ کریگا خیر اُسکے ہاتھ خط بھیجا گیا۔ قضا را عاشق کا گمان سچ ہوا۔ قاصد مکتوب الیہ
کو دیکھ کر والہ و شیفتہ ہو گیا کیسا خط کیسا جواب۔ دیوانہ بن کپڑے پھاڑ جنگل کو چل دیا۔
اب عاشق اس واقعہ کے وقوع کے بعد ہم سے کہتا ہے کہ غیب دان تو خدا ہی ہے کسی کے
باطن کی کسیکو کیا خبر۔ اسے ندیم مجھے کچھ کلام نہیں ہے یعنی اگر اسے یہیں مل جائے تو اسکا جبر اسلام
کہیو کہ کیوں صاحب تم نے کیا دعوے عاشق نہ ہونے کے کر گئے تھے اور انجام کار کیا ہوا

جواب کا طالب

غالب ۱۳ جون سنہ ۱۸۶۳ء

امیر الشعرا مولانا احمد حسین مینا مرزا پوری کے نام

جانِ غالب۔ کل تمہاری۔ دونوں غزلیں بعد صلاح وقت داک ڈاکخانے کے اندر رکھکر
بھجوا دی ہیں مطلع تو تم نے میری زبان سے کہا ہے ؎

ادائے یوسفی ہے لوٹ قاتل کے لڑکپن پر سوادِ دیدۂ یعقوب ہے دھبے ہیں دامن پر

اس زمین میں میری بھی غزل ہے اور ناسخ و آتش کی بھی غزلیں ہیں۔ تم نے بھی ہم سب سے
بہت بڑھکر لکھا ہے۔ گردن کا قافیہ بھی مجھے پسند آیا ؎

نزاکت اسکی وقت قتل مقتل میں یہ کہتی ہے یہ اسکے خون ناحق جس سے انھیں اسکی گردن پر

غرضکہ ساری غزل بے مثل و لاجواب ہے کیوں نہ ہو ابھی تمہارا شباب ہے اور زمین
شعر کو آسمان پر پہنچایا ہے۔ اس غزل میں تو تم نے جوانی کا زور دکھایا ہے۔
قصیدہ کا وعدہ نہیں کرتا اگر بے وعدہ پہنچ جائے گا تو لطف زیادہ آئے گا۔

اور اگر نہ پہنچیگا تو محل شکایت نہوگا۔ بندہ پرور! میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اردو کیا فارسی کبھی کسی عہد مین میرے پاس فراہم نہین ہوا، دو چار دوستون کو اس کی فکر تھی وہ مسودات مجھ سے لیکر جمع کرتے تھے سو اُن دوستون کا زمانہ غدر مین گھر ہی لٹ گیا نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا پھر مین اپنا کلام نظم و نثر کہان سے لاؤن۔

مولوی فرزند علی صاحب آخگر کا کون شخص مشتاق نہوگا حسن صورت اور حسن سیرت دونون اُنمین جمع ہین۔ فقیر تو اُن سے مل کر بہت خوش ہوا۔ آنکھین اُنکے حسن صورت سے روشن اور دل اُنکے حسن سیرت سے مسرور ہوگیا۔ اس تکلیف کی کیا ضرورت تھی مین یونہی خدمت گذاری کو حاضر ہون۔ جب جایئے اپنا کلام بھیجدیں۔ میرا سلام اور یہ پیام کہدیجیے گا۔ تمھارے دیدار کا طالب

غالب ۱۳ ۔ جولائی ۱۸۶۶ء

بندہ پرور!

کل دو پہر کو آپ کے عنایت نامہ کے ساتھ ہی جناب آخگر کا مہربانی نامہ معہ غزل پہنچا آج جواب آپ کو لکھتا ہون۔ غزل مین نے دیکھی سوائے دو ایک جگہ کے کہین صلاح کی حاجت نہ تھی آج اس فن مین وہ یکتا ہین۔ خدا اُن کو سلامت رکھے۔ وہ بلا مبالغہ سراپا تصویر محبت ہین نظم تو نظم اُن کے نثر کے فقرے بھی قیامت ہین۔ اس دوبارہ عطیہ اور اس یاد آوری کا احسان مانا۔ میری جانب سے قدر افزائی کا شکریہ ادا کر دیجیے گا کہ حضرت نے اسی تصویر بھیجدی ان کو قابل خطاب و لائق جواب سمجھا ہین دروغ گو نہین، خوشامدی میری خو نہین، غزل دیکھی، الفاظ متین، معانی بلند، بندش دلپسند، مضمون عمدہ، سوائے دو ایک جگہ کے اور غزل بھر مین ایک نقطے کی بھی گنجایش نہ تھی صلاح

کیا دیا بجنسہ واپس کرتا ہوں۔

اب یہاں سے روئے سخن حضرت اخگر کی طرف ہے۔

قبلۂ حاجات، میرا حال کیا پوچھتے ہیں۔ زندہ ہوں مگر مُردے سے بدتر۔ جو حالت میری آپ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما گئے تھے، اب تو اس سے بھی بدتر ہے مرزاپور کیا آؤں، اب سوائے سفرِ آخرت اور کسی سفر کی نہ مجھ میں طاقت ہے نہ جرأت جوان ہوتا تو احباب سے دعائے صحت کا طلبگار ہوتا۔ بوڑھا ہوں تو دعائے مغفرت کا خواہاں ہوں ؎

دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے — عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے

سچ تو یہ ہے کہ قوتِ ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم میں وہ زور نہ رہا، طبیعت میں وہ مزا، سر میں وہ سودا کہاں۔ پچاس پچپن برس کی مشق کا کچھ ملکہ باقی رہ گیا ہے۔ اس سبب سے فن کلام میں گفتگو کر لیتا ہوں۔ حواس کا بھی بقیہ میرے اس شعر کا مصداق ہے ؎

مضمحل ہو گئے قویٰ غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں

حوادثِ زمانہ و عوارضِ جسمی سے نیم جان ہوں۔ اس سرائے فانی میں اور کچھ دنوں کا مہمان ہوں ؎

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام — ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

جب تک جیتا ہوں نامہ و پیام سے شاد، بعد میرے دعائے مغفرت سے یاد فرماتے رہئے گا۔ سانس میری زبان پر تذکرہ ہی رند کا یہ مطلع ؎

سانس دیکھی تنِ بسمل میں جو آتے جاتے — اور چرکا دیا جلاد نے جاتے جاتے

میرے لئے سند نہیں۔

بندہ پرور۔ لکھنؤ اور دلی میں تذکیر و تانیث کا بہت اختلاف پائیگا۔ سانس
میرے نزدیک مذکر ہے لیکن اگر اہل لکھنؤ اسے مؤنث کہیں تو میں اُن کو منع نہیں کر سکتا
خود سانس کو مؤنث نہ کہوں گا۔ آپ کو اختیار ہے جو چاہے کہئے، مگر جفا کے مؤنث
ہونے میں اہل دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے۔ کبھی کوئی نہ کہے گا جفا کیا،

چشم بد دور حضرت کی طبیعت نہایت اعلیٰ اور مناسب اس فن کے ہے۔ اللہ
نگاہ بد سے محفوظ رکھے

نجات کا طالب

غالب

دیگر از خویشتم چہ بود تکلف برطرف
استفادہ دانم کہ غالب نام یارے داشتم

ہجوم غم سے فراغ نہیں عبارت آرائی کا دماغ نہیں، اگرچہ گوشہ نشین و خانماں
خراب ہوں لیکن بحسب رابطۂ ازلی کثیر الاحباب ہوں، اطراف و جوانب سے خطوط
آتے ہیں ادھر سے بھی انکے جواب لکھے جاتے ہیں جو اشعار واسطے اصلاح کے
آتے ہیں بعد اصلاح کے بھیجدیے جاتے ہیں۔

ان صاحبوں میں سے اکثر ایسے ہیں کہ میں نے اُنھیں نہ اُنھوں نے مجھے
دیکھا ہے محبت دلی و نسبت روحانی ہے لیکن صاحبان بلاد دور دست کیا جانیں میرا
حال کیا ہے، ہفتاد و یک سالہ عمر کی کتاب میں سے فصل آخر کی حقیقت یہ ہے کہ دس
پندرہ برس سے ضعف سامعہ اور قلت اشتہا میں مبتلا ہوا اور یہ دونوں علتیں روز افزوں
ہیں شمس عاقبت کا نقصان علاوہ جوں جوں عمر بڑھتی گئی یہ امراض بھی بڑھتے گئے قصہ مختصر

اب سامعہ کا حال یہ ہی کہ ایک تختہ کاغذ کا مع دوات و قلم سامنے دھرا رہتا ہی جو دوست آتے ہین پرسش مزاج کے سوا اور کچھ کہنا ہوتا ہی وہ لکھ دیتے ہین تب میں تحریر کا جواب زبانی دیتا ہون۔ غذا کی حقیقت یہ ہی کہ صبح کو آٹھ دس بادام کا شیرہ۔ دو پہر کو سیر بھر گوشت کا پانی، دو گھڑی دن رہے دو یا تین تلے ہوئے کباب، نسیان حد سے گذر گیا۔ عشرہ دوران ضعف بصر یاران نو آمدہ مین سے ہین میر تقی مرحوم کا مطلع درد بیان ہے

شہرہ ہین عالم مین گر ہون بھی کہین ہم ۔۔۔ القصہ در پے ہو جانے گر نہین ہم

خط لکھ بکس مین یا کتاب مین رکھ دیتا ہون اور بھول جاتا ہون آنکھ بیٹھے بیٹھے خط لکھتا تھا اب رعشہ یون بھی نہین لکھنے دیتا۔ صاحب کمل الاخبار و صاحب احسن الاخبار نے جو ہمیشہ مجھ سے ملتے جلتے رہتے ہین اور میرا حال جانتے ہین از روے مشاہدہ میرے کلام کی تصدیق کرکے اسی اختصار کو اپنے اخبار مین چھاپا ہی کل دیگر صاحبان مطبع اور راہتمان اخبار اگر اسی عبارت کو اپنے اخبار کے اوراق مین درج کرینگے تو غیر اُن کا احسانمند ہوگا۔ اس نگارش کی شہرت سے مقصود یہ ہے کہ میرے احباب میرے حال سے اطلاع پائین اگر خط کا جواب یا اصلاحی غزل دیر مین پہونچے تو نہ خفا ہوں اگر نہ پہونچے تو شکایت نہ فرمائین مین دوستوں کی خدمت گذاری مین کبھی قاصر نہین رہا اور خوشی، خوشنودی سے کام کرتا رہا جب بالکل نکما ہو گیا نہ دم باقی نہ طاقت پھر اب کیا کرون بقول خواجہ میر درد مین بندہ گر تا ہون آنکھ مل دفعہ کرتا نہین

نوٹ:۔ یہ خط ہمارے محترم دوست سید مقبول سید وصل بلگرامی سے ہین لاالفافہ تماشین لکتوب الیہ کا ہنا چھپا۔ اصل خط حضرت وصل کے پاس موجود ہی خالباً مرزا مرحوم کا یہ آخری خط ہی جناب وصل کہ ہن صاحب سے ملے وہ یہی فرماتے تھے اور میرا بھی یہی خیال ہی۔ ۔۔۔ مولف

اگر کسی صاحب کو میری طرف سے کچھ رنج و ملال ہو تو خالصاً للہ معاف فرمائیں۔ اگر
[illegible] باتا [illegible] [illegible] دعائے صحت کا طلبگار رہتا۔ [illegible] بوڑھا ہوں تو دعائے
[illegible] [illegible]
غالب

[illegible] [illegible] [illegible] سداری
[illegible] [illegible] [illegible] زلمان تو نیست

[illegible] [illegible] [illegible] فارسی کی [illegible] ہو۔ غلطی نہیں جانتے کہ مُردہ
[illegible] [illegible] [illegible] دیکھئے [illegible] گا اُس کے ملنے [illegible] کیا ہوگا۔
[illegible] [illegible] [illegible] اُس و [illegible] کو کس بستی میں
[illegible] [illegible] نہیں [illegible] کے اشعار [illegible] جواب
[illegible] ایک [illegible] میں کے بعد تو طبیعہ [illegible] آغاز میں ۱۸۵۷ء
[illegible] [illegible] مقام و تابع بھی اس میں درج کئے ہیں
[illegible] [illegible] عبارت [illegible] بے آمیزش لفظ عربی لکھی ہے۔ اور
فارسی [illegible] فارسی قدیم کہ جس کا [illegible] کے [illegible] بھی نشان نہیں یا ہندوستان [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] طے ہو چکے۔ [illegible] جواب نے
اور [illegible] کسی جگہ اقامت گزین ہوا دل ہاں اُس کے وقوع تک جو کچھ قابل تحریر
جو [illegible] ہوگا۔ وہ [illegible] یہاں کوئی چھاپہ خانہ نہیں ہے
اگر [illegible] [illegible] انتظام [illegible] اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ آٹھ ہزار جلد منطبع
ہو کر [illegible] [illegible] پھیل جائیں گے

نگر صاحبدلے روزے بہ رحمت
کند در حق این مسکین دعائے

شیر زمان خان اپنے باپ کی رہائی کی فکر میں میرٹھ گئے ہیں کس واسطے کہ وہ غریب یہاں کی حوالات میں سے تحقیقات کے لیئے وہاں بھیجا گیا۔

غالب بے نوا

یکشنبہ ۱۸ جولائی ۱۸۵۸ء

نوٹ

یہ خط رسالہ تصویر جذبات ماہ فروری ۱۹۲۲ء سے نقل کیا گیا اس کے اڈیٹر سید احمد عزیز کیفی تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جد امجد اور مرزا غالب مرحوم کے درمیان نہایت مخلصانہ تعلقات تھے۔ مگر افسوس ہے اڈیٹر صاحب نے اپنے جد امجد صاحب کا نام نامی نہ تحریر فرمایا۔ (مؤلف)



خدائے سخن حضرت امیر مینائی کے خطوط میر حسن خان صاحب دلؔ شاہجہانپوری کے نام

رام پور - ۱۲ مئی ۱۸۹۵ء

مُحبّی - سلام مسنون دعا مشحون - بہت سے مہربانی نامے آپکے آکر باعث شکر گزاری ہوئے - رنجوری و معذوری نے مجھے جواب دینے سے محروم رکھا - اس وقت ۲۵ اپریل کا کارڈ پیش نظر ہے - اُس کا جواب سُنیئے - "چلمن نہ فارسی ہے نہ عربی اسکی طرف اضافت فارسی کی ہرگز جائز نہ ہوگی" "جانبِ متھرا" کی نظیر اسکے لیے سند نہیں ہو "متھرا" علم ہے شہر کا نام ہے - اسکا ترجمہ فارسی یا عربی میں کیا ہوگا - لہذا یہی لفظ ترکیبوں کے ساتھ بے تردد باندھا جائیگا - آپکے مطلع میں "چلمن میں" "پسِ چلمن" ہو یون اصلاح ہوسکتی ہے -

دلِ صد چاک میں دیکھا رُخِ روشن اُنکا ۔ ہم نے نظارہ کیا ڈال کے چلمن اُن کا

آپ ہر خط میں اپنی غزل طلب کرتے ہیں - آج میں نے امکان بھر تلاش کی نہیں ملی ورنہ دیکھکر بھیجتا - مختلف کلام کثرت سے جمع ہو اسمیں نہیں معلوم بے ترتیبی سے اِدھر اُدھر ہوگئی جواب ڈھونڈنے سے نہیں آتی - اطلاعاً آپکو لکھا

امیر فقیر

رام پور - ۶ نومبر

مُحبّا من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آپکے بہت سے مہربانی نامے آچکے افسوس ہے کہ مجھے جواب لکھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی - کلام دیکھنے کا کیا ذکر ہے جن

مجوب اور عذر خواہ ہوں۔ حبس بول کے دورون نے بالکل مجبور کر دیا ہے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ ہو سکے گا تو میں آپکی غزلیں ضرور دیکھونگا۔ آپ مہربانی میں کمی نہ کیجیے۔ اپنی خیریت سے مسرور کرتے رہیئے اور مجھے اپنا دعا گو سمجھیے۔

امیر فقیر

رامپور۔ ۲۱ دسمبر

مجتی۔ سلام مسنون۔ آپکے اکثر مہربانی نامے آئے مین ایسا معذور ہونگا جسسے جواب نہ دے سکا۔ حبس بول کا دورہ سخت پڑا جسمین دو مرتبہ قاثاطیر سے کام لینا پڑا خون کئی روز تک آیا۔ اب اللہ کی عنایت سے افاقہ ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اپنی خیریت سے مسرور کرتے رہینگا اور اوھسے جواب مین تاخیر ہو تو مجھے رنجور و معذور سمجھکر بے التفاتی پر محمول نہ کرین

امیر فقیر

رامپور۔ ۲۹ جولائی

مجتی و مشفقی۔ سلام مسنون۔ مدت کے بعد آج آپکی غزلین دیکھنے کی نوبت آئی۔ معاف کیجیگا۔ مین بیمار تھا۔ ایک دُنبل سنے جوران مین نکلا تھا مجھے بستر معذوری سے اُٹھنے نہ دیا۔ آپکے بہت سے عنایت نامے آئے سخت انفعال ہے کہ جواب نہ دیسکا۔ اللہ تعالی آپکو خوش رکھے۔ اور دلنوازی کی توفیق اس سے زیادہ عطا فرمائے حافظ صاحب کی فارسی غزل دیکھکر بہت جی خوش ہوا اگرچہ مجھے مصرعے لگانیکی فرصت اور اطمینان کہان، آپ حافظ صاحب کی خدمت مین میرا حال تمام و کمال عرض کر دیجیے کہ وہ کسی طرح ناخوش نہ ہون۔

امیر فقیر

رام پور - ۱۵ ستمبر

محبی - سلام مسنون و دعا مشحون تین روز آپ کی غزل آئی - اس کے دو روز قبل مجھے حبس بول کا دورہ سخت پڑ چکا تھا - قاطر کی سخت اذیت اٹھانا پڑی - اس اذیت کا اثر اب تک رہا - اس کی بھی نوبت نہ آئی کہ آپ کا خط دیکھ کر معلوم کرتا کہ غزل کب تک آپ کو درکار ہے - آج کچھ قدر سکون ہوا تو آپ کی غزل دیکھی مگر نہایت افسوس ہوا کہ مشاعرہ کا وقت نکل گیا مجبوری و معذوری کی وجہ سے تاخیر ہوئی - آنعزیز کی سعادت سے بہت خوش ہوں - میری طرف سے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں سلام شوق پہنچا دیجئے - سب [illegible] رسان ہیں -

امیر فقیر

رام پور - ۲ نومبر

محبی - سلام مسنون - غزلیں آپ کی دیکھ کر بھیجتا ہوں مجھے اس زمانہ میں حبس بول کے متصل دورے پڑے - قاطر کی بار بار اذیت اٹھانے میں بالکل مجبور ہو گیا - یہی وجہ ہے آپ کی غزلیں دیکھنے اور آپ کے خطوط کا جواب دینے میں تاخیر ہوئی - زمین بہت تنگ تھی - اسپر بھی آپ نے زیادہ شعر کہے اور اچھے کہے - عیوب سے پاک کرنے کی نظر سے کچھ شعر نکال کر مختصر رہ گئے - اب بھی ۷ شعر ہیں بہت ہیں -

تیروں کا گنجان ہو کر بیٹھنا یہ [illegible] نہیں ہے - درخت آبادی و خط کی نسبت گنجان کہا جاتا ہے - بہت مفید [illegible] چلانے کے واسطے ضرورت ہے معلوم نہیں آجکل شاہجہان پور میں اس کا ترخ کیا ہے - آپ تحقیق کر کے لکھئے - بلکہ تھوڑا سا قند

بطور نمونہ کے بھیجئے تاکہ آیندہ بقدر حاجت بھیجنے کی آپ کو تکلیف دیجائے۔

آسی فقیر

رامپور - ۱۲ مارچ ۹۹ء

۲

سعادت خیر پیوند سے ضمیر - اللہ تعالیٰ تمہاری عمر و اقبال و سعادت میں مدارج
کمال میں برکت دے - محبت و اخلاص سے لبریز تمہارا پیارا خط اس وقت آیا اور مجھے
محظوظ کیا - اس کا مجھے بھی افسوس ہے کہ [illegible] مسعود احمد کو تم سے اپنا وعدہ پورا کئے بغیر شاہجہانپور
سے واپس آئے - ان کو اس میں سخت معذوری [illegible] مجبوری پیش آئی - شاید آپ نے بھی
سنا ہوگا کہ حضرت مولانا محمد شاہ صاحب کی طبیعت بدایوں دفعتہً سخت ناساز ہو گئی ہے
ضیق النفس کا سخت دورہ پڑا کہ وہ جلسہ ندوہ میں بھی شریک نہ ہو سکے اور دور دراز حال
ایسی حالت ہوئی کہ قبل اختتام ندوہ اُن کو اور اُنکے رفقا کو وہاں سے واپس آنا پڑا یہ
ممکن نہ تھا کہ مسعود احمد جناب مولانا سے [illegible] حالت میں جدا ہو کر وہاں رہ جاتے
اور آپ سے مل کر آتے - انکو خود بھی [illegible] کا افسوس ہے اور کمال ندامت ہے - لیکن
انکی معذوری ہر طرح قابل قبول اور انکا [illegible] آنا ہر گونہ قابل عفو ہے - زیادہ تر
مسرت یہ ہے کہ جناب قبلہ حافظ صاحب [illegible] آپکی شرف
ملازمت کا میں بھی آرزومند ہوں [illegible] ان کے [illegible] انفاس [illegible] برکت و
آنکی شفقت بزرگانہ اور تمہاری محبت [illegible] میں [illegible] شکر گزار [illegible]
زادے کے لئے جو شیرینی تیار کرائی گئی اور [illegible] کیا اس کا شکریہ
قبول کیا جائے جناب حافظ صاحب کی خدمت میں میری یہ تحریر پیش کر دیجیئے اور مسعود احمد کیجانب سے
سلام سپاس و اعتمام بکمال خلوص عرض کر دیجئے - زیادہ کیا عرض کروں - غالباً مسعود
احمد بھی معذرت آپکو لکھیں گے - محبی منشی محمد ظہور خان صاحب سے میرا سلام نیاز -

کو مسعود احمد آپ سب صاحبوں کے حسن اخلاق کے بہایت معترف ہیں مریے امراض کی حالت بدستور ہے اللہ تعالےٰ کا ہر حال میں شکر ہے۔ اپنی خیریت سے جلد جلد مطمئن کیا کرو والسلام

امیر فقیر

رام پور ۱۴ ربیع الثانی ۱۸۹۶ء

مجبی ضمیر سلمکم اللہ القدیر۔ پندرہ بیس روز ہوئے ہونگے کہ ایک نوجوان کشیدہ قامت کولون کے تاجر شاید عبد القدیر اُن کا نام ہے شعر بھی کہتے ہیں۔ اور اس تجارت کا کارخانہ اِن کا رونق دہ ہے یہاں کسی سوداگر کی طلب سے کولے لائے تھے اور مجھ سے ملکر کچھ شعر اپنے سُنائے تھے۔ تمھاری خیر و عافیت بھی مین نے اُن سے پوچھی تھی۔ غالب ہے کہ ان سب بیتوں سے تم اُن کو پہچان لوگے۔ ان سے ملکر میری طرف سے کہو کہ کولے بھیجنے کا وعدہ وفا نہ ہوا۔ اب فی الفور حسب وعدہ سچے اصلی کے کولے جو چکنتے نہ ہوں میرے پاس پہنچا دین مین نے اُنکے بھروسہ پر یہاں کولوں کا بند و بست نہین کیا۔ جو وہ کہین اور جو بات قرار پائے اُس سے مجھے مطلع کرو۔ اپنے بزرگونکو میری طرف سے سلام مسنون پہنچاؤ فقط

امیر فقیر

رام پور۔ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۵ء

عزیز از جان من منشی ضمیر حسن سلمکم اللہ تعالےٰ۔ دعائے صلاح و فلاح دارین محبت نامہ سعادت شمامہ آیا شکر کی تھیلی بھی پہونچی دونوں نے مرہون منت کیا حق تعالےٰ سعادت و لیاقت کے ساتھ تمکو شاد و آباد رکھے اور عمر و اقبال مین برکت دے ۔ ۵

از دست آسمان بینوا ایدہیچ ۔ جز آنکہ بصدق دوالع عاے بکند

مجمع محاسن خاندان کریم و محترم محمد ظہور خان صاحب کی خدمت گرامی درجہ میں سلام مسنون و اخلاص مشحون پہونچے ۔

امیر فقیر

رام پور ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۰ء

محب دلنواز السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ ، نامہ محبت طراز مورخہ ۱۴ دسمبر معہ بلٹی موصول ہوا ۔ اور تحفہ کا پارسل بھی پہنچ باعث منت پذیری ہوا ۔ آپکی عنایت و محبت اور اس تکلیف فرمائی کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ میری طبیعت اس زمانے میں بہت ہی نادرست رہی اور اب بھی وہی حال ہے ۔ آپکا پارسل آیا ہوا رکھا ہے ہنوز کھولنے کی نوبت نہیں آئی ذری طبیعت کو سکون ہوئے تو اُسے کھلوا کر دیکھوں اور پسند آنے پر جسقدر حاجت ہو آپکو لکھوں ۔ بہ نظر رفع فکر یہ چند سطریں میں نے اسوقت لکھی ہیں آپ اپنی خیریت سے خیر طلب کو ہمیشہ مسرور کیا کیجیے جناب مکرمی حافظ صاحب کی خدمت سراپا برکت میں میرا سلام نیاز انضمام اور دعاے صحت کا شکریہ ادا کیجیے اور تضمین کی نسبت میرے امراض کی حالت ظاہر کر دیجیے ۔

کارڈ ۱۰ فروری کا جواب ملاحظہ ہو ۔ جلیبی ہندی ہے ۔ دامن نکلنا ۔ گریبان نکلنا ۔ آستین نکلنا ہر ایک صحیح ہے کسی کا شعر ہے ۔

گریباں کو میں روکوں یا سنبھالوں اپنے دامن کو ۔ بڑی مشکل تو یہ ہے ساتھ ہی دونوں نکلتے ہیں

مجھی دعویٰ میری حافظ جلیل حسن واجب رسان ہیں ۔

امیر فقیر

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم کے خطوط حضرت محشر لکھنوی کے نام

پرتاب گڈھ بنگلہ سید عشرت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر - ۲۵ جنوری ۱۹۱۹ء

میرے پیارے دوست! اللہ کے حفظ و امان میں رہیے - آپ کی ناسازی مزاج کا افسوس ہوا الحمد للہ اب طبیعت رو بصحت ہے - دل نہ مانا کہ زبانی الحمد للہ پر معاملہ ختم ہو دس روپے کا نوٹ اتفاقاً کسی ضرورت سے ہاتھ میں تھا - ایک لفافہ میں رکھ کر بلا رجسٹری بھیجتا ہوں - آپ کے ہمنشین میں سے کوئی صاحب مجھے مرہون منت فرمائیں گے کہ شیرینی منگا کر آپ کے صحت کے شکریہ میں نیاز دیدیں یا کسی مستحق کی نذر کریں آپ کے اظہار محبت نے دم بھر کیلئے زندگی کو لذیذ کر دیا ورنہ مجھ سے پوچھئے کیا گزرتی ہے ؎

گو مجھ میں ہے بلاغت گو شعر با اثر ہیں — لیکن مرے مصائب مجھ سے طبع تر ہیں

گل سے پوچھو کس انتظار میں ہے — غنچہ کو تو ابھی سنورنا ہے

حضرت نوح یہ شعر لکھ گئے ہیں ؎

اسقدر زیست سے بیزار کیا ہے غم نے — ملک الموت نے پایا مجھے مشتاق اپنا

قومی شعر سننا چاہیے تو شاید اسکو پسند کیجیے ؎

قوت بازو نہیں تو کیا اب ہیچ — ہاتھ بھی ہے خدا زبان کے ساتھ

نوٹ پہنچے تو رسید لکھیے گا - اگر کسی غریب پوسٹمین نے اڑا لیا جب بھی صدقہ سمجھوں گا۔

اکبر

الہ آباد - ۵ فروری ۱۹۲۰ء

مکرمی - آپکی یاد آوری سے زندگی کا کچھ احساس ہو جاتا ہے ورنہ میں تو اس کا مصداق ہو رہا ہوں -

حضرت اکبر نہیں معلوم ہیں کس سوچ میں زندگی سے ہو رہے رخصت مگر زندہ نہیں

ارادہ ہے کہ جلد لکھنو آئم - مسرت دیدار حاصل کردم - افسوس ہے کہ علالت اور ناتوانی نے بہت معذور کر دیا ہے - ہر شب نہیں تو اکثر شبیں ایسی ہوتی ہیں کہ شب آخر سمجھتا ہوں - حال میں آپ کے چند اشعار کسی اخبار میں پڑھے - اور بیساختہ حسن بندش اور شوکت الفاظ کی داد دی -

اکبر حسین

الہ آباد ۱۷ فروری ۱۹۲۰ء

میرے پیارے عنایت فرما آپکی یاد آوری سے تھوڑی دیر کے لئے جی اٹھتا ہوں ورنہ مدت گذری کہ مر رہا ہوں - غالباً اس عشرت کدہ میں آپ کا چین دل فی الحال مضطرب کر رہا ہو اور آپ مجھکو یاد فرمایا کرتے ہیں کلیات حصہ سوم کے مسودہ کو تھا کر بلا انتخاب دو چار شعر نقل کئے دیتا ہوں صرف تعمیل ارشاد ہے - ورنہ میں کیا میرے شعر کیا -

پوچھتے ہیں وہ جب مجھے دیکھ کے اچھے تو ہیں
زندہ ہیں سر نفس لئے جاتے ہیں اچھے کیا ہیں

خوب اکبر نے یہ اڑائی تان
دین میں آنکھ اور مذہب میں کان

اپنی ہی عقل کو خدا سمجھے
بیوقوفی اسی کو کہتے ہیں

غم خانۂ جہان سے آگاہ ہو چکا ہوں
انکھوں سے مل کے اب ان کے تلوؤں کو دیکھتا ہوں

تقیدی کاموں کے گو ہیں قاعدے | قاعدوں کا قاعدہ کوئی نہیں
جو مشیت اسکی ہے وہ قاعدہ | بحث کیجیے فائدہ کوئی نہیں
اب اپنے دل کو بجز غم کے کوئی دھندا نہیں | خدا کا شکر ہے کہ غم گناہ نہیں

خاکسار اکبر

الہ آباد - ۲۵ جون ۱۹۲۰ء

کرمی خدا آپ کو تندرست رکھے کہ مجھ کو اس محبت سے یاد فرماتے ہیں اپنا حال یہ نیا کہتا ہوں -

جو تھی ہے مری مزاج کی بھی | شاید اب تک میں جی رہا ہوں
فنا پہ پہنچ کے ہوا ماضی | آنکھ پڑ چکی تھی کہ ہو گئے ماضی

انسانی زندگی

دام فنا میں پھنسنا اور عمر ختم کرنا | بے اختیار جینا بے اختیار مرنا
غوغائے خلق سننا اور خود بھی غل مچانا | پھر آنکھ بند کرنا اور اپنی راہ لینا
آگے ... یہاں ... گار تھا | سب سے کہا کہ آپ بھی ... کو لیجیے
پھر ... فرض کر دیا | منظر اگر برا ہو تو آنکھیں نہ کھولیے

خاکسار اکبر

الہ آباد - ۳۰ جولائی ۱۹۲۰ء

کرمی - سلام مسنون - تسلیم - میں خیال کرتا ہوں کہ یہ شعر آپ کا حصہ ہے غفلت کی بات اندھیری رات - جوانی - غفلت شب گیسو اور ظلمت - غفلت غرض یہ ہے کہ آپ نے شاعری کی ... ہے آپ نے شعر کی فرمائش کی ہے ابھی اپنے ہی شعر کے منہ سے لیجیے اور

لینے دیجے پھر عرض کروں گا

آپ کا مجبور کا مشکور

اکبر حسین

الہ آباد ۱۳ جولائی [illegible]

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے شعر جواں ہیں لکھنؤ آتے کی کوشش [illegible]

آپ ہی ایسے دو ایک مخلصین رہ گئے ہیں [illegible] میرے لیے لطف زندگی نہیں۔

عمر گزری دلکش کوئی امید نہیں	اب [illegible]
رمضان میں جو ہے صوم سے محروم کیا	[illegible]

الٰہی یہ چمن دہر مجھ پہ بار نہ ہو	دکھائے دور سے رنگت گلے کا ہار نہ ہو
بلا کچھ ہی ہو [illegible]	نہ پی شراب اگر [illegible]
گلہ [illegible]	سکوت ہی ہے مناسب جب اختیار نہ ہو

ہم رجعت صاحب کو درست سے کچھ نہیں بھیج سکا

کیا [illegible] شعر [illegible]	خود [illegible] معنی [illegible]

نیاز مند اکبر

الہ آباد ۔ [illegible] جنوری [illegible]

میرے پیارے عنایت فرما آپ ہی ایسے دو چار دوستوں کی بدولت

کچھ حلاوت زندگی باقی ہے ورنہ [illegible] مشتاق اجل رہتا ہوں۔

جوانی تو نے اپنے واسطے ہم کو اٹھایا تھا	بڑھاپا تو ہٹا دے اب [illegible]

زندگی باقی رہی۔ حواس درست رہے۔ توانائی پائی تو ضرور ہی یا مارچ میں ملنے کی امید ہے۔
اللہ آپکو خوش رکھے۔

ابتک ہی انھیں حالت سابق کا تصور | یاروں نے مرا خانۂ ویران نہیں دیکھا
جب مادہ غائب ہو گداز کے کماں سے | شمعوں کی طرح جسم کو گریاں نہیں دیکھا
غفلت میں تو پیری بھی نظر آتی ہے خود بیں | عبرت میں جوانی کو بھی نازاں نہیں دیکھا

اکبر

الہ آباد۔ ۱۱ مارچ ۱۹۲۱ء

پیارے محشر صاحب۔ پچھلے مطبوعات میں آپکی نظمیں بہت دلکش اور با معنی نظر آتی ہیں۔ اللہ یہ بلند خیالی مبارک کرے۔ یاد آوری کا شکر گزار ہوں۔ اس سے لذت یاب ہوتا ہوں کہ آپکے دل میں میری جگہ ہے۔ ضعف اور ناتندرستی کی وجہ سے قابل سفر نہیں ہوں۔ بہت کچھ کہہ چکا اب کیا کہوں۔

ارماں بقدر طاقت ہستو نکل رہا ہے | تو میں بھی چل رہی ہیں جوتا بھی چل رہا ہے
لیکن رہا میں سالک دل میں یہ بات سوچی | اُس تقویت پر اُٹھوں اُنجمیہ موچی

اکبر

الہ آباد۔ ۲۲ مارچ ۱۹۲۱ء

میرے مکرم۔ یاد آوری کا شکر گزار ہوں۔ ناتندرستی کی وجہ سے پیر آب گاہ نہ آسکا کل ارادہ ہے، ممکن ہے کہ لکھنؤ بھی پہنچ سکوں۔

حادثے اپنے طریقے سے گزرتے ہی رہے | کیوں ہوا کیا ہے یہ ہم تحقیق کرتے ہی رہے
صفحۂ ہستی پہ آخر کس قلم کا ہو نشاں | نقش مٹتے ہی رہے لیکن ابھرتے ہی رہے

انتظار آخر اجل سے کر گیا یان ہمکنار | چشم ہمدرد آپ اپنے گھر سنورتے ہی رہے
آتش غم سے رہی سینہ کی منزل شعلہ بار | حضرتِ دل باوجود اسکے ٹھہرتے ہی رہے

کچھ دیکھتا نہین مین دلِ زار کیلیے | جو کچھ یہ ہو رہا ہی سب اخبار کیلیے

اکبر

الہ آباد - ۱۷ر مارچ ۱۹۲۱ء

پیارے عنایت فرما۔ الطاف نامہ کا شکر گزار ہون۔ علالت کی سختیون نے نشاطِ خاطر سے محروم کر دیا ہے۔ دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیئے۔ دل تو چاہتا ہی کہ آؤن اٹھ بھی تو سکون، بہت محتاج خدمت ہو گیا ہون، غذائے موافق کا انتظام مشکل ہو گیا ہے ابھی ذہن مین آیا

مین تو سمجھتا ہون کہ بس اب مرا | لوگ کہتے ہین ابھی دیر ہے

اکبر

الہ آباد - ۱۳ر اگست ۱۹۱۱ء

برادرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ افسردگی طبع روز افزون ہی، شاید کچھ کہا بھی ہو تو یاد نہین

پہلے تنہائی سے گھبراتا تھا مین | زندگی سے اب تو گھبرانے لگا

ارادہ ہے کہ آخر اگست مین لکھنؤ مین حاضر ہو جاؤن۔

آپکی محبت و یاد آوری کا ممنون

اکبر



الہ آباد ۔ ۳ جون ۱۹۲۱ء

مکرمی ۔ یہ مصرعہ آپ نے خوب لکھا ہے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل بس یہی میرا حال ہے

گفتن ہے سود و خاموشی ہو رشک — گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

[illegible] دونوں کا جواب — گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

--- * ---

[illegible] باغ کا صیاد کو — موسم گل آیا مین بلبل کو چپ ہونا پڑا

بندہ نواز آخر جولائی یا اگست مین اُمید ملاقات ہے۔

خاکسار

اکبر

مؤلف کے نام

الہ آباد ۔ ۱۵ اپریل [illegible]

حضرت صفدر۔ آپ نے مدت کے بعد کروٹ لی۔ مین تو سمجھا تھا کہ حافظ سلمہ کی طرح آپ نے بھی بیرخی اختیار کی۔ مین جب کسی رسالہ یا اخبار مین آپکا کلام دیکھتا ہون بہت شوق سے پڑھتا ہون۔ مومن مرحوم کی طرح مین بیٹھے شب ہجران قافیہ مین آپ کا شعر مجھے بہت پسند آیا۔ اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ۔ زندہ رہا تو لکھنؤ مین آپ سے جلد ملونگا۔

دعاگو

اکبر



امیر الانشا دبیر الملک سید علی اصغر صاحب ناظم ریاست [illegible] کے خطوط

مؤلف [illegible]

مکرمی - میرے خط کے جواب میں آپکا عنایت نامہ اور مرقع ادب کا [illegible]

ساتھ ساتھ ایک ہی دن کی ڈاک میں مجھے ملے [illegible]

کثیر المشاغل آدمی ہوں لیکن اس خصوصیت کی بنا پر [illegible]

بعض کے خطوط مرقع ادب میں [illegible]

اور اسکو دیکھا میری یہ رائے ہے کہ مرقع ادب ترتیب کی حیثیت سے اپنی نوعیت کی

پہلی تالیف ہے کتاب لٹریری خوبیوں سے مالا مال ہے [illegible]

محاسن کا ایک بہترین [illegible] ہے میرا خیال ہے [illegible]

ملے [illegible] آپکی [illegible] ممنون ہونگے [illegible]

اور وہ حضرات جو لٹریری جواہر کے [illegible]

[illegible] اور [illegible]

دوسرے حصہ کے شایع ہونے کا بیتابی سے منتظر رہونگا [illegible]

سید علی اصغر [illegible] ۱۹۱۵ء

مکرمی - عنایت نامہ [illegible] آپ کا [illegible]

خطوط بھیجتا ہوں - یہ صرف آپکی فرمایش کی تعمیل ہے [illegible]

[illegible] ہے وہ آپکے معیار انتخاب کے مطابق نکلیں گے۔

یہ آپکا ایک [illegible] خیال ہے کہ مرقع ادب [illegible]

پہلے آپ مجھے دکھانا چاہتے ہیں۔ لیکن عدیم الفرصت تو پہلے بھی کم نہ تھا مگر یہ اور طرہ
ہے کہ گرمی کا موسم ہے اور کوہستان کی گرمی۔ قیامت کی گرمی ہے۔ جبتک مینھ کے برسنے
سے طبیعت میں روانی نہ آئے اِس قسم کے مشاغل کو اٹھا رکھیے۔ جس کتاب کی تالیف
آپکے نام سے منسوب ہو اُسکی خوبی کی یہی ضمانت کافی ہے کہ آپ اُسکے مؤلف ہیں۔

آپ بھی اچھے اور آپ کا کلام بھی اچھا ہے۔ لیکن پھر بھی دیوان کی اشاعت
کے بارہ میں میری جو رائے ہے اُسکے اظہار سے مجھکو افسوس ہوتا ہے۔ یہ میں بھی جانتا ہوں
اور آپ مجھسے بہتر جانتے ہیں کہ شاعری کا مذاق گردش روزگار میں پل رہا ہے۔ خدا جانے
یہ جدید شاعری کہاں جا رہی ہے اور اُسکے آگے بیچاری قدیم شاعری کی کوئی بات بھی نہیں پوچھتا
یہ تو عام مذاق کی حالت ہے۔ اب آپ خود ہی سوچ لیجیے کہ دیوان شایع ہو تو اُسکے
قدردان کہاں سے آئینگے۔ والسلام

سید علی اصغر ناظم ٹونک۔ راجپوتانہ
۱۴ جون ۱۹۱۵ء

مولوی عبد الحی صاحب شہاب مقیم علیگڈھ علاقہ ٹونک کے نام

کیوں صاحب۔ کیا مراسم اتحاد اسی کے مقتضی ہیں۔ یہ بیزاری اور اسقدر خفگی۔
مدتوں خط نہیں لکھتے بڑی حیرت ہے۔ فرمائیے تو یہ تکلف کیوں ہے اور اسقدر تغافل
کس لیے۔ اُلفت گواہ اور محبت شاہد ہے کہ آپکی خبر کے لیے کان ہمیشہ متعلق رہتے
ہیں اور منتظر آنکھیں آپکے خطوں کا بےچینی سے انتظار کیا کرتی ہیں مگر آپ نے وہ سکوت
اختیار کیا کہ الامان۔

مین عنقریب ایک تقریب کی وجہ سے ٹونک آنیکا ارادہ کر رہا ہون اُسوقت آپ اور مین، مین اور شکایت، آپ اور انفعال ؎

مرے دل مین ہی غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کرے تم سے جو مین یہ بھی کہون وہ بھی

مولوی علی ظفر صاحب سے مین سرہوین شریف کے جلسہ مین دہلی مین ملا تھا اور اُن کا وہ مضمون بھی مین نے دیکھا جو اُنھون نے "وجود ممکن" کے عنوان پر لکھا ہے۔ مضمون کا طرز استدلال اگرچہ محققانہ ہی۔ مگر انداز بیان مین شگفتگی کم ہے۔ اُسی کو دیکھکر مجھے بھی خیال ہوا ہی۔ اور اسی موضوع پر مین نے بھی کچھ لکھا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دیکھنے والے کیا کہتے ہین۔ والسلام

علی اصغر

بہ پیرزادہ احسان اللہ خان صاحب جاگیردار زمانہ کے نام

نیما ہیڑہ۔ علاقہ ٹونک۔ ۱۰ر فروری ۱۹۰۵ء

دل مین کھٹک رہی ہے خلش دوستونکی یاد
کانٹے بنے ہوئے ہین سفر مین وطن کے پھول

خود فراموش اصغر کے یاد کرنے والے۔ تسلیم۔ مزاج انور۔ بیمار جان بلب کو صحت سے درویش بے نوا کو دولت سے ہجران نصیب عشاق کو وصال سے۔ نکتہ سنجون کو صحبت اہل کمال سے مجروح تشنہ کام کو چشمہ بہار کے تفریح بخش نہال سے اور

قمری کو وصل سرو سے اتنی نہو خوشی
آہو کو یہ سرور نہ دے بو قت رم

جو مسّرت میرے شوق بھرے دلکو آپکے خط آنے سے ہوئی۔ یہ آپ نے صحیح سُنا ہی

کہ نتایج المجالس چھپکر شایع ہوگئی ہے لیکن تقطیع بد قطع، کاغذ ناقص، مضمون بے ربط چھپائی خراب، اُسپر متضادیہ کہ لفظی تحریف جسکو دیکھ کر میرا جی جلتا ہے مگر جیسی کچھ ہے اُسکی ایک جلد آپکی خدمت مین بھیجتا ہون۔ مخزن خیال کی تصنیف کے سلسلہ کو اب منقطع سمجھئے۔ جو عزیز ہستی اُسکی تصنیف کی محرک تھی جب اُسی کا وجود دنیا مین نہ رہا تو بس اب کسکے کہنے سے لکھون گا۔ ایک خاص فرمائش کی تحریک سے مین آجکل ریاست ٹونک کی تاریخ لکھ رہا ہون۔ چھ حصون مین یہ تاریخ ختم ہوگی۔ حصہ اول کی ترتیب سے فرصت پائی ہے اور وہ جبور کے ایک پریس مین چھپ رہا ہے۔ عنقریب چھپ جائیگا۔ زیادہ
مخلص
آغا

حکیم سید عبد المجید خان صاحب ناظم پرگنہ پلی گڈھ کے نام

ٹونک ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ

مخدوم میرے۔ الطاف نامہ کے ورود نے آپکے لطف کا ممنون کیا۔ میرا کیسا حال ہے یہ نہ پوچھیے۔ مین ٹونک مین ہون جہان آجکل ملک الموت کا تسلط اور ہیضہ کا دور دورہ ہے۔ شہر مین ہر طرف خوفناک۔ خاموشی کی عملداری ہے

چلی جاتی ہے مشق اُنکے ستم کی
بڑھتی جاتی ہے آبادی عدم کی

جسطرف آنکھ اُٹھائیے مہیب سناٹا پڑا ہوا ہے۔ جسکو دیکھیے اداس ملول و غمگین جس سے ملیے دلگیر سراپا غم کی تصویر۔ حیران و پریشان۔ مین اگرچہ ابتک زندہ ہون لیکن مردہ سے بدتر ہو رہا ہون۔ میری دلگرفتگی کی یہ کیفیت ہے کہ ربیع الثانی کی دسوین تاریخ اور چہارشنبہ کی قیامت خیز رات۔ رات کے دو بجے تھے کہ والدہ ما بندہ کو

تسلی اور تسلی کے ساتھ استفراغ ہوا صرف ۱۲ گھنٹہ بیمار رہ کر پنجشنبہ کی رات کو گیارہ بجے سے کچھ پہلے اس دار ناپائدار سے ہمیشہ کے لیے انتقال فرمایا ہائے۔ ؎

میں سنوں اور اپنے کانوں سے — وہ کریں اور انتقال دریغ

اِس جگر خراش حادثے نے میرے سلطنتِ دل میں لازوال بےچینی پیدا کر دی اور عشرت و انبساط کے سبزہ زار پر رنج و غم۔ درد و الم اور حسرت و یاس کی گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں ہیں۔ برق الم نے خرمن شادمانی کو خاکستہ بنا دیا ہے اور فرط غم سے دل و دماغ بیکار ہوگئے ہیں۔ زندگی کا لطف باقی نہیں رہا۔ اور جینے کا مزہ جاتا رہا۔ دل بےچین ہو کر پہلو سے نکلا جاتا ہے اور جگر خون ہو کر بہنے کے لیے مستعد ہے۔ حواس منتشر اور دماغ پریشان دل بےکل ہے اور جگر بےچین۔ دل ہے اور افسردگی۔ جگر ہے اور بےقراری۔ آنکھیں ہیں اور اشکباری ؎

نہ کے مرنیکا شہید کی حادثہ ایسا نہیں — کچھ نہ روئے آہ گر ہم عمر بھر رویا کیے

علی اصغر

معتمد الملک سید محمد خان صاحب بہادر ناظم پرگنہ نیماہیڑہ کے نام

ٹونک۔ ۱۵ جولائی ۱۹۰۴ء

غمخوار میرے۔ شاید جون کا مہینہ تھا کہ آپکا مہربانی نامہ میرے مسیح کی عیادت میں آیا تھا۔ آپ نے لکھا تھا اور میرا بھی خیال تھا کہ مرض کے افاقہ سے طبیعت کو کچھ سکون ہو تو خط کے جواب میں مزاج کی کیفیت لکھوں۔ لیکن دوا کا اور دعا کا۔ گوناگون تدبیروں میں رات دن کی مصروفیت کا اور پانچ مہینے کامل تیمار داری کا انجام یہ ہوا کہ

جمادی الاول ۱۳۳۲ھ ہجری کی پہلی اور جولائی ۱۹۱۴ء کی ستائیسویں تاریخ تھی شنبہ کا
قیامت خیز دن تھا اور دن کا ۹ بجا تھا کہ بوئے گل نے ستہ یار دن سے جسم سے
انتقال کیا ؎

انکی صورت دیکھکر جیتے تھے تم تو اے جلیل — اب کہو کیا دل پر گزری انکی میت دیکھکر

خدا بخشے مرنے والے کے ساتھ میرے دیوانہ دل کو جو غیر معمولی تعلقات تھے وہ
سب نہیں تو کچھ آپ بھی جانتے ہیں بس انھیں پر اس اندوہناک حادثہ کے جانگداز
صدمہ کا قیاس کر لیجیے۔ دل کو اور طرف متوجہ کرتا ہوں لیکن نہیں جاتا طبیعت کو ہر چند
بہلاتا ہوں مگر نہیں بہلتی حیرت نے آنکھوں پر قبضہ کر لیا ہے اور افسردہ دلی سینہ کا
مرکز بنا ہوا ہے ؎

ہائے وہ دل جو خوشی کا گھر تھا — آج وہ مرزبوم ہے تمنا اون کا

شوریدہ سر علی اصغر

مولوی سید سلیمان صاحب کے نام

ٹونک۔ ۲۲ محرم

ہمدرد میرے جس بیمار کی عیادت میں آپ نے عنایت نامہ لکھا ہے۔ اُس کا
مزاج مختلف امراض کے متواتر حملوں سے مغلوب ہو کر اعتدال کی حد سے متجاوز ہو گیا
تھا۔ تجربہ کار ڈاکٹروں کی عقل گم تھی، طبیب علاج کرتے کرتے عاجز آگئے تھے اور تیماردار
سراسیمہ تھے۔

انجام یہ ہوا کہ گرمیوں کا موسم تھا۔ محرم کی آٹھویں تاریخ جمعرات کا دن تھا اور دن کا

ایک بچہ تھا کہ بیمار نے ورم جگر، یرقان، اور سرسام وغیرہ کی بیماریوں میں تین مہینہ کے قریب مبتلا رہ کر فنا ہونے والی دنیا سے ہمیشہ کے لیے انتقال کیا۔ اب میں ہوں اور افسردہ طبیعت۔ میں ہوں اور مضطرب دل۔ دن تمام بیقراری انیس۔ رات تمام اختر شماری کا مشغلہ موت اور وہ بھی رفیق زندگی۔ ایک انیس زندگی کی موت۔ اُسکا فراق اور وہ بھی دائمی۔ ہمیشہ کی مایوسی اور زندگی بھر کی بےچینی ؎

شب غم، وہ ستم ہائے شب غم	فقط گر ناہے باقی آسمان کا

علی اصغر

ایک حبیب کے نام

علی گڈھ۔ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۲ء

یہی بہتر تو ہے اُسکو نگر اے جذبۂ دل
اُسے بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

جان من غریب تمہارا بھیجا ہوا خط مجھے ملا۔ اور میں نے کئی بار پڑھا۔ نمک بھی چھڑکا اور مرہم بھی بنا

نرم باتیں کہیں نزاکت سے	گرم فقرے کہیں شرارت سے
دل چسپ سے رنگین چٹکی بھی	کچھ تسلی بھی کچھ تشفی بھی

خط کے دیکھنے سے کبھی کا گزرا ہوا زمانہ نظروں میں پھر گیا۔ اور تمہاری بھولی بھولی باتیں اور پیاری پیاری ادائیں یاد آ آ کر بیقرار دلکو اور بھی بےچین کر گئیں ؎

کبھی کچھ ٹھٹک کے وہ کچھ آنکھیں ملا کر کہنا	کبھی کچھ کہہ کے وہ خود آپ ہی شرما جانا۔

مین جس حال مین ہون شکر ہے اچھا ہون۔ تمھاری مفارقت غم والم کی انتہا ہی کیا ہی۔ درد وکاوش۔ رنج وقلق اضطرابی اور بیچینی۔ تڑپ اور اُلجھن کسی کی بھی کمی نہین ؎

غم محبت وسوز فراق و رشک رقیب ہجوم آفت و داغ جان بیقرار دریغ

تحمل اور استقلال کا دامن میرے ضعیف دل کے کمزور ہاتھون سے چھوٹ گیا ہے۔ ضبط کی تاب نہین صبر رخصت ہو چکا ہے۔ بیچارہ صبر بھی کب تک نباہ کرے انتظار کی بھی آخر کوئی حد ہے ؎

سحر بھی ہوتی ہی چلتے ہین لے اجل ہم بھی
ریاض
اب اُن کے آنیکا ہم کو بھی انتظار نہین

وصل و ملاقات سب تمھارے بس کی بات ہی تم چاہو تو سب آسان ہے اب بھی آجاؤگے تو مجھے جلا لوگے۔ نہین تو میری جان پر بنی بنے گی پھر آئے تو کیا۔ پچھتاؤگے اور سوا ئے مٹی کے ڈھیر کے اور کچھ نہ پاؤگے۔

آرزو ہے بہت زیارت کی | اب نہین تاب درد فرقت کی
تھوڑے دعوے پہ ناز کرکے بہت | جان کر تم کو دلنواز بہت
مین ہوا ہون مکلف خدمت | ورنہ میری بھی نہین عادت

خط کا جواب ذرا جلد بھیجنا۔ اور بات صاف لکھنا۔ مجھے انتظار رہیگا۔

شوہریدہ
صفیر



انھین کے نام

علی گڈھ۔ ۷ اپریل ۱۹۰۲ء

دکھاتے ہین تماشہ برقِ رخسارِ درخشان کا
ٹھہر اے بیقراری ہم تری تدبیر کرتے ہین

جانِ اصغر، شرابِ اُلفت کا ساغر، محبت کے پھولون کا گلدستہ یعنے تمھارا شوخیون بھرا خط پندرہوین اکتوبر کا لکھا ہوا بڑے کا فردل دکھانے والے انتظار کے بعد پرسون کی ڈاک مین مجھے ملا۔ خط کے ملنے سے مین نے خدا کا شکر ادا کیا اور تمھارا احسان مانا کہ ابھی میری جھوٹی سچی یاد سے تمھارے دل کو تھوڑا بہت تعلق ہو غنیمت ہی۔ مگر مین کیا بتاؤن کہ میرا کیا حال ہے۔ محبت کا تو نام ہی بُرا ہے۔ یقین مانو تمھاری یاد دل سے اور دھیان خیال سے کسی وقت مین بھی جدا نہین ہوتا۔ خدا جانے کیا ہو گیا ہی کہ مین ہر گھڑی ہر لحظ تمھارے ہی تصور مین محو رہتا ہون ؎

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا   جب کوئی دوسرا نہین ہوتا

تمھارے وصل و ملاقات کا ذوق و شوق اور تم سے ملنے کے ارمان، تمنا ئین دل و دماغ پر مسلط ہین۔ اور یہی رہ رہ کر دل سے دماغ مین اور دماغ سے دل مین چکر لگایا کرتی ہین۔ دن کو اضطرابی و بیچینی سے کسی کام مین دل نہین لگتا۔ اور بیکلی اور بیقراری مجھ سے رات بھر پہلو بدلواتی رہی ہے۔ دن کا ایک ایک منٹ ایک ایک گھڑی ایک ایک دن سے زیادہ معلوم ہوتے ہین جدائی کی پہاڑ سی راتین ایسی کٹھن ہین کہ کسی طرح کاٹے نہین کٹتین ؎

کیا اندھیرا ہے شب ہجر کہ دم گھٹتا ہے
تم جو آ جاؤ یہی رات سہانی ہو جائے

اگرچہ دنیا کے مکروہات سے مجھے دم لینے کی فرصت نہیں۔ اور سرکاری کاموں کے ہجوم نے مجھے اندنوں معمول سے کچھ زیادہ عدیم الفرصت کر رکھا ہے۔ لیکن طبیعت کے اصرار اور دل کے اشتیاق اور سب پر مستزاد تمہارے تقاضہ کی تاکید سے بے بس ہو کر میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسی مہینہ کی کسی تاریخ کو علی گڈھ سے چلکر ٹونک آؤنگا۔ یہ میرا ارادہ ہے تم بھی دعا کرو کہ بن پڑے

اصغر شوریدہ سر

ایک محبوب کے نام

سرونج۔ مالوہ۔ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء

دل میں نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر
کیوں تم وہی معشوق ہو یا مجکو گمان ہے

او ظالم ستم کے بانی۔ کبھی تو خط لکھا کر۔ یہاں خط کا انتظار موت کا مزہ چکھا رہا ہے اور تجھے ناز سوجھتے ہیں حیف ہے تم اور بے اعتنائی۔ بہت خوب غفلت شعاری اور یہ بیخبری۔ دن دیکھنے میں تو بڑے نرم۔ بڑے نازک ہو مگر واللہ حقیقت میں بہت سخت اور سنگدل ہو

تجھ سے ملنے پر بہت بیدرد دیعقدہ کھلا
بھولی بھالی شکل والے ہوتے ہیں چالاک بھی

کیوں صاحب۔ انصاف شرط ہے۔ ذرا سچ کہنا۔ کیا یہی اقرار تھا۔ اسی کا نام الفت ہے۔ بھلا یہ بھی کچھ منصفی کی ہیں باتیں کبھی تم میرے دل کی حالت نہ پوچھو کہنے کو اور بہت کچھ ہے۔ مگر تجھ میں جو نک لگنا معلوم اثر کرے تو یہ بھی بہت ہے

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ — دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

شوریدہ سر اصغر

فقیر سید افتخار الدین صاحب پولیٹکل ایجنٹ کابل کے نام

ٹونک ۔ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

جناب اقدس ۔ نامہ توقیر افزا [illegible]

کیا خدا گواہ اور عقیدت شاہد ہے کہ طبیعت کی [illegible]

سے قاصر رکھا ورنہ پاؤں کا کام سر سے لیتا اور حاضر ہوتا [illegible]

نیاز مند ہوں اور سے

شکوہ ہوتا جب خود [illegible]

کیا شکایت نیاز مند [illegible]

زیارت حاصل کرنے کا شوق حد سے گزر گیا ہے [illegible]

ساتھ اب جگر بھی بیٹھا جاتا ہے ۔ مگر زمانے کے مکروہات سے [illegible]

تو کبھی نہ کبھی یہ تمنا بھی نکل جائیگی ورنہ خیر جہان دیگر ہیں [illegible]

گر بماندیم زندہ بر دوزیم — دامنے کز فراق چاک شدہ

ور بمردیم عذر ما بپذیر — اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

نیاز اثر

علی اصغر



حضرت ارشد تھانوی کا خط
مؤلف کے نام

بھوپال ۔ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

ظالم! ظلم، جور و ستم کی انتہا ہو گئی، کتاب تیار کی یا تیر و نشتر، دو دفعہ پڑھا دستے
جب کوئی چیز تعریف کی حد سے گزر جاتی ہے تو بس ہو گئے، زیادہ ... سے کام لینا پڑا۔ اب ریویو
میں بھی کرونگا۔ کیسے کیسے خواجہ سگ ہیں۔ میں تو حیران رہ گیا۔ آپ دونوں بیچارے اپنی قسم کے
پہلے اور لاجواب شخص ہیں۔ خرافات کی تو حمایت کرتے ہو مگر صوری و معنوی دلکشیوں کا
کریڈٹ حاصل کرنے پر جو مرد و فخر ملا اسکا شکریہ ادا نہیں کرتے، یہ گویا کسر نفسی ہے۔ اسے
سبحان اللہ، ایسے ہی بھولے ہیں۔ اس سادگی کے قربان نہ جائیے تو اور کیا کیجئے، ریویو
عنقریب لکھونگا اور مفصل، آپکی عاید کردہ شرائط سے مشروط، قیمت کے بارہ میں مجھے
نقوی صاحب سے اتفاق نہیں ایک روپیہ بالکل ٹھیک ہے کم نہ زیادہ اب رہی اشاعت
اسکی ترکیب شاکر صاحب سے پوچھئے، اخباروں میں اشتہار دیجئے، آپ کثیر الاحباب ہیں
اپنے احباب سے جس طرح ہو سکے اپنے خرچ نکالیے ... مزہ تو اُڑا لیں سب اور
خرچ پڑے حضرت آپ پر، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ والسلام

ارشد تھانوی



جناب شہزادہ محمد جعفر صاحب ابن جنت آرامگاہ مرزا دبیر مرحوم کا خط

بنام قاضی محمد خلیل صاحب حیدرآبادی رئیس اعظم پدلی کے نام

لکھنؤ

مخدومی و معظمی دام مجدکم العالی۔ تسلیم مہر سامانہ و سلامتی بجواہم۔ عنایت نامہ گلدستہ بخشن موصول ہوا۔ بدریافت خیریت مزاج گرامی شکر الٰہی بجا لایا۔

فرق آرا صاحب کے پاس خط بھیجتا ہوں جو کوشش فرمائی گئی کمال ممنون فرمایا خانہ احسان آباد باد۔ واقعی آپ نے بڑی زحمت فرمائی ہے بغیر اس زحمت کے خط کا پہنچنا ممکن نہ تھا۔

انشاء اللہ وقت فرصت اور سلام بھی بھیجوں گا۔ بالفعل یہ سلام مرسل ہے۔

جمال عارض سرور اگر نہ کو ہو جاتا
تجلیِ وادیِ ایمن یہ شعر طور ہو جاتا

نوٹ۔۔ فہرست کے اور اشعار اس سلام کے مطابق تھے اس خیال سے نقل نہیں کیے کہ معراج الکلام مرتبہ حضرت خبیر لکھنوی میں مرزا صاحب مرحوم کا یہ سلام ہوگا مگر جب میں نے لکھتے وقت معراج الکلام میں تلاش کیا تو نہ مل سکا۔

مؤلف



سید محمد اعظم صاحب اعظم لکھنوی کا خط مؤلف کے نام

گونڈہ ۔ ۱۵ جون ۱۹۳۳ء

کرمی محترمی زید الطافہ فصاحت کلامکم تسلیم محبت نامہ معہ رقعۂ شادی موصول ہوا سبحان اللہ کیا بات ہے، تمام اشعار مروارید کی لڑیاں ہیں، جدت مضامین۔ نشست الفاظ بیساختہ پن جو طبع عالی کا خاص شیوہ ہے، کس کس بات کی تعریف کی جائے۔ بہر حال رقعہ نہایت لطیف ہے اور ہر قسم کے محاسن نے مل ملا کر نظم میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ میرے لیے رقعہ تہنیت ہوا جو وہ داد دیں یا نہ دیں لیکن اس ممنون ہیئت کی زبان مدح سرائی میں لال ہے۔

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

خاکسار محمد اعظم



جناب محمد لعل خان صاحب ادیبؔ کنڈیوری کا خط مؤلف کے نام

کوہی مقام، شہر نیل گری ۱۳ راکتوبر ۱۹۱۷ء

یہ کس بیدرد کو دل کی تڑپ کا حال لکھتا ہوں
زبان کلک پر ہر حرف بیتابانہ آتا ہے

میرے قبلہ، میرے کعبہ، میرے استاد آداب۔ لیجئے ایک سرے سے دیگر القاب سب ختم جسے میں نے زیب عنوان کیا ہے کیا حضور ہی کا شعر ہے .... آخر یہ کیا ہے اپنے چاہنے والوں سے یہ بےرخی یہ بیزاری اتنا تغافل کوئی خط خط لکھے آپ جواب .... ہائے رے شوق کہ دن کاٹتے ہیں گن گن کر آج آتا ہے کل خط کا جواب .... ہاں آپ کو حسینان معانی کے بناؤ سنگار سے اتنی فرصت کہاں کہ غریب ادیب کے مزخرفات کا جواب لکھنے کو بیٹھیں خیر آپ اور کسی بات کا جواب دیجئے یا نہ دیجئے .... فرمائیے کہ مرقع کا دوسرا حصہ کب تک آپ کے گل بھرے ہاتھوں سے سنور کر .... ثانی بن کر آجائیگا۔ میں آپ کی وجہ سے ستایا جا رہا ہوں۔ کل احباب مجھی سے پوچھتے ہیں خط پر خط آتے ہیں کہ مرقع کا دوسرا حصہ تیار ہو تو بھجوائیے۔ آپکے پُر لطف شعر .... میں پڑھے۔ واللہ ایک ایک شعر کو یاد نہیں کے کے بار پڑھا اچھے کو برا کون کہہ سکتا ہے .... حسن قلم او زیادہ۔ براے نام ادیب فقط



حکیم برہم صاحب اڈیٹر اخبار مشرق گورکھپور کا خط مؤلف کے نام

گورکھپور۔ یکم اپریل سنہ ۱۹۱۶ء

مکرمی تسلیم۔ کتاب "اصلاح زبان اردو" کی ایک جلد موصول ہوئی مؤلف نے دعویٰ کیا ہے کہ ناسخ و آتش کے عہد سے اسوقت تک جتنے الفاظ اردو زبان میں متروک ہوئے ہیں اُن سب کو اس رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ اس تصنیف کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ یہ رسالہ اپنے مقصد میں بالکل ناقص بلکہ عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالنے والا ہے۔ مؤلف کا منشا محض اساتذۂ اردو پر اعتراض کرنا پایا جاتا ہے کیونکہ متروک الفاظ تو تھوڑے ہی سے بتائے گئے زیادہ تر نیرو گذشتہ شعرا کی گرفت کی گئی ہے مثلاً آتش نے المضاعف کو المضاف باندھ دیا ہے۔ داغ نے اچپہ کو نا ہیئے کہا ہے امیر نے طرفدار کو فارسی ترکیب سے کہا ہے ذوق نے تشبیح ادا نہ کیا ہے غالب نے جگر کھودنا لکھا ہے وغیرہ

یہ کام وہ شخص کر سکتا ہے جو زبان کا ماہر اور تمام اساتذۂ شعرا پر حاوی ہو۔ مؤلف کا تو یہ حال ہے کہ اردو عبارت بھی صحیح نہیں لکھ سکتے۔ دیباچہ کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ "خدا کی حمد زبان اور بیان سے باہر ہے" "زبان سے باہر غلط" "اردو زبان کی تحفظ"، "تحفظ کرہے" "اس گدڑی میں خوش ہو جو اُسے ناسخ و آتش نے پہنایا تھا" "پہنائی تھی کہنا چاہیے" "سخنوران سخن بنا گئے تھے" "سخنوران سخن کے کچھ معنی نہیں ہیں" "بہت سے الفاظ غلط طور پر استعمال ہوئے ہیں" "کون کون الفاظ"

صاحب نے چھوڑے ہیں۔ "کون کون سے الفاظ ہونا چاہیے"۔ غرض اسی طرح چند صفحے کے مضمون میں بیسوں غلطیاں نظر آتی ہیں۔

اساتذہ کے جو شعر اس رسالہ میں نقل کیے گئے ہیں اُن میں سے شاید ہی کوئی شعر صحیح ہو۔

اصلاح

(۱) "اکثر لوگ لکھتے ہیں "احبابوں، اشعاروں، اغیاروں، جواہرات، وجوہات وغیرہ جمع الجمع ہونے سے غلط ہیں۔"

احبابوں اشعاروں وغیرہ کو کوئی ذی علم نہیں کہتا البتہ جواہرات بکثرت مستعمل ہے۔ اب اسکو داخل زبان سمجھنا چاہیے۔ علی ہذا القیاس مؤلف نے تابعدار کو بھی غلط بتایا ہے یہ لفظ بھی زبانوں سے اب جدا نہیں ہو سکتا۔ احتیاط کرنے کا ہر شخص کو خیال ہے جسکو تقویٰ کہتے ہیں مگر ترک پر فتویٰ دینا بہت دشوار ہے۔

(۲) آفتاب تیز داغ ؎ شام ہونے تو دو چلے جانا + ہے ابھی آفتاب تیز بہت
"آفتاب کے لیے تیز بمعنی گرم قابل احتیاط ہے"

آفتاب کی حدت اور تیزی زبان زد ہے اور تیز بمعنی گرم بالکل صحیح ہے ؎ آتش شوق تیز تر گردد

(۳) اچکی ہوئی تقدیر۔ داغ ؎

گر رسائی چاہتی ہے اور تو اپنا عروج اے دعا مل جا کسی اچکی ہوئی تقدیر سے

اچکی ہوئی تقدیر دیکھا نہیں گیا۔ اُچکی ہوئی بمعنی بلند بہت فصیح اور مستعمل ہے۔

اندنوں اچکی ہوئی ہے کچھ اپنی تقدیر ذرے آتے ہیں نظر صورت انجم مجھکو

(۴) اس طرح سے داغ۔

؂ اچکی ہوئی بمعنی بلند معلوم نہیں کس شعر کے مصنف کا نام لکھنا ضروری تھا۔ (شفیع)

[illegible] تو [illegible] مرے آگے — اسطرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

[illegible] اس طرح کہنا چاہیے۔

[illegible] اگرچہ [illegible] مگر زبان سے غلطی نہیں اور جبکہ داغ اور اُن کی اتباع کرنیوالے بکثرت استعمال

[illegible] کہنے کی کیا صورت ہی متروک تو اسکو کہتے ہین جسکو جمہور نے چھوڑ دیا ہو

[illegible] تیسرے

ہنچون سے نہ واسق ہی نہ فرہاد — مرے سب آشناؤن نے قضا کی

[illegible] بکثرت استعمال کیا ہی مگر بول چال مین عموماً اطلاق اسکا ناجائز تعلق

[illegible] قابل احتیاط ہی۔

[illegible] آشنا کا لفظ قابل احتیاط بتایا جاتا ہی جو ثقات کی عمدہ زبان اور شاعری

[illegible] کہ مولف عالم آشنا و صورت آشنا کی جگہ کیا استعمال کرتے ہین

[illegible] آپ اردو زبان سے محض نا آشنا ہین۔

[illegible] کا — فیصلہ ہو چکا ہے یہ کب کا

[illegible] — چلے جب اپنی رو مین پھر سکے آشنا ٹھہر

[illegible] — آج تک صورت آشنا نہ ہوا

[illegible] — اک آشنا تھا اسکو بھی بیگانہ کر دیا

[illegible]

[illegible] — اور روا رکھتے ہو پر دیمین پھر آنا دل کا

[illegible]

[illegible] اور [illegible] بے تکلف جائز رکھا ہی۔

داغ ؎ عرصۂ حشر مین اسد کرے گُم مجکو | اور پھر ڈھونڈھتے گھبرائے ہوئے تم مجکو
تعشق ؎ حُسن اور عشق سے کیا چاہئیے قسمت اچھی | نیک نام آپ ہون شہرہ مری رسوائی کا

(۷) "انکھڑیان" جلال ؎

اپنی شوخ انکھڑیون مین کچھ تو حجاب آنے دو | راہ پر آئین جو یہ خانہ خراب آنے دو

انکھڑیان اب تو بول چال مین نہین ہین

انکھڑیان متروک نہین ہین چشم معشوق کو کہتے ہین۔ دیکھیے امیر اللغات و گلشن فیض مولوی جلال

بحر ؎ دو چار کو جو قتل کرین اُسکی انکھڑیان | شیرین سے بھی زیادہ غزالونکی دعا کے ہو
آتش ؎ ان انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا | سلام جھک کے کرونگا جو پھر حجاب آیا

(۸) "اندر باہر لگے ہوئے ہین" امیر ؎

کیا حالِ دل سناؤن جاسوس اُس پری کے | اندر لگے ہوئے ہین باہر لگے ہوئے ہین

ذم کا پہلو ہے احتیاط چاہیے۔

اندر باہر لگے ہوئے ہین ثقات کی زبان ہی۔ مؤلف کو لگے ہوئے کھٹکتا ہوگا۔ حالانکہ اس سے کوئی کلام اور کوئی تقریر خالی نہین ہی۔ "بستر لگے ہوئے ہین"، "پنکھے لگے ہوئے ہین"، آنے لگا، کہنے لگا، بُرا لگے، بھلا لگے، وغیرہ کیونکر زبان سے جدا ہو سکتے ہین ؎

کیا شاخ گل پہ پھول کے بیٹھی ہے عندلیب | ڈرتا ہون مین نہ چشم فلک کو بُرا لگے

(۹) آبادی۔ امیر ؎

بادہ خوارون کا زمانہ سے جدا عالم ہے | بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے باہر اکثر

آبادی کی (ی) کا تقطیع سے گرنا خلاف ہی"

شعرا کا اصول ہے کہ فارسی کی ی، اگر کسی ترکیب کے ساتھ وابستہ ہو تو اُس کو

گرانا جائز نہیں رکھتے۔ جیسے جشن شاہی، غم و شادی وغیرہ، لیکن مفرد لفظ کی (ی) گرنا جائز رکھا ہے۔ مثلاً

داغ ؎ وہ بت کرے خدائی کی باتیں خدا کی شان — جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا

رند ؎ اُجاڑا موسم گل ہی میں آشیاں میرا — الٰہی ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد

ناسخ ؎ صبح فراق میں ہوئی قدر شب وصال — آئی ہے یاد پیری میں عالم شباب کا

ذوق ؎ عجب نہیں ہے کہ آرائش زمانہ سے — خدائی پہنچے ہوں تاک و چنار و بید انجیر

جلال ؎ وہ مجھکو وصل میں کیا رونمائی میں دیتا — کہ اسکے دل سے اک ارمان تک نکل نہ سکا

(۱۰) اُس نے ہنس دیا بمعنی ؎

دیکھ اشک لالہ گوں رقیب اُسنے ہنس دیا — دیکھا نہ میرے، دیدۂ خونبار کی طرف

غیر فصیح بلکہ غیر صحیح ہے۔ اُسے ہنسی آگئی، وہ ہنس دیا، بولتے ہیں کیونکہ ہنس دینا مصدر لازم ہے وہ ہنس دیا اگرچہ ترجیح رکھتا ہے مگر اُس نے ہنس دیا بھی غلط نہیں ہے کیونکہ دیا فعل متعدی ہے دونوں طرح استعمال کر سکتے ہیں۔

(۱۱) بل بے۔ ناسخ

بل بے طول شب فرقت ہوئی اب تک نہ صبح — ہو گئے آہ مرے موئے سیہ فام سفید

داغ ؎ اللہ رے تیری بے خبری بل بے تغافل — اب بھی تو نہ آیا کہ دم بازپسیں تھا

بل بے وہ ترکیب تو ہے لیکن کبھی وقت پر اہل زبان کا استعمال بلحاظ موقع ہو سکتا ہے،
اہل لکھنؤ اب اگر استعمال نہیں کرتے تو اس سے متروک نہیں ہو سکتا جب حالت یہ ہے کہ داغ کے کلام میں موجود ہے اہل دہلی کی زبان پر موجود ہے۔

(۱۲) بھلا۔ داغ ؎

مجال کس کی ہے اے ستمگر سنائے تجھکو جو چار باتین — بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار منھ مین ہزار باتین

بھلا متروک ہے۔ ایسے موقع پر "اچھا" کہنا چاہیئے۔

"بھلا" متروک نہین ہے اور اس شعر مین خاص محل پر استعمال ہوا ہے جسکو اہل زبان ہی سمجھ سکتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ داغ کی گویائی معترض کی زبان سے بدرجہا مستند ہے۔

(۱۳) بو کرنا ۔ امیر سے

مین بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کی ہون — سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کی بو کرین

"بو کرنا" بمعنی سونگھنا غیر فصیح اور غلط ہے۔"

امیر ہوے یا مرزا غالب چونکہ فارسی گوئی مین بھی ان حضرات کو انہماک تھا چنانچہ بعض بعض فارسی محاورات کا ترجمہ زدن کر گئے ہین مثلاً جگر کاوی کا ترجمہ جگر کھودنا اور نگذاشت بمعنی اجازت اور نہ داد کا ترجمہ نہ چھوڑا اردو مین باندھا ہے۔

غالب: پھر جگر کھودنے لگا ناخن — آمد فصل لالہ کاری ہے

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لون — ہر اک سے پوچھتا ہون کہ جاؤن کدھر کو مین

اسی طرح امیر کے یہان بھی "بوئیدن" کا ترجمہ بو کرنا اور خواب کردن کا ترجمہ خواب کرنا کیا گیا ہے جو قابل لحاظ نہین ہے اور نہ خلاف محاورہ ہے یہ عیب نہین بلکہ قادر الکلامی اور استادی کی خاص ادا ہے۔ سودا و میر نے بھی ایسا کیا ہے اکثر اساتذہ کے کلام مین موجود ہے

(۱۴) بغل مین مار کے لیجانا ۔ آتش سے

دل کو بغل مین مار کے لے تو چلے ہو چوک — کہتی ہے کیا نگاہ خبردار دیکھئے

"مار کے لیجانا غیر فصیح اور متروک ہے (دبا کے لیجانا) فصیح ہے"

بغل مین مارنا بغل مین لینے کے معنی مین اب بھی مستعمل ہی۔

(۱۵) "پہ" امیر ؎

سر سے اُٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز مین دنیا پہ لات مار کے باغرد ہو گیا

داغ ؎ ہم پہ سر کیون یہ غصہ مرتے ہین پہ اجل ہم دشمن پہ ہو جو ہرگز قائل نہین قضا کا

جلال ؎ دل کسکو دیا لاکھ یہ پوچھا کیے احباب دل ہی مین رہا لب پہ ترا نام نہ آیا

"پہ کا استعمال اب اکثر فصحا نے ترک کر دیا ہی اسکے بدلے پر بولتے ہین۔ آخر مین داغ و جلال نے ترک کر دیا تھا"

کسی نے ترک نہین کیا اور نہ کوئی شاعری اس سے خالی ہو سکتی ہی۔ داغ کے آخر دیوان مین صدہا جگہ پہ بندھا ہوا ہی۔

داغ ؎ نہ چھوڑی خاک تک مجھکو وہ شوقِ پائمالی ہے ترے قدمون پہ جا ئی وہ اپنے سر پہ ڈالی ہے

تعشق ؎ کیا جنون ننگ پہ ہی آپکے سودائی کا طور پر داغ مین ہی لالۂ صحرائی کا

تسلیم ؎ جب سوتے ہین چمن مین باغ مین ہم باد صبا کو بالین پہ کبھی دوڑ کے چلنے نہین دیتے

اور خود مؤلف بھی "ادیب" فروری ۱۹۱۲ء مین لکھتے ہین۔

پڑ گئے سب پہ قدامت کے کچھ ایسے پردے کہ نظر تک نہین آتے ہین کسی کے آثار

درحقیقت ہین زمانے مین وہی خوش تقدیر نام مرنے پہ بھی مٹتا نہین جن کا زنہار

(۱۶) "پر" داغ ؎

مشتاق بہت ہین ترے کشتے کے پلے داغ یہ وقت ہی ایسا کہ مین کچھ کہہ نہین سکتا

"لیکن" کے معنون مین پر کا استعمال اب فصحا نے ترک کر دیا ہی، آخر مین جلال و داغ نے بھی ترک کر دیا تھا"

پر کا استعمال لیکن کے معنی پر بکثرت ہو اگر کچھ لوگ نہیں کہتے تو اس سے متروک

نہیں ہو سکتا۔ امیرؔ نے آخر تک اسکو جائز رکھا ہو اور دیگر شعرا بھی استعمال کرتے ہیں

(۱۷) پسینہ جھاڑنا۔ ناسخ ؎

پسینہ اپنے ماتھے کا نہیں جھاڑا ہو انگلی سے | یہ اس بیقدری نے توڑا ہو سلک درمکنون کو

"پسینہ جھاڑنا نہیں سنا گیا۔ پسینہ پوچھنا بولتے ہیں"

یہ کوئی محاورہ نہیں ہو۔ پسینہ الگ ہو۔ جھاڑنا الگ ہو۔ یعنے پسینہ پونچھ کے

جھاڑ دیا۔

(۱۸) پکارے۔ امیر ؎

ہوں وہ میکش جو کروں رخ در توبہ کی طرف | بہکے جاتے ہو پکارے وہن خم مجھکو

"پکارے بجائے پکار کر کہنے کے غیر فصیح ہے"

پکار کر کہنے کی ایک ہی کہی۔ اتنی خبر نہیں کہ پکارنا مستقل مصدر ہو اور روزمرہ کی

بول چال ہے۔

بیدل عشق ؎ پانچ ناز سے جو اُسنے اُٹھائے | مین پکارا خدا اکبر کو بچائے

طور پر حضرت موسیٰ جو گرے غش کھاکر | جلوۂ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہو

آتش ؎ شیرین بان ہو ئی ہو فرہاد کے دہن مین | لیلی پکارتی ہو مجنون کیسے بیان میں

میر ؎ یون پکارے ہین مجھے کوچۂ جانان والے | ادہر آبے ابے او چاک گریبان والے

جلال ؎ کس کے خواب مین کیون کوئی ناصبور آیا | پکار ہو کہ مری نیند مین فتور آیا

(۱۹) بیری۔ ناسخ ؎

صبح فراق میں ہوئی قدر شب وصال | آیا ہے یاد پیری میں عالم شباب کا

یری کی (ی) کا تقطیع سے گرانا جائز نہیں۔

اس کا جواب نمبر (۹) میں دیا جا چکا ہے۔

(۲۰) حضور۔ آسیر ؎

کیا حقیقت دو جہاں کی وسعت دل کے حضور | لامکاں اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا
ناسخ ؎ دل کیا میں مری آہ کی تاثیر کے حضور | دم بھر میں کرے قطرۂ خوں ہر شرار کو

حضور سامنے کے معنوں اردو میں نہیں یہاں (سامنے) صحیح ہوتا ہے۔

عبارت غلط ہے معنوں کے بعد "میں" اور "ہوتا ہے" کی جگہ سمجھا جانا چاہیے۔ حضور یہاں عربی کا ہے اگر بول چال میں نہیں ہے تو نہ ہو شعر سے خارج نہیں ہو سکتا

(۲۱) خوش ناسخ ؎

خلوت میں دل مرا خوش ہے | ساقی سیم ساق و مہوش ہے
ہمسفر وہ ہے جس سے جی خوش ہے | دشت غربت مقام آتش ہے

خوش کا قافیہ مہوش کے ساتھ جائز نہیں "

خوش کا قافیہ مہوش کے ساتھ اور خود کا قافیہ بد کے ساتھ صحیح ہے۔ فارسی والوں کا استعمال یہ ہے اردو فارسی کی تتبع ہے۔

سعدی ؎ پس پردہ بیند عملہائے بد | ہموں پردہ پوشد بآلائے خود
حافظ ؎ صوفی اگر زیر پے بجری مست شدے | شاہد کاہش نگران باش کہ سرخوش باشد

یہ غزل غش۔ مہوش کے قافیہ کی ہے۔

(۲۲) خونخواری۔ ناسخ ؎

شب وصل میں بھی ہاتھ سے تلوار نہ چھوٹی | خونخواری کی عادت ہے جو اے یار نہ چھوٹی

فصحائے حال کے نزدیک فارسی زدی، کا قمیص سے گرا جانا جائز نہیں"
جائز ہے۔ دیکھئے نمبر (۹)

(۲۳) خون جگر کھالیا۔ داغ ؎

کھا لیا ہم نے شب ہجر میں سب خون جگر | روز فرقت ہمیں اب صاف گذر جائیگا

خون جگر کھالینا نہیں بولتے (پی لینا) بولتے ہیں۔

خون جگر کھالینا بالکل صحیح ہے اور یہی فصحا کی زبان ہے

(۲۴) دینی۔ ناسخ ؎

اگر دیرینہ چھو نے کی تجھے تعذیر دینی ہے | ہمارے پہ چھوڑ اپنے در وازہ کے پاندسے

(تعذیر دینی) یعنے تعذیر دینا ہے یا روٹی کھانی۔ مٹھائی لانی ہے۔ اسی طرح کے وہ تمام الفاظ جن کی مصدری علامت بدلکر مصدر کے معنی لیے جائیں فصحائے حال کے نزدیک ناجائز ہے، روٹی کھانا تھی، تعذیر دینا تھی، مٹھائی لانا تھی، بولنا چاہیئے۔ مگر دہلی کے فصحاء اسکو جائز رکھتے ہیں"

تعذیر دینی اہل لکھنؤ کی بھی عمدہ زبان ہے بلکہ اسکو تعذیر دینا پر ترجیح ہے

جلال ؎ خیال غیر ہی سے آپکو باتیں جو کرنی تھیں | جگہ دی ہے بلا کر یہ ہمیں بیکار پہلو میں

امیر ؎ آنکھ اسکو کھولنی بھی دشوار ہو گئی ہے | چلنے میں نرگس بیمار ہو گئی ہے

امیر ؎ شاید اس قاتل خونریز کا کوچہ ہے یہی | راہ چلنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

(۲۵) دانت جھڑنا۔ ذوق ؎

مارے گر سیلی وہ زلف پر عرق | جھڑ پڑیں دندان دہان یار سے

(جھڑ پڑیں دندان) شاید قدمائے دہلی کا محاورہ ہو، لیکن اب فصحا گر پڑیں بولتے ہیں"

ایسے موقع پر دانت جھڑنا اب بھی فصحا بولتے ہین

(۲۶) دھرنا۔ امیر ؎

نہ کسی کسی نے انھین خبر گیا جہان سے کوئی گزر — اسی آرزو مین کئی پہر مری لاش در پہ دھری رہی

دھرنا متروک ہی، رکھنا بولنا چاہیئے"

غضب ہی دھرنا روزمرہ کی زبان ہی۔ اُسکو متروک کہا جاتا ہے۔

آسیر ؎ کیا در دہر کہ مردۂ عاشق ہی گور مین — اک ہاتھ دل پر ایک جگر پر دھرے ہوئے

داغ ؎ کہا مجھکو سودائے زلف پری ہی — یہ اُٹھتی نہین ایسی تہمت دھری ہے

(۲۷) دم ہو چکا۔ داغ ؎

بحر اُلفت سے نکالین آشنا — تھک گیا مین مجھمین دم بس ہو چکا

دم ہو چکا غیر فصیح ہی (دم آچکا) کہنا چاہیے"

دم ہو چکا بمعنی دم ختم ہو گیا بہت فصیح ہے۔

(۲۸) دون کی لینا۔ آمیر ؎

بس اپنی زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو — ہم چپ ہین آپ دون کی سو بار لیجیے

دون کی لینا عامیانہ محاورہ غیر فصیح ہی"

دون کی لینا بمعنے لاف زنی ثقات کا روزمرہ ہے۔ معلوم نہین مؤلف کا خیال کس طبقہ سے وابستہ ہی۔ دیکھیے گلشن فیض

جلال ؎
دون کی آپ سے دمساز لیا کرتے ہین
لحن داؤد کی تانون مین دبا لیتے ہین

(باقی آیندہ)

جناب باسط بسوانی کا خط
مؤلف کے نام

بسوان ۔ یکم ستمبر ۱۹۱۵ء

بھائی صفدر ۔ سلام مسنون ۔ آپ کا خط ملا تھا ۔ جواب مین تاخیر ہوئی ۔ پہلے سرگذشت سُن لیجیے پھر خفا ہو جیے ۔ پرسون شب کو کھانا کھا کر عشار کی نماز پڑھ کر جو بستر پر دراز ہوئے برسات کی پیاری رات کالی کالی گھنگھور گھٹائین دیکھکر طبیعت جو مزے مین آئی تو اپنی پرانی غزل کا ایک شعر حسب حال گنگنانے لگا ؎

رات برسات کی ہے اور وہ پہلو مین نہین   خوب برسینگے مرے دیدۂ تر آج کی رات

اس کا گنگنانا تھا کہ غضب ہو گیا ۔ کہین بادل خان جو دن ہی سے فلک مینائی پر اپنی فوج کا پَرا جمائے ہوئے تھے اُنکے کانون بھی یہ صدا ہو نچگئی ۔ پھر کیا تھا کڑک کر بول اُٹھے دیکھین آپکے دیدۂ تر کیسے برستے ہین " مین کمبخت کیا سمجھا تھا کہ یہ ظالم سُن رہا ہوگا ۔ مین تو اس دھوکہ مین تھا ؎

نالہ اس زور سے کیون میرا دہائی دیتا   اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

شامت اعمال مجھے بھی انکے یون برس پڑنے پر ضد ہو گیا دو ایک شعر اپنی پرانی غزل کے پڑھکر سنائے ۔

برق مضطر جب نہ ٹھیرے قلب مضطر کا جواب   ابر باران ہو سکے کیا دیدۂ تر کا جواب

گوہر غلطان کی صورت بہہ رہے ہین اشک غم   ابر نیسان کیا ہو میرے دیدۂ تر کا جواب

یہ حضرت داغ کی مشہور زمین ہے جس کا مطلع ہے

نامہ بر کہتا ہے اب لاتا ہون دلبر کا جواب   سُن چکا ہون چار دن پہلے مقدّر کا جواب

کمبختی یہی کیا کم تھی کہ مین نے اِس زمین مین فکر کی اور یہ نتیجہ جواب بھگتنا پڑا

شاید اُسی کا خمیازہ ہو زحمت نہ ہو تو دو ایک شعر اور سُن لیجیے۔ آمدم بر سر مطلب ہان تو

مین اِس فلک ناہنجار پر چوٹ کرتے ہوئے بس یہ کہہ اُٹھا ؎

غمنشین ہین تجھے کیا طوفانِ اشکِ غم کہون   گھر کی دیوارین ہوئین ہین بستر در کا جواب

کمبخت نے کہا کہ اچھا دیکھو تم تو صرف خیالی پلاؤ پکار رہے ہو ہم دو دیوارون کو

در کا جواب بنائے دیتے ہین" بس بھائی پھر کیا تھا۔ اللہ دے بندہ لے۔ برس پڑا

رات گذری۔ دن ہوا پھر رات ہوئی۔ غرضکہ یون ہی دن رات ہوتے رہے اور

یہ حضرت اپنی جان کو روتے رہے۔ وہ دہا چوکڑی مچائی کہ الاّ امان۔ تمام قصبہ عالم آب

نظر آتا تھا۔ اڑا اڑ راد ھڑ ہم، اڑا اڑ راد ھڑ ہم کی ہولناک صداؤن سے کانون کے پردے

پھٹے جاتے تھے، کچے تو کچے پکے مکان بھی ٹھیک ہینڈ کرتے ہوئے زمین پر آ گئے۔

حضرت کہین یہ نہ خیال فرمائیگا کہ یہ اشعار کے چلتے ہوئے جادو کا اثر ہے کیا نسون

نہ چلنے پر راجپوتانہ مین مجھے اِن اشعار کے ذریعہ سے پانی برسانے کو کہا جائے اور

نہ برسے تو میری جان پر ستم ڈھایا جائے نہ بھیّا نا۔ اتفاق کی بات کہتا ہون۔ حکمِ حلا

تا ئے غیبی۔ خانمان بربادون کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی۔ آج سُنا کچھ بھانڈ

طبلہ سارنگی چھوڑ برساتی تھاپ کی چوٹ دلو نعیو ںسے لیے ہوئے رُون، اُمدن کے بجائے

اد ہر توبہ یا اللہ توبہ کی راگنی دل سے چھیڑتے ہوئے معہ عیال و اطفال جامع مسجد

کی کوٹھریون مین۔ مقبرون مین۔ خانقاہون مین جا دھمکے۔ بیوی تو انکی اُپچ کو مانتا ہون

خوب سوجھی کہ اگر اللہ میان تم نہین مانتے تو ہم تمھارے ہی گھر مین بستر لگاتے ہین

جی چاہے ۔ سے بھی گرا دو اگر پرسش ہوئی تو کہدینگے کہ مرے تو تیرے ہی گھر مین خواہ جنت مین بھیج خواہ دوزخ مین جگہ دے۔ ہان اسکا افسوس ضرور ہے وقت کی بات کہ میری ضد کا نہ لہ سات رے قصبے پر گرا آج سے کان پکڑے۔ اب مین شب ہجر کو نہ روؤنگا۔ اور اگر رویا بھی تو اس ظالم آسمان کو مخاطب نہ بناؤن گا۔

بھائی صاحب خطا معاف یہ تو پھر کہونگا کہ اگر رونے پر آؤن تو مین خود تو ڈوب ہی جاؤن گا مگر اس ظالم کو بھی لے ڈوبون، یار سمجھکر نہین دشمن نا ہنجار سمجھکر خلق خدا کا پاس ہے ورنہ ہم تو جان سے جاتے مگر اس ستم ایجاد کو بھی مزہ چکھاتے۔ واللہ آپ ایسے شاعرانہ تخیل کی بلند پروازی نہ سمجھیے گا۔ کچھ ہمین پر یہ مبالغہ شاعری نہین منحصر ہے اساتذہ قدیم و جدید سب کہہ گئے ہین۔ شیخ ناسخ کہتے ہین ؎

شب فرقت مین جو رونیکو مین کل بیٹھ گیا ۔۔۔ ارارا کر ستمین گردون کا محل بیٹھ گیا

سید بندہ کاظم جاوید یون گہر فشان ہین ؎

جس طرف دیکھو نظر آتا ہے پانی پانی ۔۔۔ یہ مرے رونے سے تو برسات ہوئی جاتی ہے

کیا ان بزرگون کی زبان مین اثر نہ تھا آخر اس ظالم نے ہم سے کیون ضد کی۔ اسکول کا وقت قریب آگیا لہذا رخصت۔

خادم

با سط بسنوائی



جناب بشیر احمد صاحب سب انسپکٹر کا خط مؤلف کے نام

از پولیس پاٹودہ۔ ڈاکخانہ لچھمن گڈھ۔ ۷ر نومبر ۱۹۱۹ء

ہم دشت نوردوں مین ابھی ذکر ہوا تھا
خوب آئے خضر عمر تمھاری بھی بڑی ہے

حضرت صفدر زاد لطفہ۔ تسلیم مزاج لطیف آپکا محبت بھرا خط رقمزدہ ۲۶۔ اکتوبر بمعہ نشاط سخن ایک ساتھ وصول ہو کر مسرت افزائے خاطر انتظار ہوا آپکے مہربانی نامہ کے دلپذیر فقرون اور دلنشین جملون نے وفور شوق مین جہالت کر دی ہے

خط کسی کا جب سے آیا ہے مین ہون اس شغل مین
گاہ پڑھنے کو اُٹھایا گاہ پڑھ کر رکھدیا

پیارے صفدر۔ آپکے انداز تحریر نے دلکو تڑپا دیا۔ خط پڑھ کر دونون ہاتھو سے کلیجہ تھام لیا۔ آپکی سادگی مین بھی قیامت کی ادائین ہین۔ غرضکہ آپکی دلکش طرز تحریر نے جسقدر دلکو لبھایا اُسکا عُشر عشیر بھی ضبط تحریر مین آنا ناممکن۔ بقول جناب۔ع
یہ ممکن ہے کہ بجتا ہو مگر ہم سے نہین ہوتا۔ یہ فقرہ آپکا کہ "جو نظم ادیب مین شائع ہوئی وہ جوانی کی تھی" "اب طبیعت مین وہ شوخی کہان" واہ کیا خوب لکھا۔ آپکی سی رنگین اور دلفریب طبیعت اور اس سے شوخی نکل جائے یہ ممکن نہین ہے (ع) ضعیفی مین بھی اے ظالم تری شوخی نہین جاتی کہنہ مشقی وہ چیز ہے کہ جس پر ہزار نو مشقی نثار لاکھ نوجوان طبیعتین قربان۔ نوآموزی و نومشقی جسقدر دنبج کہنہ مشقی اپنے تجربہ اور مجاہدہ سے صاف کر دیتی ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ طبیعت مین وہ جوہر بے بہا پیدا ہو جاتے ہین جو جوانی مین میسر نہین ہوتے۔ اسوقت

جو نظم و نثر زیب قرطاس ہوگی وہ حقیقت میں عرش تک ترقی ہوگی۔ الغرض ز ہے بیری بہ نشر ٹیہ کا شباب آتا ہی جسکی تائید مین جناب قیصر بھوپالی کا یہ مقولہ ملاحظہ ہو ؎

قیصر اس بات کے شاہد ہین غزلہائے یاس ۔۔۔ کہ بڑھاپے مین طبیعت پہ شباب آتا ہی

یہ آپکا فرمانا کہ خیر اب نظم تو بالکل نہین کہتا اور نہین آتا جس شوخ مزاج کی اک عمر چلبلاہٹ مین بسر ہوئی ہو اُسکا ایسے علمی مشغلے سے تارک ہونا بعید از قیاس ہی ؎

صفدر تم اور عزم حرم مانون کسطرح ۔۔۔ حضرت کی ذات سے تو نہایت بعید ہے

میری فرمایش پر آپنے اپنا تازہ کلام دل آویز مرحمت فرمایا اسکا شکریہ مین کس زبان و قلم سے ادا کرون۔ آپکے اشعار نے میرے دل پر جو تیر و نشتر کا کام کیا وہ کچھ میرا ہی جی جانتا ہے ؎

امیر اِس ناز سے ظالم نے دیکھا ۔۔۔ نگاہین بول اُٹھین وہ لے لیا دل

اِس لذت آشنا خلش سے دل و جگر دونون نے مزے لوٹے، زبان نے چاشنیٔ فصاحت کے الگ چٹخارے لیئے۔ تمام اشعار اپنی خوبی مین بے مثل و لاجواب ہین۔ مطلع اول مطلع خورشید ہی، مقطع مین غضب کی نازک خیالی ہی۔ چراغ مزار، اور شمع مزار کی اداے دلسوز نے جو فقیر بشیر کے دل پر بجلیان گرائین اُس کا اندازہ ناممکن الوقوع۔ ہائے

دامن اُٹھا کے چلنے سے بدنامیان ہوئین ۔۔۔ ہستی ہی کیا تھی ورنہ چراغ مزار کی

ہائے اِس شعر مین پہلے مصرعہ کے لگانے کی کیا تعریف ہوسکے۔ اہل نظر ہی اِن نزاکتون کو دیکھ سکتے ہین۔ کیا خوب فرمایا مجھے بیحد پسند آیا "دل و زلف" کے مضمون کا شعر بھی جسمین اختیار قافیہ سے عجب دلکش ہی۔ بے اختیار دل پھڑک گیا۔ یہ شعر آپ کی صفائی کلام اور شستگی زبان کا آئینہ ہی۔ کیون نہو غزل مین چوٹی کا شعر ہے۔

لسان الملک حضرت ریاض خیر آبادی!!

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

ظالم صفدر، ستم ایجاد صفدر، بے رحم صفدر نے حضرت ریاض کا کلام بھیجکر میرے دل پہ کٹاری اور برچھی کے وار کیے ہین۔ مگر ان کے ان ظالمانہ برتاؤ مین شعر کو مزہ آرہا ہے۔ اسکو اس قسم کے جور و ستم مین دلچسپی نئی نہین بلکہ محبت ازلی ہے۔ مجھے حضرت کے کلام سے وہی محبت ہے جو قیس کو لیلی کے ساتھ اور فرہاد کو شیرین کے ساتھ تھی۔ مجھی پر کیا منحصر ایک زمانہ ان کے تیغ قلم کا قتیل ہے چنانچہ خود ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین۔

ہین یون تو ریاض اور بھی دنیا مین سخنور مشکل ہے تمہاری سی طبیعت ہو کسی کی

اکثر اشعار حضرت کے میری زبان پر ہین۔ آپ کا کلام خاص طور پر دلنشین و دلپذیر ہوتا ہے ؎

کھوئے ہوئے سے ہین شب مہ کی دھن مین ہم یہ بھی طفیل ایک جنون ہے شباب کا

یہ معلوم کر کے زیادہ مسرت ہوئی کہ حضرت سے آپکا خاص تعلق ہے جو سفر و حضر مین آپکو سایہ کی طرح ساتھ رکھتے ہین۔ یہ آپکی خوش قسمتی ہے۔ ریاض جیسے صاحب کمال کی مین تعریف کیا کرون چھوٹا منھ بڑی بات ہے کوئی اس پایہ کا ہو تو کچھ لکھے پڑھے (ع) اُسکے ایوان کی ہے عرش سے اونچی کرسی۔ ہان آپکو زیبا ہے "سرخاب کا پر" اور ذرات کا ذرہ ان دونون اشعار نے تقریب بیس منٹ مجھ پر وجدانی کیفیت طاری رکھی ہائے کیا کہا "سہمے ہوئے بیٹھے ہین کھوئے ہوئے بیٹھے ہین" ان الفاظ کی ندرت دیکھیے "رات کے ارمان تھے اس رات کا ڈر دیکھا" ان الفاظ کی شوکت کسی استاد کامل سے پوچھیے شعر ہے یا سحر سامری کا چلتا ہوا جادو ہے ؎ جو موج ابھرتی ہے شوخی سے الخ۔

اِس شعر مین جو معنوی خوبیان بھری ہین اسکا وہی نکتہ بین نظرین اندازہ کرسکتی ہین
جو بحرِ سخن کے عمق تک پہونچکر موتی نکال لاتی ہین عجیب و غریب شعر ہے۔ یہ ذہانت
اور طباعی خداداد ہے۔ آبرو اور حافظ شیرازی کے رنگ مین کسی دوسرے کا
قلم اُٹھانا تحصیل حاصل ہے۔ اِس مشرب مین اپنی نازک خیالیون سے دونون نے
قلم توڑ دیے۔ میری طرف سے حضرت کی خدمت مین خاص طور پر تسلیم نیازمندانہ پہونچے
گر قبول اُفتد زہے عز و شرف۔ حضرت مین اہل زبان نہ زباندان ایک ایسے ویرانہ
مقام پر ہون جہان سوائے خس و خاشاک یا ریت کے ٹیلوں کے کوئی ناظم نہ شاعر
اسلیے میرے اِس زبان پر آپ ہنسئے گا نہین۔ یہ لکھنؤ یا دہلی نہین ہے جہان مین اسقدر بے
ایک کور دیہہ مقام ہے پھر (۶) لائین کہان سے حضرت صفدر کی بول چال۔ ذرا اِس
دل دیوانہ کی وارفتگی تو ملاحظہ ہو کہ لکھنے کیا بیٹھا تھا اور لکھ کیا گیا۔ خیر آمدم برسرِ مطلب
آپکی کتاب مشاطۂ سخن کی نسبت جہان بڑے بڑے علما و فضلا مداحِ ثناخوان ہین
وہان میرا کیا شمار مگر اتنا کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ واقعی آپکو علمی مشاغل سے دلی اُنس ہے
آپکے دل و دماغ سے جو بات نکلتی ہے وہ دل و دماغ مین رکھنے کی ہوتی ہے۔ ایجاد
و اختراع تو آپکے قبضۂ قدرت مین ہے جب باب مین آپ قلم اُٹھائین گے گلستان نظر
آئیگا اور جس موضوع پر آپکا قلم شوخی دکھائیگا۔ دیکھنے والون کو اتنی اجازت بھی نہ دیگا
کہ غریب دونون ہاتھون سے دلکو تو سنبھال سکین ؎

پھر نہ سعدی کی حکایت اور نہ آتش کا فروغ جب ہوا پیش نظر بابِ گلستان سخن

واقعہ یہ ہے کہ اِس کتاب کی ترتیب و تالیف مین آپ نے غیر معمولی جد و جہد سے
کام لیا ہے آپکی جگر کاوی آپکی سرگرمی آپکی عرقریزی، آپکی جانفشانی ...

گلزار سخن مین گل کھلائے ہین اُنکی نکہت عنبر بیز سے جوانان چمن کے دل و دماغ معطر ہو رہے ہین- آپ نے اِن چھوٹے چھوٹے الماسی ٹکڑون کو- خوشنما موتیون کو جب اپنے کلک جواہر سلک سے عروس مشاطہ سے کے جڑاؤ زیور مین جڑے ہونگے اسوقت آپکے فکر فلک پیما کا کیا رنگ ہوگا- کھوٹے کھرے کی نقادی کس درجہ ملحوظ خاطر ہوگی ؎

ساقی ترا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا جب تو نے یہ مے خام شیشہ مین بھری ہوگی

غرضکہ یہ علمی بے بہا مجموعہ اپنی نوعیت و جامعیت کے لحاظ سے دنیائے ادب مین سبق آموز ثابت ہوگا ع یہ سخن وہ ہے کہ رکھین گے سخندان دلمین- آپکی نکتہ سنجی و دقیقہ رسی کا اک زمانہ قائل ہی- در اصل آپ شاہد سخن کے اعلی درجہ کے نقاد اور سخن شناس ہین- اللہ کرے زور قلم اور زیادہ- آخر مین بکمال ادب ملتجی ہون کہ آپ اپنے و نیز حضرت ریاض کے تازہ بتازہ و نو بنو کلام سے اسی طرح محظوظ و مسرور کرتے رہین گے-

نیاز کیش فقیر بشیر

جناب محمد اسحاق صاحب بصیر بریلوی کا خط

حضرت بسمل کے نام

محبت نامہ باعث تشکر ہوا- آپکو کیا معلوم کہ آپکے بصیر پر اِس گذشتہ زمانہ مین کیا گذری نطف غم مین آپ کیون شریک ہوتے-

بارہا دیکھی ہین اُن کی رنجشین پر کچھ اُنکی سرگرانی اور ہے

آزردہ خاطر آپکے گلے کا باسی ہار

بصیر

جناب افضل حسین صاحب ثابت مؤلف حیات دبیر کا خط مؤلف کے نام

ریاست کوٹہ ملک راجپوتانہ - ۱۹ نومبر ۱۹۱۶ء

میدان سخنوری کے صفدر - تسلیم - لیجئے ایک مصرع مین القاب آداب سب آگیا - آپکی عطیہ کتاب مرقع ادب اور کارڈ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۱۶ء شرف صدور لایا - تمام رقعات و خطوط کو بچشم دل سے دیکھا - سبحان اللہ جتنے پھول ہین اُتنے نہین بلکہ اُس سے دہ چندر رنگ ہین - ایک منشی مبتدی کو یہ کتاب منشی کامل بناتی ہی اداے مطلب کا ڈھنگ سکھاتی ہے - ایک کم علم کو صحیح و غلط الفاظ بتاتی ہی - کوئی رقعہ ایسا ہے کہ جسکو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہی - معلوم ہوتا ہے ابھی بیٹھے بیٹھے دم کے دم مین کشمیر کے زعفران زار مین پہونچ گئے -

کہین بزم مشاعرہ کا نظارہ ہے اور مشاعرہ کی غزل پر تنقید و تقریظ ہی اور وہ بھی نئے ڈھنگ کی صفحہ ۷۰ پر حکیم فضل علی صاحب موہانی کی غزل کا شعر

ساقیا پیش نظر ہے جو مرے روز حساب اسلیئے تاپ کے پیتا ہون مین پیمانے سے

پھراس پر تنقید "نرالی تنقید" جی ہان شراب کیا ہی ڈاکٹری سیرپ ہی - اسی حساب سے مالک جہنم آتشی تھرمامیٹر بھی لگائین گے" عجیب لطف دیا ہی - کہین کسی لفظ کی تحقیق ہے تو وہ اعلیٰ درجہ کی - کہین کسی کے رنگ پر کسی کی زبان پر کوئی صاحب منھ آرہے ہین کسی لفظ یا ترکیب کو بُرا جانتے ہین اور اسکے ساتھ زیادہ تر لکھنؤ والون کا تکیہ کلام فرماتے ہین - یہ سچ ہو یا جھوٹ مگر ہمکو اس مین بھی مزہ آتا ہے - آخر مین مولوی نظر الحق صاحب

کا خط صفحہ ۱۳۱ پر شروع ہوا ہی جو تعزیت کا طریقہ سکھاتا ہے مصیبت بھی کسکی لکھتا ہے - سید الصابرین سید الشہدا امام حسین علیہ السلام روحی فداہ کی مرثیہ کا پہلو بھی موجود ہو آپکا کمال یہ ہو کہ اسی خط پر آپ نے کتاب ختم کردی ہے کسی کا مقبول و مشہور شعر ہے ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست　　　مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

اگر کمی ہے تو حسب ذیل باتون کی -

(۱) جہان جہان ٹھیٹ ہندوستانی محاورے اور الفاظ آگئے ہین انکے متعلق اگر حاشیہ پر نوٹ لکھدیا جاتا کہ اہل لکھنؤ یا اہل دہلی یا دونون ایسے موقع پر یون لکھتے ہین تو اولی دنیا سے دور افتادہ لوگونکو ایسی ہدایت ہوتی جسکا ہم لوگ [illegible] کا تبان خط کو ملال بھی ہوتا [illegible] ہونے سے بہتر تھا -

(۲) چھپائی کتابت کی غلطیان ہین گر مجھے یہ دیکھکر کچھ صبر آگیا کیونکہ جو کتاب حیات سید جسٹس محمود پر چھپا ہوا اُسمین بھی ایسی ہی کثرت سے غلطیان ہین - آپ میرے ہمدرد ہین آپکو تالیف و تصنیف کی قدر ہے - آپ اس کد و کاوش اور درد سر سے واقف ہین جو مصنفون اور مولفون کو مصیبتین پیش آتی ہین - آپ نے جو حیات میر کی مدح فرمائی میری محنت کی داد دی اُسکا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون - اصلاحی الفاظ کی توجیہ ضرور لکھیے مگر ایسے ملایم الفاظ مین جو مختلف الرائے دیکھے آپس کی دلشکنی نہو ورنہ ملک مین مفت کی لڑائی چھڑ جائیگی اور حاصل کچھ نہ ہوگا -

ایک اہم مسئلہ ترک الفاظ تقلید کا ہو جو ایسا ثقیل ہو کہ کتابتین کا تصفیہ نہین ہو سکتا مصحفی کے پیرو زبان کی توسیع کے حامی ہین اور ناسخ کے ماننے والے اسکے مخالف ہین -

فرصت مین اصلاحین تلاش کرکے بھیجون گا- آجکل تو بجز میرے سارا گھر مبتلائے امراض ہی اُمیدوار دعا ہون- آپ یہ نہ کہیے کہ مرقع ادب کی صرف تعریف ہی پڑتا لا لیجیے ایک خریدار بھی لیجیے

ریاست کوٹہ ملک راجپوتانہ- سید محمود حسن صاحب ثاقب دہوی وکیل کے نام وی پی ایک جلد مرقع ادب بھیجدیجیے-

لکھنؤ مین آپ سے ملکر بہت خوش ہوا- آپ کا کلام یون تو نہایت ہی رنگین اور دل غریب ہی مگر آپکی اِس غزل کے اشعار

اور ہی عالم ہی اِس کافر کا عالم دیکھکر ہمکو اب مرنا پڑا دشمن کا ماتم دیکھکر

بھولنے کی چیز نہین خصوصاً یہ شعر تو مجھے ورد ہوگیا ہے- بار بار پڑھ کر دل ہی دل مین مزے لیتا ہون-

طور پر اُن کی نگاہ گرم تھی بجلی نہ تھی کچھ نہ بولے ہم مزاجِ یار برہم دیکھکر

دیکھیے اب کب ملاقات میسر آئے-

بندہ افضل حسین ثابت



شاعر نازک خیال حضرت جلال لکھنوی کا خط حضرت وصل بلگرامی کے نام

جلال نواز سلامت۔

سلام شوق کے بعد دعا نگار ہون کہ مین بفضل الٰہی اسوقت تک مع متعلقین بخیر و عافیت ہون اور آپکی خیریت و صحت کا ہر وقت درگاہ باری سے خواستگار۔ واقعی آپ سے مجکو نیاز حاصل ہو چکا ہی مین نے خوب آپ کو پہچانا۔ قصیدہ آپکے اُستاد کا مین نے دیکھا واقعی بہت بےمثل قصیدہ فرمایا ہے کیا کہنا ہی۔ پانچ جلدین قصیدہ کی جو سوا میرے اور برخوردار حکیم سید محمد مہدی کمال سلمہ اللہ تعالےٰ کی جلد کے ارسال فرمائی تہین وہ یہانکے اور شعرا کو تقسیم کردین حکیم سید محمد مہدی کمال سلمہ اللہ المتعال کی جلد میرے پاس رکھی ہے اور واسطے کہ وہ بالفعل لکھنؤ مین نہین ہین ایک ریاست ہی ترداانام ضلع فرخ آباد مین ہین بلکہ وہانکے راجہ کے طبیبون مین ملازم ہین۔ آپ چاہیے اُن کو ایک تحریر اپنے اُستاد کے دیوان کی تاریخ کے بارہ مین بہ نشان مذکور بصدر ارسال فرمادیجیے تو انسب ہی اور حضرت یاس کا پتہ یہ ہی۔ لکھنؤ میدان ایلچی خان میرزا ذاکر حسین صاحب یاس کے مطالعہ مین حوادل ہو۔ اب ایک امر مین بھی آپکو تکلیف دیتا ہون اور وہ یہ ہی کہ میرا غزلیات کا دیوان چہارم موسوم بہ اسم تاریخی نظم نگارین و اسم غیر تاریخی حسن مقال کہ بالفعل معرض طبع مین ہی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر تیار ہو جائے گا۔ پس آپکو اور آپکے ذکر فرمانے پر اور جس جس کو دیوان کی خریداری منظور ہو اور جسقدر نسخے چاہیے ہون اُن کی قیمت بطور

پیشگی جلد تر ارسال فرمادیجیے تو عین عنایت ہی۔ قیمت پیشگی اسکی ایک روپیہ ہے
بعد طبع ہو جانے مضاعف ہو جائے تو عجب نہین فقط والسلام

بیکمال
جلال

جناب سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی کا خط

سید مجاور حسین تمنا لکھنوی کے نام

نور العین سید مجاور حسین سلمہٗ۔ بعد دعائے ترقی عمر و اقبال واضح ہو کہ خط
عدم کے رہنے والون کو ملا۔ لحد کے سونے والے کروٹین بدلنے کے قابل ہوئے
تن بیجان مین اسقدر جان آنا بھی قابل تشکر ہی۔ اُسوقت کی روئی ہوئی آنکھین
سوائے خدا کے اور کوئی دیکھنے والا نہ تھا۔ صدہا شاگردون مین ایک پر محنت کر کے جسے
اپنا جانشین بنایا اُسنے ساتھ چھوڑ دیا اور یون چھوڑا کہ جیسے دشمن کو چھوڑتے ہین
چھنگا صاحب نے جب تعداد قیام کو حد محشر سے ملایا تو نشان قبر کے ہونے کی امید بھی
دل سے بیتابانہ رخصت ہوئی۔

راقم
سید محمد کاظم جاوید عفی عنہ



نواب فصاحت جنگ جلیل القدر حضرت جلیل جانشین امیر مینائی رح کے خطوط حضرت دل شاہجہانپوری کے نام

محبی و مشفقی تسلیم - نامہائے عنایت صادر ہو کر باعث منت پذیری ہوئے آج خدا خدا کرکے آپکی غزل ملاحظہ سے گذری جسے ہمراہ رقیمہ نیاز بھیجتا ہون - آپ شاگرد ایسے شخص کے ہوئے جو تمام عالم کا اُستاد ہو - پھر کیونکر اصلاح مین تاخیر نہ ہو - اصلاح طلب کلام کے بستے کے بستے پڑے ہین - میری جانب سے آپکی تعمیل ارشاد مین مطلق تساہل نہین ہوتا اور نہ کبھی ہو گا - دوسری غزل بعد کو روانہ کیجائیگی - ابھی اُسکا وقت بھی دور ہے - آپکی تاریخ داخل دیوان ہوگئی - چار مصرع رکھے گئے ہین -

میرے اُستاد کا چھپا دیوان | تھا بلاغت کے چمن کا گل تر
اسکی تاریخ یہ لکھدے اے دل | اب فصاحت کا چھپا ہے دفتر

اور شرخی یہ ہی محمد ضمیر حسن خان دل شاہجہانپوری - شاگردی کی اضافت کسی کے نام کے ساتھ نہین رکھی گئی اور چار مصرعون سے زیادہ کوئی قطعہ تاریخ نہین ہے - سوا حضرت داغ کے - صدہا تاریخین آئی تھین - مگر چن کر انتخاب الانتخاب لکھی گئین - باقی حضرت نے واپس کر دین - حضرت قبلہ و کعبہ آپ کو بہت بہت دعا کہتے ہین اور سب سلام رسان ہین ۳ مارچ ۱۸۹۶ء

آپکا نیازمند جلیل ذلیل

دلنواز تسلیم - تذکرہ مین جو مضامین مطلوب ہون وہ یہ ہین - نام تخلص - باپ کا نام وطن - اگر کوئی شرف خاندانی ہو تو اسکا ذکر ایک جملہ مین اظہار - زمانہ شاگردی -

تصانیف کا ذکر۔ استعداد علم۔ عہدہ۔ بس یہی باتیں اختصار کے ساتھ لکھی جائینگی۔ کلام منتخب و مختصر یعنی یا ایک متوسط غزل کے یا ایک منتخبہ غزل اور زیادہ کی گنجایش نہیں ہی۔ آپ کو جو کچھ بھیجنا ہے جلد بھیجئے۔ جناب قبلہ و کعبہ کی طرف سے دعا۔ شاہجہانپور میں جو جو صاحب قبلہ و کعبہ کے شاگرد ہوں اُن سے بھی حال و کلام بھجوائیے۔

جلیل حسن، رامپور۔ دفتر امیر اللغات
۵ ستمبر ۱۸۹۶ء

مولوی عبدالغفور صاحب شہرت کے نام

دلنواز۔ سلام شوق۔ دونوں غزلیں آپکی انشاء اللہ درج ہونگی۔ "فیض عظیم" اور "شاعر عجم" حضرت کوثر کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا گیا ہی۔ انکی تاریخیں بھی آئی ہیں۔ دیوان کی قیمت ابھی تجویز نہیں ہوئی ہے۔

آپکے سوالات کا جواب

شاہ ظہور نیاز بر صفحہ فقرہ کیا۔ دونوں طرح مستعمل ہوا آپ نے جو مطلع لکھا ہی سو طرح درست ہی۔ سنگ اور زبان اہل زبان میں منک کا لفظ بمعنی بو مستعمل ہی جیسے اُن میں ایک قسم کی منک ہی یا منک پیدا ہو گئی ہے۔

مجھے سخت تجالت ہی کہ آپ ایسے دوستوں کی خدمت گذاری سے قاصر رہتا ہوں عنقریب خط لکھنے کی بھی نوبت نہیں آتی۔ مجھے ایسی پریشان خاطری ہی کہ کوئی بات نہیں بن پڑتی۔ آپ اپنی خیریت سے مسرور کرتے رہیں۔ صدیقی بخیریت ہیں سلام عرض کرتا ہی

جلیل حسن کان اللہ لہ۔ ۹ رمضان مبارک ۱۳۲۱ھ

حیدرآباد دکن۔ ۳ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

دلنواز۔ سلام مسنون۔ آپکی تاریخ بہت اچھی ہو۔ مگر دیوان چھپ جانیکے بعد آئی۔ بہت افسوس ہوا۔ ایک غزل دیکھ کر بھیجتا ہون باقی پھر انشاءاللہ تعالےٰ۔

حضرت امیرؔ کے اس شعر مین

آنکھ وقتِ ذبح پھر کر چشم قربانی ہوئی　　کشتیٔ عمرِ رواں خنجر اسکے طوفانی ہوئی

چشم قربانی کے معنی قربانی کی آنکھ ہو یعنے جو فدیہ ذبح ہوچکا ہو اُسکی آنکھ سے قاتل نے اپنی آنکھ کو تشبیہ دی۔

غالب مرحوم کے اس شعر مین

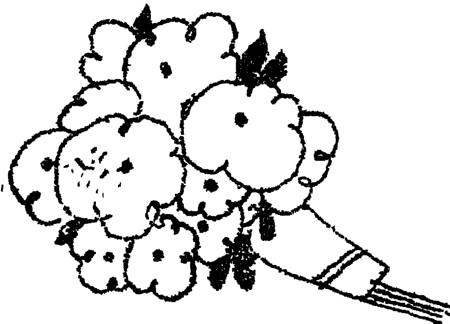
نظر لگے نہ کہین اُنکے دست و بازو کو　　یہ لوگ کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

کوئی باریکی نہین ہو۔ عاشق کا زخم جگر جو کہ معشوق کے دست و بازو کی گلکاری ہو۔ لہذا اس زخم کے دیکھنے سے اندیشہ ہو کہ معشوق کے دست و بازو کو نظر نہ لگ جائے۔

جلیل کان اللہ لہٗ

نوٹ :۔ اسی قافیہ مین حضرت ظفرؔ کا شعر بھی نذر ناظرین ہو ملاحظہ ہو۔

یہ آپ ہی کی نظر نے تو گل کھلائے ہین　　پھر آپ کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین



مولانا سید جمیل احمد صاحب جمیل سہسوانی شاعر دربار بھوپال کا خط

مؤلف کے نام

دوست کس دل سے لکھوں، مگر اخوت اسلامی سب سے بڑی نسبت ہی
اس نسبت کے لحاظ سے ابتدا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپکا تحفہ مشاطہ سخن
عبد الغفار کے ذریعہ سے مجھے ملا۔ نفسانیت جو خاصہ بشری ہی اُسیر ریویو لکھنے کی
اجازت نہین دیتی تھی مگر انصاف نے دامن پکڑا۔ اور کچھ نہ کچھ لکھنے پر مجبور کیا
حق کہے بغیر نہ رہونگا۔ جو دل مین ہو وہی زبان قلم سے نکلے گا۔ یہ تالیف آپ ہی کا
حصہ تھی۔ کسی زبان مین اِسکا نظیر مسموع و مشاہد نہین۔ فجزاکم اللہ خیر الجزا۔ اور مین نے
جو کچھ اسپر خامہ فرسائی کی ہے انصافاً کی ہے۔ وہ دوسرے ورق پر ملاحظہ ہوگی میدان
تاریخ گوئی کی وجہ سے اگر کوئی لغزش ہو تو قابلِ معافی ہی۔ ہان جناب یہ تو فرمائیے
آپ نے تسلیم مرحوم کو پیمبر اور مجھے اُستی جائز التقصیر کیون تسلیم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے
ان بعض الظن اثم۔ اگر حقیقت حال آپکو معلوم ہوتی تو شوخی تحریر سے مجکو معاف رکھکر
شاید برخلاف اُسکے اپنا خیال قایم فرماتے۔ والسلام خیر السلام ماموں سید
عابد حسین صاحب عابد سے ملاقات ہو تو میرا سلام فرما دیجیے گا۔

المکلف
سید جمیل احمد سہسوانی غفر اللہ

مشاطہ سخن کی تاریخین

ہو اللہ الغنی الوسیع

۱۳۳۶

نازہ جمال حُسن یہ مشاطہ سخن ، کیا خوب ہی بنی ٹھنی پاکیزہ اک دُلھن

۱۳ ھ — ۳۲ — ۱۳ ھ — ۳۲

(فقرات تاریخی)

جمیل یہ مشاعرۂ سخن ہی یا دلاویز دلہن | مسرت کی انجمن ہی یا کامرانی کا چمن
نیا۔ یہ کتاب ہی یا اسلوب اصلاح کی راہ ہی | اس نہج مین تجدد کا لاجواب سہرا اسکے سر ہی
اوستادان سخن کی محبوب سبے | مستفیدان مستعد کی مطلوب
کمال قدر دانی شعرا کی سند ہی | تحسین کملائے عالی قدر کی امیدوار
اگر آئینہ کمال طبع صفدر کہون تو بجا | یا پایۂ آگاہی نقص وحسن سمجھون تو روا
یہ نامہ پسندیدہ لایق دید ارباب سخن ہی | عرق ریزی مولف قابل قدردانی اہل فن ہی
اب کریم اسکو پیرایۂ قبول عطا فرمائے | مولف ہمہ دان کی محنت ٹھکانے لگائے
دعا از منت دوزگیہان ترا آج | نا آشنائے فن سخن جمیل

میرے کرم۔ تسلیم۔ عنایت نامہ کیا آیا سب شکایتون کو مٹایا۔ الحمد للہ اب نہ آپکو کوئی گلہ نہ مجکو شکوہ ہے ۔ جمیل

دلون کے میل فنا کر دیے صفائی نے | جلا سے صاف ہوئے زنگ خوردہ آئینے

مین آپکے کریمانہ الفاظ کا تہ دل سے شکرگزار ہون۔ رب العالمین آپ کے مقاصد دارین بر لائے آمین۔ آمین۔ مشاعرۂ سخن کو دیکھتے دیکھتے صفحہ ۹ پر زاہد کا یہ شعر نظر پڑا ہے

روزی گرے پڑے دن کو پہنچتی ہی اسکے گھر | ہر کہ میرے آبلون کا الہو نقش پا

منشی صاحب نے اس شعر کی تعریف فرمائی اور کچھ اصلاح نہ دی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ آبلو مین ہو نہین ہوتا پانی ہوتا ہی۔ معلوم نہین جناب منشی صاحب کی نظر سے کیونکر رہ گیا۔ اسکو سوائے سہو نظر کے اور کیا کہون عریضۂ سابق کی روانگی کے بعد

دو فقرے تاریخی اور ذہن مین آ گئے اُن کو بھی اور نیز ایک قطعہ تاریخ کو تقریظ رسالہ مین مناسب موقع پر اضافہ فرما دیجیے۔

ماشاءاللہ غزل کا ہر شعر دلنشین ہی جدت مین یہ زبان گوش آشنا ہوئی دو شعر تو حصے سے کیے ہین۔ اچھوتا رنگ ہی۔ آپکا شاگرد عبدالغفار تسلیم عرض کرتا ہی اور محمد فاروق اثر کو سلام عرض کرتا ہی والسلام

سید جمیل احمد عفی عنہ

دونون فقرے اور قطعہ درج ذیل ہی

مصلحین کی بامزہ اصلاح قابل تعریف	اصلاح کے مفید فواید عمدہ مقاصد تالیف

قطعہ

لاریب یہ ترنم ارباب ذوق ہی	مشاطۂ سخن ہی نئی چیز بامزہ
مضمون جمیل اسکے ہین سب قند با شکر	تقصیر لطف پاتا ہون تازہ نیا مزہ

نوٹ:۔ پیارے محترم دوست حضرت جمیل کو تاریخ گوئی مین جو کمال حاصل ہی اسکا اندازہ ناظرین اُن کے دونون خطون سے کر سکتے ہین۔ ایک مادہ تاریخ نکالنے مین جو زحمت ہوتی ہی وہ وہی حضرات سمجھ سکتے ہین جن کو اس فن تاریخ سے مناسبت ہی۔ نہ کہ ہر فقرہ مین تاریخ۔ یہ اُن کے کمال تاریخ گوئی کی عینی شہادت ہی۔ اللہم زد فزد۔

مؤلف



سید جالب صاحب اڈیٹر اخبار ہمدم لکھنؤ کے خطوط مؤلف کے نام

دفتر اخبار ہمدم۔ لکھنؤ۔ ۱۴ نومبر ۱۹۲۱ء۔ دو شنبہ

مخدومی و مکرمی۔ تسلیم نیاز۔ چونکہ خان بہادر شمس العلما مولوی محمد یوسف صاحب جعفری رنجور عظیم آبادی سابق ہیڈ مولوی بورڈ آف اگزامینیشن کلکتہ جنھون نے قابل قدر تالیف و تصنیف کے علاوہ اعلی طبقۂ حکام مین زبان اردو کی اشاعت کر کے ملک و قوم کی بیش بہا خدمت سرانجام دی ہی حسن اتفاق سے ان دنون لکھنؤ تشریف لائے ہین لہٰذا یہان کے منتخب حضرات سخنور اور اپنے مخصوص کرمفرماؤن کو مولوی صاحب موصوف سے متعارف کرنے کی غرض سے زیر اہتمام خاکسار واقع دھرم سالہ مہاراجہ دربھنگہ سنگھ آنجہانی نمبر ۱۳۳۔ ایبٹ روڈ متصل تالکٹورہ دلہ مین آیندہ یکشنبہ واقع ۲۰ ماہ نومبر ۱۹۲۱ء کو بعد از مغرب ایک مختصر بزم سخن منعقد ہونے والی ہی۔ خاکسار کو آنجناب کی دیرینہ عنایت سے توقع ہی کہ وقت مقررہ پر خاکسار کے قیام گاہ واقع دفتر ہمدم تک قدم رنجہ فرمائین اور مصرعہ طرح ذیل پر اپنے نتائج افکار گوہربار سے شرکائے بزم کو مستفیض فرمانے کے ساتھ مجھے منت پذیر بنائین ؎

شرکت بزم سے بڑھ جائیگی عزت میری ۔۔۔ میرے گھر آئین قدم آپکے قسمت میری

مصرع طرح: ملا چاک گریبان اپنا اگر چاک دامن سے۔ دامن، گلشن قافیہ سے ردیف

خاکسار

سید جالب دہلوی اڈیٹر روزنامہ ہمدم لکھنؤ

دفتر ہمدم لکھنؤ - ۲۹ر دسمبر ۱۹۱۷ء

تسلیم بالتکریم - مجھے تحفظ زبان اردو کے مسئلہ پر جناب سے
کچھ گفتگو کرنا ہے اور بقدر امکان قطعی سلجھنے امداد کی امید ہے - لہذا ملتجی ہوں کہ ۲ر جنوری کے
بعد کوئی دن معہ وقت مقرر فرمائیں کہ میں حاضر ہو کر اس مسئلہ پر مشورہ کروں۔

امیدوار جواب نیازمند

سید جالب ایڈیٹر ہمدم



لفظ بوٹا کی تحقیق

تین مسلم الثبوت اساتذہ حضرت جلال و داغ کی تحریریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعرائے محقق اور فصحائے زبان اردو کی خدمت مین التماس ہی کہ اِس بارسے مین اپنی رائے ظاہر کرکے مرہون منت فرمائین کہ لفظ بوٹا بواو معروف کے کیا معنے ہین اور عام اشجار پر اِس لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہی یا نہین مثلاً آم کا بوٹا - املی کا بوٹا - تاڑ کا بوٹا وغیرہ اور دہلی و لکھنؤ مین اسکے معنون مین کوئی فرق ہی یا نہین. فقط

خاکسار وصل بلگرامی

بوٹا اصل مین فارسی زبان کا لفظ بوتہ واو معروف اور تائے قرشت کے ساتھ ہی جسکے معنی چھوٹا درخت جو بہت بلند نہ ہو اسی کی تے کو تائے ہندی اور آخر کی ہائے مختفیہ کو الف سے تبدیل کرکے بوٹا لفظ ہندی بنا لیا ہے معنون مین کوئی فرق نہین اردو مین چھوٹے درخت کو بوٹا کہتے ہین جیسا کہ جناب تجر مرحوم کے اِس شعر مین توضیح کے ساتھ موجود ہی ؎

راستی چاہیئے خُردی و بزرگی کیسی ۔ بڑھ گیا سرو سے قد یار کا بوٹا ہو کر

اسی وجہ سے اکثر پھول کے درخت پر اِس لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہی جیسا کہ ناسخ مرحوم نے کہا ہی ؎

چمن کے کوئی گل کا بوٹا ہی تو ۔ ستارہ دیا بن کے بوٹا ہی تو

اور تصغیر ہی کے لحاظ سے چھوٹے خوشنما قد کو بوٹا سا قد کہتے ہین جیسے ناسخ مغفور ؎

گھٹ گئے رنگینیِ تر سے بوٹا سا قد کو دیکھکر تھا کبھی گل میں جو زر گویا فنا ہو گیا

اور سبزہ بہ لحاظ خُردی پودے کو بھی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ بحر مرحوم کے اس شعر سے مترشح ہوتا ہے ؎

میر کے قابل ہے اب باغِ جوانی یار کا بیل زلفوں کی چلی قامت کا بوٹا بڑھ گیا

اور گل برگ وغیرہ کی تصویر کو بھی بوٹا کہتے ہیں جو کسی چیز پر بنی یا چھپی ہو جیسے بحر مرحوم کے اس شعر میں ؎

اپنی بہار خاک دکھائیں غریب لوگ بوٹی نہ چھینٹ کی ہے نہ بوٹا ہے شال کا

انھیں معنوں میں برعایت معنی مذکورہ بالا اس شعر میں فرماتے ہیں ؎

عجب بہار ہے بیلوں کی اور بوٹوں کی ہری دوپٹہ ترا غیرت چمن کیا خوب
نگیں کی طرح بھی کچھ ہیں رنگیں مزاج تھا نیچے کفن کے بستے ہوں اوپر کفن کے پھول

اب رہا یہ سوال کہ ہر درخت کو چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو بوٹا کہہ سکتے ہیں یا نہیں مثلاً آم کا بوٹا۔ املی کا بوٹا۔ تاڑ کا بوٹا وغیرہ ایسا نہ تو اصل فارسی بوتہ کے معنی سے مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور نہ محاورہ اردو میں فصحائے لکھنؤ کی زبان سے سُنا نہ اُن کے کلام میں نظر سے گزرا۔ دہلی کے قدمائے محققین کے کلام میں بھی جہاں تک دیکھنے کا اتفاق ہوا سوا معانی مذکورہ کے ان معنوں میں ہونے کا خیال نہیں۔ میرے نزدیک تو کسی بہت بڑے درخت کو بوٹا نہ کہنا چاہیئے فقط واللہ اعلم۔

خادم الشعرا
محمد محمود احمد لکھنوی

بوٹا کا اطلاق محض درخت گل یعنے گلبن پر کیا جاتا ہے اور کسی درخت کو نہین کہہ سکتے۔

جلال بیکمال

بوٹا چھوٹے خوبصورت درخت کو جو خلقت مین چھوٹا ہو یعنے پودے کو کہتے ہین اور گلبن کو بھی کہتے ہین۔ آم کا بوٹا، تاڑ کا بوٹا، املی کا بوٹا مین نہین جانتا۔ متوسط موزون اور خوبصورت قد کو بوٹا سا قد کہتے ہین۔

فصیح الملک داغ دہلوی



جناب مولینا الطاف حسین حالی کا خط

جناب قاضی محمد خلیل صاحب حیران بریلوی کے نام

پانی پت - ۲ر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

جناب قاضی صاحب مخدوم و مکرم دام مجدکم - تسلیم - اُمید ہو کہ جناب مع الخیر بریلی پہونچگئے ہون گے - باعث تصدیع یہ ہو کہ جس عزیز کے علاج کے واسطے خاکسار بریلی حاضر ہوا تھا وہ بدستور علیل ہو اسکے لیے بزمانہ قیام بریلی بندہ جناب شاہ معین الدین صاحب عرف ننھے میان خان صاحب کی خدمت مین جو حضرت مولینا نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہین حاضر ہوا تھا - جناب ممدوح نے بکمال شفقت عزیز مذکور کے واسطے ایک دوا بتائی تھی جسکا نام آسر دل ہو اور عظیم آباد کے عطارون مین دستیاب ہوتی ہو اور یہ فرمایا تھا کہ یہ دوا جنون اور نیز مرگی کے واسطے نہایت مجرب ہو چنانچہ وہ دوا میرے ایک معزز دوست نے جو عظیم آباد کے رئیس ہین بہت تجسس و تلاش سے بہم پہنچا کر بہت دن ہوئے میرے پاس بھیجدی تھی مگر اب تک اُسکا استعمال نہین ہوا تھا - چونکہ مرض بدستور چلا جاتا ہے اسلیے ارادہ ہو کہ جناب ممدوح کے ارشاد کے موافق اسکا استعمال شروع کرایا جائے - آسر دل کے استعمال کی جو ترکیب جناب ممدوح نے لکھوائی تھی وہ میرے پاس موجود ہے مگر چند باتین دریافت طلب ہین - اسمین لکھا ہو کہ پانچ خوراکین پلائی جائیں اور ہر دوسری خوراک پہلی خوراک سے دو روز بعد دیجائے - اسمین یہ شبہہ رہتا ہے کہ تیسرے روز دی جائے یا چوتھے روز - دوسرے یہ کہ آسر دل کو سیاہ مرچ کے ساتھ

کتنا پانی پلایا جائے اور تیسرے کھانے مین کسی چیز کا پرہیز ہے یا نہین اور ہو تو کتنے
دنون تک پرہیز کرنا چاہیئے چوتھے یہ کہ مریض کو اندیشہ ہو کہ اسکے استعمال سے
کوئی سخت حالت یا تکلیف تو پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی حالت ایسی پیش آوے تو کچھ اسکا
اندیشہ تو نہین ہے۔ پانچوین یہ کہ وہ دوا جنون اور مرگی دونون کے واسطے ہے یا صرف جنون
کے لیئے ہے۔ مریض کا حال یہ ہے کہ جب دورہ ہوتا ہے تو ایک سخت آواز نکلتی ہے اگر
کوئی سنبھالے نہین تو فوراً بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ جھاگ وغیرہ کچھ منھ سے نہین
نکلتا۔ البتہ ہاتھ پاؤن مین تشنج دیر تک رہتا ہے اور اکثر دورہ کے بعد دیر تک
بیخبر پڑا رہتا ہے معلوم ہوتا ہے بیخبر پڑا سوتا ہے۔

جنون کا یہ عالم ہے کہ کوئی بات اپنے مزاج اور خواہش کے خلاف نہین سننا
چاہتا اکثر ذرا ذرا سی بات پر ناراض ہو کر گھر سے نکل جاتا ہے اور سخت سردی یا سخت دھوپ
مین کپڑے اتار کر پھینک دیتا ہے تین تین چار چار وقت کھانا نہین کھاتا ہے۔ پاکی اور
ناپاکی کا خیال جنون کے درجہ تک پہونچ گیا ہے بات بات مین توہم شک اور ہر ایک
بات کے لیئے بے انتہا اضطراب اور جلدی کرتا ہے کپڑے اور جوتے وغیرہ بے ضرورت
دھوا کر رکھتا ہے اور پہنتا نہین اسی طرح کی اور باتین ہین جن سے خلل دماغ معلوم ہوتا ہے۔

آپکی خدمت مین التماس ہے کہ اس تحریر کو کسی ذریعہ سے حضرت شاہ صاحب کے
ملاحظہ سے گذران کر جو جواب وہ عنایت فرمائین ازراہ عنایت بہت جلد آپ لکھوا کر
بھیجدین مین نہایت ہی ممنون ہونگا۔

خاکسار
الطاف حسین حالی

سید حافظ حسین صبا الہ آبادی کے خطوط

مولف کے نام

پیارے صفدر۔ سلام شوق۔ تمہاری شکایت بیجا میرے سر آنکھوں پر۔ پیارے صبا مرحوم کی جب انتقال اٹھارون تاریخ کرکے ایسے غائب ہوئے تم کہ اب نظر آئے ہو۔ تم نے صبا کا جنازہ بھی نہ اٹھایا۔ پھول مین بھی نہ شریک ہوئے حالانکہ وہ شیفتہ گل رخسار حسینان تھے اور تم قدیم راز دار۔ اسلئے تمھین ایسا تغافل سزاوار نہ تھا۔ ہم بھی قبر مین پاؤن لٹکائے ہوئے ہین کیا امید تم سے کی جا سکتی ہے۔ لہذا زندگی کے پرلطف باتون تک شاید آپ کا ساتھ ہو مرنے کے بعد بھول کر کبھی فاتحہ سے بھی نہ یاد کروگے بقول ریاض ؎

لحد پہ آنے لگا کیون ہین فنا کوئی ۔۔۔۔۔ مٹے ہوؤن کا کسکو خیال کیا ہوگا

ہماری موت زندگی کیا ایک شخص ناکارہ۔ تم جم جم جیو۔ اردو علم ادب پر تم احسان عظیم کر رہے ہو۔ مرقع ادب تمھاری لیاقت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ حصہ دوم انشاءاللہ بیحد دلچسپ ہوگا۔ قدردانی سے دلمین شوق اور طبیعت مین امنگ پیدا ہوتی ہے۔ جسکا صلہ ملک کے ہر گوشہ سے تمکو مل رہا ہے۔ مولینا شرر کی تنقید حق بجانب ہے جو کچھ مولینا نے مرقع ادب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ تمھارے لیے باعث فخر ہے ؎

خدا کے فضل سے یوسف جمال کہلائے
اب اور چاہتے کیا ہو پیمبری ہو جائے

تم [illegible] اور مرزا نے خطوط کا ڈھیر لگا دون جج صاحب قبلہ سلمہ و
بھائی صاحب مرحوم حبیب اور سنہ آپ کے صدہا خطوط ہین ان مین بیشتر نہایت مفید اور پرلطف
بغیر تمہارے آئے ہوئے ایک خط بھی نہ دونگا۔ تمہارا بیحد مشتاق ہون لکھنؤ سے ہمیرپور بہت
قریب ہے تم باآسانی آسکتے ہو لہذا ضرور ضرور آؤ۔ ریل موددہا تک جاری ہوگئی۔ سفر مین اب
زحمت کسی قسم کی نہین ہے۔ مین اپنے مصائب کا اظہار فضول سمجھتا ہون تین ماہ نائب تحصیلدار
تقاوی رہا۔ اپریل، مئی، جون، بندیلکھنڈ کی گرمیان، دیہات کا دورہ، دھوپ کی شدت
موت کا ذائقہ زبان پر آگیا۔ اب راحت و لطف کا دور شروع ہوا تھا کہ پھر یکم اگست سے
نائب تحصیلدار ہمیرپور خاص ہوگیا۔ مالگذاری باقی پڑی ہوئی ہے دیکھون کیا حشر ہوتا ہے
مرقع ادب [illegible] مین اپنے خیالات حقیقتاً ظاہر نہ کرسکا۔ میرے خیالات کا تعلق تمہاری
ذات تک محدود رہے تو خیر وہ اس قابل نہین کہ تنقیدون کے ذیل مین اس کو جگہ دیجائے
اور مین مولانا ناشر رعظیم سے مشہور انشاپرداز کے پہلو بہ پہلو نظر آؤن یہ بے ادبی مجھسے
نہ ہوگی یہ وعدہ کرو کہ تم شایع نہ کروگے تو لکھون۔

میرے دوست مسٹر [illegible] الا قدر صدر قانون گو جنکو مذاق سخن اعلیٰ درجہ کا ہے حسن اتفاق
سے دورہ مین ایک مقام پر مل گئے اس زمانے مین مرقع ادب ہر وقت میرے پیش نظر رہتا تھا
یا پہلو مین [illegible] شوق [illegible] کی طرح اسکی جگہ تھی اسکو دیکھکر وہ بیحد محظوظ و مسرور ہوئے
اور قلم برداشتہ انھون نے اپنے خیالات [illegible] اسکو دیکھکر تم نہایت خوش ہوگے۔ مسودہ آپکو
تو یہ سب پیش کش کیا ہے [illegible] اور وقت آمد مجھ سے دریافت کر دیکھو نہ آئے تو اچھا
[illegible] ملاتا تو [illegible] جنبلی [illegible] بن جائے کچھ ایسی [illegible] آئے نہ بنے

سید حافظ حسین
ہمیرپور ۲۹ اگست ۱۹۱۵ء

پیارے مقتدر - پیارے - تمہاری ضیافت شوق کے حیائی سے [illegible]
تعید انتظاماً ایسے موقع سے روانہ کی گئی تھی کہ افطار کا لطف دوبالا ہو - لکھنؤ کی مشہور
اور پُرلطف افطاری کے ساتھ غذائے روحی کا بھی سامان ہو - قلفی اور برف، کوزہ نبات
اور شربت قند سے اگر حرارت خارجی کم نہ ہو تو مرقع ادب کی تعید لطیف سے دل ٹھنڈا ہو - نازک
اور باریک ککڑیوں سے اگر مجنوں کی پسلیوں اور لیلیٰ کی انگلیوں کی یاد تازہ ہو رہی ہو
تو نقاد کے بلند خیالات سے غالب کی روح پیش نظر ہو جائے سنگترہ کی قاشوں کے
ذائقہ سے اگر زبان لطف نا آشنا ہو رہی ہو تو نقاد کے حسین اور دل آویز فقرے کسی
مہوش کا سیب زنخدان پیش کش کر دیں -

ہم نے تمہارے مذاق شاعرانہ کے لحاظ سے ایسے پاکیزہ اور لطیف خیال کو دل میں
جگہ دے رکھی تھی اور امید تھی کہ تم اُن نکات کو سمجھکر بکمال محظوظ ہو گے - کیا خبر تھی کہ جناب کا
وقت افطار ٹل جائیگا روزہ گندہ اور مکروہ ہو جائیگا اور برادر مقتدر شاکی ہوں گے -
بھائی جان روزہ وقت پر خود کھل جاتا ہے - لکھنؤ میں رہ کر مسائل افطار سے ناواقف ہوتا
تعجب انگیز ہے -

دولت کدہ مشرو الا قدر پر تمہارا نیاز مند مقیم ہے - کیا لطف سے بسر ہو رہی ہے
علمی مشاغل و مباحث میں زیادہ وقت کٹتا ہے - تمہارا نامہ محبت طُرّی ہوا آقا صاحب کی
موجودگی میں صادر ہوا - نہایت ذوق و شوق سے وہ پڑھا گیا - اشعار پر جب نوبت پہونچی
کلیجہ تھام تھام لیا - دل اسقدر ضعیف ہو گیا ہے کہ وہ ایسے دردناک اور پُر خلیے اشعار
سُننے کا متحمل نہیں ہو سکتا - اس شعر کو پڑھکر دلکو بیحد تکلیف پہونچی - ع

ہمارے جینے سے کیا یاس ہو گئی اُنکو   اُٹھا کے نبض سے کیوں ہاتھ رکھ لیا دلپر

خدا جانے کیا کیا منظر پیش نظر ہو گئے۔ صفدر رضا کے لئے ایسے شعر نہ کہا کرو۔ تمام رات کروٹیں لیتے رہے۔ کسی کا غم تازہ ہو گیا۔ بخدا تمام غزل مرصع ہے اور مقطع تو بے مثل ہے میں لکھنؤ کیسے آسکتا ہوں۔ قائم مقامی کا زمانہ۔ مقام غیر میں جنبش نہیں کر سکتا۔ فی الجملہ تم آزاد ہو۔ اس لئے تمہیں کو یہ تکلیف گوارا کرنی چاہیئے۔ پتہ کیا دریافت کرتے ہو مسٹر والا قدر صدر قانون گو ہمیر پور۔

سید حافظ حسین
۱۷ اگست ۱۹۱۵ء

پیارے صفدر۔ پیار۔ سلام شوق بصد ذوق۔ نامہ محبت کھولا یا میرا ہی یوسف دستاویز کرنا نظر پڑتے ہی فوارۂ نور آنکھوں سے جاری ہوا دل و دماغ روشن ہو گئے ونور ابد با ماست شیروانی جسم پر تنگ ہو گئی۔ چٹ چٹ دو بٹن ٹوٹ گئے۔ اہلیہ گھر اگئی بیچے ہنس پڑے۔ قلب کی عجیب کیفیت ہوئی۔ اسکی حرکت اعتدال سے زیادہ بڑھ گئی اور چند ساعت کے لئے میں دوسرے عالم میں جا پہونچا۔ تمام کوائف گذشتہ موجود فی الذہن اور میرے خیال نے اس انجمن کی تصویر پیش نظر کر دی جسکو مدت ہوئی چرخ گردون درہم برہم کر چکا تھا صدقے اس انجمن اور نثار اس انجمن آرا کے۔

دل میں ایک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانے کیا یاد آیا

پیارے صبا کی ہفت رنگ طبیعت کی جولانی۔ خان مرحوم کی تان سین سے بڑھی ہوئی گلے بازی۔ مزید برآں مرحوم کی خوش طبعی وظرافت۔ گھٹیا کے اڈوا رستیاں کے بھترا نستیان مجھے میں ...... رہے

صبا کی رنگین بیانی ۔۔۔ بختگی۔ برجستگی۔ خوش آوازی۔ کس کس بات کو یاد کرون
ہائے مرحوم نے آخر خط مین لکھا تھا کہ فقیر کا بڑھاپے کے دفتر محبت کا ایک جزو اعتدال سے
زیادہ عطا کیا گیا ہے۔ اسی جزو کا ممنون ہون جس نے میری تحریر کو آپکے دل مین یادگار
بنا رکھا ہے۔ اسی جزو کی ایک فتنہ زا چنگاری نے میرے سینے مین آگ لگا رکھی ہے
اکثر اوقات دھوان اٹھنے لگتا ہے جس سے دم گھٹ گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ باوجود مرور زمانہ
معتد بہ اب تک یہ کیفیت ہے "حیف صد حیف ایسے زندہ دل احباب چل بسین اور
حافظ زندہ رہے بقول اکبر الہ آبادی ؎

ہمنشین اٹھ گئے اس بزم سے تم بھی اکبر ... باندھو اب جلد کمر
نہ وہ جلسے ہی رہے اور نہ وہ صورت ہی رہی ... کیا ہے جینے کا مزا

احباب کا کافی ماتم کر چکا۔ ثواب فاتحہ سے انکی روحون کو شاد کر کے اب جواب
نامہ لکھتا ہون۔ لیکن دل نہایت متاثر ہے اور سینہ سے برابر آہ نکل رہی ہے۔ حلقۂ غم و الم
مین اب تک سر بزانو بیٹھا ہون۔

پیارے صفدر سندیلے چھٹے مین ۲۲ سال ہو گئے۔ نہ زبان پر قدرت رہی نہ کسی
قسم کا مذاق باقی رہا۔ مجھے افسردہ سے بدتر ہون زندہ درگور سمجھنا بالکل بیجا ہوگا
کسی قسم کا حس باقی نہین شدید انتظار موت ہے۔ عروس مرگ شربت وصال سے
دیکھئے کب شاد کام کرتی ہے۔ اُف! افسوس ہمکو اور تمکو پیارے کہنے اور لکھنے
والا اب کوئی باقی نہین رہا۔ مجھ سے دوستون مین ایک لنگوٹیا یار تم باقی ہو۔
خدا تمہاری عمر دراز کرے۔ اور بے تکلف جسکو پیارے کہہ سکتا ہون اور لکھ سکتا
ہون لیکن جیسا معلوم ہوتی ہے۔ بوڑھے چونچلے جنازے کے ساتھ یہ حرکت بھی

عجیب ہے۔ بال تمام سر ڈاڑھی مونچھ کے سفید ہو گئے۔ دو داڑھین گر گئین۔ اُن مین
ایک عقل داڑھ تھی۔ سامنے کے دو دانت ہل رہے ہین اُن کی بھی زندگی دو ماہ
سے زیادہ نظر نہین آتی۔ تم اگر پیارے لکھو گے تو لوگ کیا کہین گے جو جس کا جی چاہے
کہے اب اسکا کیا غم ہے حافظ صفدر کو پیارے صفدر کہے گا اور لکھے گا۔ دنیا ہے جو جس کا جی
چاہے سمجھے۔ مین جانتا ہون تمھاری حالت مجھ سے زیادہ خراب ہو گئی ہے۔

پیارے صفدر تم مجھکو اخبار اور رسالون مین اکثر نظر آجاتے ہو لیکن مین کسی
شکل مین تمکو دکھائی نہین دیتا۔ افسوس بخدا اللہ کس مین صفدر کا نام نظر آیا اور دل
لوٹ گیا۔ سب سے پہلے نگاہون نے تمھین اور تمھاری غزل کو ڈھونڈھ نکالا۔ اور
جھوم جھوم کر شعر پڑھنا شروع کر دیا۔ واللہ عجیب ذوق و شوق سے تمھارا کلام پڑھتا ہون
جو حالت قلب کی ہوتی ہے۔ اُسکا اظہار لفظون مین ناممکن ہے۔ اکثر شعرون پر سر دھنتا
ہون اور مہینون وہ نوک زبان رہتے ہین ہر صحبت مین تمھارا ذکر ہر موقع پر تمھارا
تذکرہ اور تمھارے شعرون سے لطف۔ غرضکہ حافظ کے دل سے تمھاری یاد اس وقت
تک نہین گئی۔ ماشاء اللہ اب تم نہایت بلند پایہ شاعر ہو گئے ہو۔ لکھنؤ کے قیام اور
وہان کی صحبتون سے تمھاری شاعری مین چار چاند لگ گئے اور تم ترقی کے اُس زینہ پر
پہنچے۔ جہان تمھارے پہونچنے کا خیال بھی نہ تھا۔ اساتذہ کی غزلون مین بھی عام طور سے
دو چار شعر اچھے ہوتے ہین۔ ظالم تیری غزل مرصع ہوتی ہے اللّٰہم زد فزد
صفدر مرزاپوری نے ہندوستان مین کافی شہرت حاصل کر لی ہے۔ ماشاء اللہ
ہندوستان کے مشاہیر شعرا کی صف اول مین ہین اب صفدر کی بھی کرسی ہے۔ باغپت
کے مشاعرہ کی غزل بھولنے کی چیز نہین یون تو ساری غزل مرصع ہے۔ مگر یہ شعر حافظ

سکے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتا ۔ محبت ہی بری شئے در کیون جاؤ ہمیں دیکھو
ہمین نے بار ہا سر رکھدیا ہے چلتے دشمن پر

بھائی ۔ زمانہ قدر دانون سے ہمیشہ خالی رہا ۔ اردو کے شعرا اگر خوش حال زندگی بسر کرتے ہوتے اگر انکو انکی محنت کا معاوضہ ملتا ہوتا تو اردو کی شاعری ہر زبان کی شاعری سے فوق لیجاتی اور صفدر کو زمانہ کی ناقدر دانی کا گلہ نہ ہوتا اور صفدر گوشۂ ایسے کوردہ مقام پر خستہ پر اپنی قیمتی زندگی نہ خراب کرتے تاریخ شاعری شاہد عینی ہی آب حیات جسکی زندہ مثال موجود ہے ۔ خیال کرو شعر مندرجہ ذیل کس مرتبہ کے شاعر کا ہے سن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین ۔ اور دل ہل جاتا ہی ۔

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

تمہارے حالات مصائب کسی کسی سے سُنے ہین تفصیل سے بیخبر ہون ۔ یون سُنا تھا کہ کوٹھے سے گرے ہو ۔ سمجھا کہ بام دلآرام ہوگا خوف کی وجہ سے کود پڑے ہو گے یا کسی رقیب روسیاہ نے ڈھکیل دیا ہوگا معمولی چوٹ آگئی ہوگی یہ بھی نے نہین سُنا کہ تمہارا انگوٹھا کاٹ ڈالا گیا ۔ تم نے یہ نہ لکھا کہ ایسا کیون ہوا خیر اسکا جو سبب بھی ہو مد وحی صدمہ ہوا ۔

صفدر ۔ معاف کرنا ۔ شان خط مین ذرہ برابر فرق نہین آیا وہی چہک دار روشن تحریر آنکھونکو نورآگین کرنے والی ہی تمہارے حالات مجھے یہان تک معلوم ہین کہ تم حاکم خزانہ لکھنؤ کے اجلاس مین اہلمد فوجداری تھے اور شاید تمہین نے مجھے یہ لکھا تھا کہ اسی انگوٹھی کے قصے مین اہلمدی بھی رخصت ہو گئی ۔ اب تمہارے گئے کہے ہین ۔ بیوی کہان ہے تفصیلی حالات لکھو مین تمہین اپنے حالات زندگی لکھکر کیا مغموم کرون ۔

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را۔ کیا حاصل بہر حال تمہیں واقف کرنے کے لئے مختصر لکھتا ہوں
عالب تم نے سنا ہوگا کہ بھائی صاحب اور بنے جج صاحب کا انتقال ہوگیا۔ بہن کا انتقال
پہلے ہو چکا تھا بھائی صاحب کی لڑکی کے شوہر مرزا مظفر حسین سب انسپکٹر کا لکھنؤ
میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے دفعتاً انتقال ہوگیا۔ بھائی صاحب کی بیوہ
لڑکی مع دو بچوں کے موجود ہے دو لڑکیاں ہیں دونوں قابل شادی ہیں۔ بھاوج
صاحبہ موجود ہیں۔ ان پے در پے حوادث نے مجھے کسی کام کا نہ رکھا ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام — مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

تمام خاندان کا بار عظیم حافظ کی ذات واحد پر پڑ گیا۔ گردن دوتا ہوگئی۔ تمہیں معلوم
تھا کہ خاندان میں سب سے خورد میں تھا یا اسوقت بزرگ خاندان ہوں اور اسوجہ
سے مخزن افکار پریشانی بنا رہتا ہوں میری تنخواہ یا آمدنی کافی نہیں ہوتی پریشان
رہتا ہوں زمانہ پنشن قریب ہے مسائل تخفیف کی وجہ سے روح لرزاں رہتی ہے
اندیشہ تخفیف حد سے زیادہ پریشان کن ہے۔ آئندہ زندگی خدا جانے کیسے بسر ہو
میرے پانچ بچے ہیں۔ عارف حسین پہلی بیوی سے ہے وہ جبلپور میں ای آئی ریلوے
میں ملازم ہے۔ اس سے چھوٹا لڑکا آصف حسین وہ الہ آباد میں پڑھتا ہے۔ امسال
انٹرنس کا امتحان دیگا ۱۵ سال کی عمر ہے ماشاءاللہ خوب پڑھتا ہے۔ مصارف
تعلیم نے ادھر دیوالہ نکالدیا ہے دو لڑکے چھوٹے ہیں۔ واصف حسین کی عمر ۵ سال
واثق حسین کی عمر ۳ سال کی ہے ایک لڑکی حافظہ خاتون عمر ۱۱ سال ہے اسکی
بلوغیت اور تکلف ہے کچھ سامان شادی ابھی تک بہم نہ ہوسکا بہر حال توکلت علی اللہ
اب درد و دکھ کی کہانی چھوڑ کر دوسری جانب متوجہ ہوتا ہوں۔

سیاسی مشاعرے اس تحصیل مین بھی ہوئے پہلی طرح یہ تھی،

۶ - "اسے یوگ دشمن ہے امن و امان کا"

حکماً ہر اہلکار تحصیل کو کہنا پڑا مین نے بھی جھک مارا ؎

بنایا ہے ترکون کو سب نے برادر ملایا ہے رشتہ کہان تا کہان کا

آئین؛ بائین؛ شائین بک کر نجات حاصل کی مگر ستم یہ ہوا کہ محمد علی خان صاحب سب انسپکٹر المتخلص بہ آزاد شاگرد داغ مرحوم اور علی اختر صاحب نائب تحصیلدار نے سیاسی رنگ کو چھوڑ کر اصلی رنگ مین مشاعرے شروع کر دئے تحصیل کے چپراسی پولیس کے کانسٹبل گردن پر سوار ہین کشان کشان مشاعرہ مین لئے جاتے ہین عجیب مصیبت تھی نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن عجیب بلا مین پھنس گیا اور وہ گت بنی کہ بیٹھے بیٹھے شاعر بن گیا مگر خیال کرو کہ جس شخص کو شباب اور عنفوان شباب مین باوجود ہر قسم کے سامان شاعری موجود ہونے کے ذوق و شوق پیدا نہین ہوا وہ اس بڑھاپے مین کیسے شاعر ہو سکتا ہے بوڑھے طوطے کہین پڑھتے ہین لیکن مین مین کچھ کرنے لگا ہون مین نے اپنی کمزوریون پر نظر کرتے ہوئے کسی کو غزل دکھانے کی جرأت نہین کی۔ چاہتا تھا کسی ایسے دوست کو غزل دکھاؤن جو میری کم مائیگی اور ہیچمدانی سے واقف ہو بھائی منظر حسین قمر الہ آبادی کو مین نے منتخب کیا اور ایک غزل اصلاح کے لیے مین نے بھیجی انھون نے وہ غزل نواب جعفر علی خان صاحب اثر لکھنوی کو دکھلائی جو الہ آباد مین ڈپٹی کلکٹر ہین ممدوح نے زیور اصلاح سے اسکو آراستہ کر دیا اور بھائی صاحب نے واپس فرمائی اور بجد اصرار کے ساتھ تاکید کی کہ آئندہ غزل اثر صاحب کے حضور مین روانہ کرو مجھے یہ رویہ پسند نہ آیا ذوق سخن مجھے ہمیشہ سے ہے تم جانتے ہو کہ مجھے اپنی بادہ کشی

[illegible] لغویات سے ایسے بڑے شخص کو باخبر کرنے کی کسی طرح ہمت نہ ہوئی۔ مین اپنے عزیز
دوست سے مشورہ اور اصلاح چاہتا ہون اسی خلجان مین مبتلا تھا کہ تمہارا نامۂ محبت
[illegible] اور سارا خیال کھنچکر تمہاری طرف جا پہونچا اب تم اس زحمت کو گوارا کرو
[illegible] مار کر اصلاح دو۔ وہ غزل بھی بھیجتا ہون جسکی اصلاح آفر صاحب نے
فرمائی ہے کچھ شک نہین کہ بیمثل اصلاح ہے۔ اور مین دل سے اس اصلاح کو پسند
کرتا ہون۔ لیکن مین آپ کو شاعر نہین سمجھتا اسلئے بصیغۂ راز اپنے عزیز اور بے تکلف
دوست سے صرف اصلاح چاہتا ہون جسکے لئے تم سے بہتر شخص نگاہ مین نہین ہے
[illegible] پیش کر سکتے ہو لہذا چند غزلین ارسال ہین اپنی رائے سے اطلاع دو۔ والسلام
مشاعرہ کے بعد سے یہان برابر مشاعرے ہوتے ہین۔ زبردستی مین بھی شاعر
[illegible] آٹھ دس مشاعرون مین شریک ہو چکا ہون اب مجھے بھی کچھ دلچسپی سی ہوگئی ہے۔ قصد ہے
[illegible] ہے اپنی غزل بنظر اصلاح بھیجدیا کرون بشرطیکہ جناب کو زحمت نہ ہو اس مرتبہ
یہ غزل بھیجتا ہون۔

سید حافظ حسین
یکم جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

پیارے صفدر۔ پیار۔ یہ دو ان فقرہ بیساختہ زبان قلم سے نکل گیا۔
کہان استاد کہان یہ پیار۔ توبہ توبہ بظاہر کچھ ہرج نہین معلوم ہوتا اگر استاد کی دم
[illegible] نکال کر یہ لفظ بڑھا دیا جائے اور اگر ہم اپنے دوست قدیم کو پیارے استاد
[illegible] تو کیا اسمین قباحت لازم آویگی۔ ہمارے پُرانے راز و نیاز بھی قائم رہینگے اور
[illegible] استادی کا طرۂ امتیاز بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے گا۔ لطف یہ ہے ہمارے تمہارے

کمی نہ ہوگی، کہین لطف کہین چھیڑ کہین مذاق کہین پھبتی ہی موقع ادب جہان ...
مودب دوزانو بیٹھے نظر آینگے غرضکہ ہر دو طریقے لطف سے خالی نہین ...
کا پہلو بھی ہاتھ سے نہ جانے پائیگا۔ کیون استاد کیسی کہی۔ ہاتھ ... دو ...

ماشاءاللہ کیا شاگرد ہے ۱۸ ۱۹ سال کا بڑھا کھوسٹ شعر و سخن کا بڑھاپے ...
شوق سخت زحمت تمکو ہوگی، اسی طرح اصلاح ایسی نہین ایسی ہو۔

۶۔ "برین عقل و دانش بباید گریست"

کیون مغدر۔ اگر تمہارے ساتھ ساتھ میری شاعری نے بھی نشو و نما پایا ہو ...
مین ایسا ہی کورا ہوتا جیسا آج ہون، اسی لئے تم تم! استادی کے لئے ...
ہو کہ نکتہ چینی سے محفوظ رہون اور استاد کو بے تکلف تم اور تو جی جا ہے ...
خط اور غزل اصلاح شدہ پہونچی، دونون کا علیحدہ علیحدہ شکریہ قبول ...
ہونے سے کے تم نے میری قابلیت کا اندازہ نہین کیا۔ میرا کوئی مضمون ...
رسالہ مین تم نے دیکھا ہے جو مجھ سے مضمون کے خواہان ہو۔

اصلاح فی الجملہ غنیمت ہے۔ لیکن مجھے زیادہ پسند نہین ہے میرے شعر ...
تم نے تبدیل کر دیا ہے۔ رد و بدل الفاظ سے تم نے شعر کا پایہ تو بلند کیا ...
کہدیا۔ بعض بعض اصلاحین مجھے بہت پسند آئین۔

تمہارا اصلاح شدہ شعر یہ ہے میرا شعر تھا۔

چمن مین پھول لاکھون ہین مگر تشبیہ کیا ان سے
ترے رخسار کو جانان ہی نسبت کیا گئی ...

تمہارا اصلاح شدہ شعر یہ ہے۔

چمن مین پھول لاکھون ہین مگر تشبیہ کیا دیتا   گل رخسار جانان کو ہے نسبت کیا گل تر سے

یہ پاکیزہ اصلاح ہے صرف دو لفظون کے ردّ و بدل سے شعر کہان پہونچ گیا۔ میرے مطلب کو پیارے اُستاد تم سمجھے۔ میرے مفہوم کو احمق استاد تم نے جانا۔ یون دو اصلاح جناب استاد صاحب قبلہ۔

مشاعرہ مین مین نے غزل پڑھی۔ اینجانب کی دھوم تھی۔ حیرت سے میرا منھ لوگ تکتے تھے۔ یار پڑھنا نہین آتا جھینپتا ہون۔ جھینپ دور ہونے کی کیا تدبیر ہے کوئی نسخہ عنایت ہو

سید حافظ حسین

۱۷ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

پیارے صفدر۔ سلام شوق بصد ذوق۔ تم نے اپنے نیاز مند قدیم کی کم مائگی اور ہیچمدانی کو علمیت مین بالکل نظر انداز کر دیا یا اسکو ایسی خدمت پر مامور کیا جس کا وہ کسی طرح اہل نہین ہے۔ تم میرے لنگوٹیا یار ہو لہذا اپنی ناواقفیت اور نادانی کا اظہار کرنا ضرورت سے عجب ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے تم میرے علمی مذاق اور جوہر ذاتی سے ناآشنائے محض ہو یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہو۔ جہان تک مین خیال کرتا ہون علمی صحبتون مین میرا تمہارا ساتھ نہین رہا۔ صرف لطف کی صحبتون تک میرے مذاق مین تم شریک رہے۔ وہ کامیاب صحبتین تمہین اب تک یاد ہین۔ میری وہ خوش بیانی اور لطیفہ گوئیان جو ہنسا ہنسا کر پیٹ مین بل ڈالدینے والی بذلہ سنجی تم اب تک نہین بھولے۔

پیارے صفدر۔ اب انکو بھول جاؤ۔ وہ ایک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

وہ ذہانت وہ طباعی محض جوش شباب کے اثر سے تھی۔ اور وہ حرکت بالکل نیچرل تھی

موجودہ حالت سے اُسکا مقابلہ ہرگز نہین ہوسکتا نہ وہ جوش و جذبات ہین نہ
وہ دل ہو نہ وہ طبیعت ہو اور نہ وہ صحبت ہے نہ وہ ہم ہین

۶- دنیا واس ویرانہ کی آتی ہو آبادی مجھے "

مین نے تمکو بارہا لکھا ہو کہ ذوق شاعری اگر ابتدائی عمر سے مجھے ہوتا تو نہایت اچھے مواقع شاعری کے فروغ کے تھے اکبر الہ آبادی جس کا عزیز قریب منشی باقر حسین ذبیح جسکا برادر حقیقی اور وہ ایسا جاہل کندہ ناتراش ہو مجھے زیادہ محجوب و شرمسار نہ کرو میری موجودہ قابلیت مجھے نہایت نادم اور شرمندہ کرتی ہے تمہاری اور میری حالت کا مقابلہ نہین ہوسکتا مین ملازمت کے جال مین پھنس گیا اور شبانہ روز جہلا کی صحبت رہی جو کچھ جانتا تھا وہ بھی بھول گیا خلاف اسکے تمہارا صرف ایک شغل شاعری رہا اُسمین ماشاءاللہ تم نے ایسی ترقی کی کہ آج حافظ کے اُستاد ہو بیٹھے - اور آج دنیائے شاعری مین صفدر مرزاپوری کی دھوم ہے لکھنؤ کی صحبتون نے اور جلا دیدی لکھنؤ کی بولی نے چار چاند لگا کر تمہین بام عرش تک پہونچا دیا یہ تمکو ایسا اچھا موقع ملا جس کا نہایت متانت اور سچائی سے تمکو اعتراف کرنا چاہیئے -

صفدر! تمکو کیا ہوگیا ہے کیون تمہاری عقل زائل ہوگی ہے - تم نے میدان سخن کا مجھے پہلوان سمجھا ہے اور مین اپنی قوت کا اندازہ کرتے ہوئے ایک مور ضعیف سے بھی بدتر ہون - ۲۵ سال بندیل کھنڈ مین ہوگئے - صحیح محاورات بھول گیا زبان مین اگلی سی شستگی و رفتگی نہ رہی - دیہاتیون کی صحبت، گنوار ٹھواریون سے تعلق نو دس زمیندار کاشتکار سے واسطہ -

یہ ہیں اور تنقید... وہ آلات حرب کہاں سے لاؤں جن کی ایسے موقع پر ضرورت ہوتی ہے ذخیرۂ علمی کہاں؟ کیا مصیبت میں جان ہے، خدا سمجھے۔
آپ تحریر فرماتے ہیں، ”بچورہ آستین تک تو خیر غنیمت۔ دامن کو پوچھو دیدۂ تر سے“، اے احمق الذی دامن کو دیدۂ تر سے نہیں پونچھا جاتا۔ بلکہ دامن سے دیدۂ تر پونچھا جاتا ہے،، واہ استاد خوب سمجھے اور خوب مطلب گڑھا، دامن کو دیدۂ تر سے کس مسخرہ نے پونچھا ہے اور پونچھنے کا ذکر کہاں ہے؟ بیوقوف دامن پوچھو دیدۂ تر سے ہے۔ بوقت اصلاح ذرا آنکھیں کھول لیا کرو۔ ذرا قلم ہوشیاری سے اٹھایا کیجئے ذی علم استاد صاحب ورنہ شامت آجائیگی۔ شاگرد بہت متوحش اور چابک دست ہے۔ واضح رہے۔
مجھے مطلق آگاہی نہ تھی استاد کندۂ ناتراش چوب خشک ہیزم سوختہ ہے
... برس کے سن میں استاد بھی ملا تو صفات مذکورۂ بالا سے متصف۔ واہ رے تقدیر، کہاں کھوٹی ہے کمند۔ مزاج شریف کیسے اصلاح کا پھل پایا۔ ایسے اوب نواز شاگرد قسمتوں سے نصیب ہوتے ہیں۔

محرم کی وجہ سے فوراً جواب نہ دے سکا معاف کرنا۔ آج عشرہ ختم ہوا خط لکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ رات زیادہ آگئی ہے یعنی گیارہ بج گئے نیند کا غلبہ ہے۔ خدا حافظ۔ والسلام علیک، یقیناً اصلاح کے متعلق پھر خبر لی جائے گی۔

خادم دیرینہ شاگرد لو

حافظ حسین عفی عنہ

۲۶ اگست ۱۹۲۳ء

مولوی حمید الدین صاحب حمید آعظم گڈھی کا خط مؤلف کے نام

جونپور، ۲۲ر فروری ۱۹۱۱ء

حضرت سخنو۔ صفدر۔ تسلیم۔ صحیفۂ گرامی بر سوں مجھے بنارس مین ملا۔ چونکہ اسی دن مجھے جونپور آنا تھا۔ تہیّہ سفر مین تھا۔ جواب حوالۂ قلم نہ کرسکا۔ مشاعرہ کی کیفیت اور آپ کے اشعار کی داد جن حضرات سخن سنج نے دی معلوم ہوئی۔ ان اشعار کو پڑھکر مجھے بھی وجد آگیا۔ بالخصوص "کوئی دیوانہ بنائے کوئی دیوانہ بنے"

اس مصرعہ نے تو قیامت ہی کر دی اور وہ لطف پیدا کیا جسکا اظہار ناممکن ہے سرور صہبائے سخن نے مجھے اب تک مست کر رکھا ہے اور غالباً یہ کیف بہت دن قائم رہیگا۔ آپکی رسائی طبیعت۔ زبان کی نزاکت۔ مضمون کی لطافت۔ بندش الفاظ کی داد تو وہی دے جو آپ جیسا سخنگو سخن فہم ہو۔ میرے پاس وہ الفاظ نہین ہین جن سے آپ کے اس شعر کی داد دے سکون۔

خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست

بزم خیال کا پارسل اب تک میرے پاس نہین پہونچا۔ آج میرا ارادہ دیہات جانیکا ہے وہان سے واپسی پر اطلاع دونگا۔ تو دو جلدین بزم خیال کی میرے نام بھیجد یجئے گا انکی قیمت بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال خدمت کرونگا۔

خیر طلب حمید۔

جناب مولوی محمود الرب صاحب خالد بنگالی کے خطوط

ڈاکٹر محمد عبدالغفور صاحب بریلوی بسمل کے نام

۲۳؍ اکتوبر ۱۹۱۹ء

بندہ نواز۔ طویل انتظار کے بعد آج آپ کا دلنواز نامہ آیا۔

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی جس محبت کی پرستش کیجاے وہ توبسمل کے حصہ کی چیز ہے کہاں

سے لاؤن۔ کاش آپ خالد ہوتے اور مین بسمل۔ آپ کا تخلص لائق رشک ع ......

فرمادیجئے اجل نہ جائیگا تخلص ناشناس کی قدر انتہائے خلوص کا نتیجہ ہے۔

ممنون محبت ہون مرہون نوازش ہون

آسمان چپ تھا۔ مدت کی بیتابیون کے بعد میری امید دلگیر کی شکل مین برآئی تھی آخر

ظالم سے ضبط نہ ہوسکا اور

ع پھر گئی تقدیر میرے سامنے آئی ہوئی

طوفان نمونۂ قہر الٰہی تھا۔ کائنات رو بعدم معلوم ہو رہی تھی۔ اسے احباب کی دعا کا

اثر سمجھئے۔ یا محض لطف خداوندی جانئے بیچ رہین اور مین مع متعلقین بخیریت سے ہون۔

محبت کی لذت رنج بیتابی اُف مصرع خدا بھلا کرے آزار دینے والونکا

بھائی بسمل یہ کیا لکھ دیا کہ خط کا جواب لکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ آپکی ہمدردی

غمون سے نجات کا باعث ہوگی۔ بندہ احسان ہون۔

آپکا خالد۔

۱۵ / نومبر ۱۹۱۹ء۔ مخلصی۔ شکریہ توجہات۔ آپ شاد ہین اور شاد کی ہستی مخمور ہوتی ہے، یہ ظلم کہ آپ اپنے کو مغموم ہستی خیال فرماتے ہین بارگاہ فطرت مین آپکا یہ جرم ناقابل معافی ہے، ماشاءاللہ ابھی آپ نوجوان ہین پاک ارمانون سے بھرا ہوا دل پہلو مین موجود ہے یا نہین۔ خود زندگی آپ کی محتاج ہے نہ یہ کہ آپ محتاج زندگی کہ ہر خیال گیا گیا خیال کر بیٹھے، آپ کو خبر نہین۔ خود ذرات کائنات آپکو اپنا مقصد حیات سمجھتے ہین پھر آپ کی طبیعت اس قدر ٹھوس نہ ہونی چاہیئے جس مین یاس آگین آرزون پر فریب ناکامیون کی گنجایش بھی ہو سکے۔ زندگی کے آخری لمحے نہین معلوم کس کہنہ مین مدفون ہین۔ عرصہ حیات کو ابھی مدتون تک آپکے نقش قدم سے زینت حاصل کرنا ہے۔

بھائی تسمیل۔ خدارا ایسی باتین نہ کیجیے، جن کو مین ایک سفاک قاتل کی زبان سے بھی اپنی نسبت سننا نہین چاہتا۔ جواب لکھنے مین آپ جناب دلگیر کی شعریت کا تمتع فرمائین مین اپنے حسب معمول حاضر ہوا کرونگا۔ آپ کے احباب اختصار کے لئے مضطرب ہین۔ ؎ شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم۔

میری وجہ سے آپ ستائے جارہے ہین۔ ذرا سا جملہ اور اک جہان تاثیر۔ کاش آپ کی وجہ سے مین ستایا جاؤن اور مین پھر آپ سے کہون

؎ "تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر"

بدستور

خالد

ـــــــــــــــــــــــــ

بشارۂ نظام الدین حسن صاحب دلگیر اکبر آبادی اڈیٹر نقاد کے خطوط مؤلف کے نام

دفتر نقاد آگرہ، ۲۴ر اگست ۱۹۱۵ء

اب جفا سے بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ
اسقدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا

کیا آپ کی مہر خاموشی کا توڑنا میرے خط ارسال کرنے پر منحصر تھا؟ یہ سچ ہے تو مین جواب کا منتظر رہونگا۔ معلوم ہوا کہ آپ میری غیر معمولی خاموشی کا (جو مجبوری وقوع پذیر ہوئی) بدلہ لے رہے ہین۔ اچھا لیجیے خدا جزائے خیر دے۔

اگر آپ مرقع ادب پر ریویو کرانا چاہتے ہین۔ تو جواب اور تاوان سکوت دیجیے ورنہ مجھ سے نقد کی توقع نہ رکھیے۔ مرقع ادب کو مین نے "اپنی پر لطف تنہائیون" مین کہین کہین سے پڑھا۔ اب تفصیلی نظر ڈال رہا ہون، اسکی نسبت کیا رائے قائم کی، یہ آپ کے بہ منت اصرار پر بتاؤنگا۔ ابھی صرف جلانا مقصود ہے۔ دفتر الناظر جوک مین آنا مبارک ہو۔

آپکا دلگیر

دفتر نقاد آگرہ۔ ۳۰ر اگست ۱۹۱۵ء

پیارے صفدر۔ خدا خدا کر کے تمہارا خط ملا۔ تسکین دل زار کا باعث ہوا یاد رکھیے مجھے آپکا ایک خط بھی جس کا ذکر آپ اس خط مین کر رہے ہین نہین ملا ورنہ ممکن نہ تھا کہ جواب نہ دیتا۔ سخت تعجب و افسوس ہے کہ آپ کے خطوط کیا ہوئے

میری ڈاک کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

مرقع ادب پر "صلائے عام" میں ریویو دیکھا اس سے بہتر تو شاید نہ لکھ سکون لیکن ہاں کچھ لکھوں گا، اگر آپ کے توقعات اُس سے پورے نہ ہوئے تو معاف کرنا کیونکہ آجکل دل و دماغ ٹھیک نہیں ہے آگرہ کی گرمی بلائے جان ہو رہی ہے۔

مرقع ادب اردو کلاس میں سلئے جانے سے مجھے واقعی مسرت ہوئی، خدا کرے ہمارا سررشتۂ تعلیم بھی اُسکی قدر افزائی کرے جس کا وہ ہر طرح مستحق ہے۔ اور جسکی تحریک "مشرق" نے بھی کی ہے۔

محوی کا خط بھوپال سے مجھے ملا تھا۔ آج اُنکو بھی جواب لکھا ہے نقاد انشاء اللہ تعالیٰ اوائل ستمبر میں شایع ہو جائیگا۔ نقاد کا تازہ نمبر قابل دید ہو گا۔ اگست کا النظر مجھے اب تک نہیں ملا۔ اگر ممکن و مناسب ہو تو ارسال فرما دیجئے۔

"زمانہ" کے تازہ نمبروں میں آپ نے شاکر کے متعلق نظر لکھنوی کا مضمون دیکھا۔ اُس نے تو بیچارے شاکر کی رہی سہی لُٹیا ڈبو دی۔ شاکر کی اس بیوقری پر مجھے کمال ہمدردی اور افسوس ہے۔ کیا ان اعتراضات کا کچھ جواب ہو سکتا ہے مسٹر اسحاق علی آج کل کہاں ہیں۔؟

آپ کا

دلگیر



دفتر نقاد آگرہ ۷؍ ستمبر ۱۹۱۵ء

مطلب کی کہی نہ ایک ظالم،
کیا بات ہی تیری گفتگو کی،

پیارے صفدر - پرسون آپ کا لفافہ اور آج ستمبر کا النّاظر ملا - اس بات کا قائل ہون کہ طویل صفحات مین بھی حرف مطلب زبان قلم سے نہ ادا ہو سکا - اور جواب طلب امور کا جواب لیے ہے جن کو پھر نمبر وار لکھتا ہون اگر ابکی بھی اُن کا جواب دیا تو خط و کتابت بند سمجھیے۔

(۱) کسی کے امر خاص مین آپ مجھ سے مشورہ کرنا چاہتے ہین ؟

(۲) مسٹر اسحاق علی ایڈیٹر النّاظر آجکل کہان ہین ؟

(۳) جون اور اگست کا النّاظر جلد بھیج دیجیے - صرف لکھیے نہین کہ بھیجدیا بلکہ واقعی بھیج دیجیے۔

حضرت ریاض کا حال آپ کے خط سے معلوم ہو کر اطمینان ہوا - شاکر کی حالت پر افسوس ہی - کیا العصر نکلیگا ؟

... رتن کا حال پڑھکر سخت افسوس ہوا - طوفان نوح اپنی آنکھون سے آپنے دیکھ لیا النّاظر مین "ہم کوئی درماندگی مین نالے سے ناچار ہے" بغور دیکھا مجھے تو انداز تحریر سے یہ مضمون آپکا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے - کیا میرا خیال صحیح ہی - اگر صحیح ہی تو مین ایڈیٹر زمانہ اور ایڈیٹر العصر کے متعلق جو فقرے آپ نے لکھے ہین انکی خاص طور پر داد دیتا ہون ،

عنوان ... دن بھی مجھے پسند آیا اسکی سحریت کہہ رہی ہے کہ مدیر خصوصی

کے دماغ کو اس سے کوئی نسبت نہین۔
نقاد اگرچہ دیر سے نکلیگا لیکن ایسا نکلیگا کہ اہل نظر دیکھکے تڑپ جائینگے اس پرچہ کی ترتیب مین خاص مضامین نظم و نثر کے مہیا کیے گئے ہین جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین۔ میرے چند صفحے بھی آپ کے پڑھنے کے قابل ہین۔

شاہ دلگیر

دفتر نقاد آگرہ - ۱۲ ر نومبر ۱۹۱۵ء

پیارے سخت آشوب چشم مین مبتلا ہون۔ آپ کا خط دیکھنے کے لئے آنکھین ترس رہی تھین اور دل بیتاب ہو رہا تھا۔ مگر خط کس وقت ملا جب " دل گیا اور آگئین آنکھین " مختصر نویسی کو معاف کرنا اسلیے کہ معذور و معطل ہو رہا ہون۔

آپ کو شاکر اور مجوی وغیرہ سے دریافت کیا کہ کہان ہین لیکن کچھ جواب نہ ملا۔ اسلئے خاموش ہو رہا۔ بہرحال آپ نے مجھپر احسان کیا کہ خیریت سے مطلع کیا۔ آپ کی حالت قابل رحم ہے خدا صبر دے۔ برا نہ مانو تو ایک بات کہون۔ اس افسردگی کے انقطاع کا شرعی علاج قابل ہے۔ اگر جی چاہتا ہو تو کہین اور سلسلہ کر لو اور جلد۔ خوش ہوا کہ آپ کا تعلق مشرق سے ہو گیا وہان آپ خوش رہینگے۔ آگرہ آؤ تو فقیر کی مسرت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

وہ تون مطلعے نہایت پاکیزہ ہین خصوصاً اس مطلع کی بے ساختگی تو مارے ڈالتی ہے

؎ گیا اب آفتاب حشر کا بھی جلوہ گر ہونا   شب فرقت ہماری ہے یہ کیا جانے سحر ہونا

یہ کیا جانے سحر ہونا، یہ ٹکڑا قیامت کا ہے جس سے آپکی کہنہ مشقی اور نازک خیالی کا ثبوت مل رہا ہے میری غزل تو نقاد مین دیکھی ہو گی شاید پسند نہ آئی نقاد انشاءاللہ تعالے جلد شایع ہو گا۔   دلگیر

آگرہ، ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء

با مروّت صفدر - نوازش کارڈ اور حسن ادب دونوں ملے۔ کس کس کا شکریہ ادا کروں؟ اگر میں مولوی انعام اللہ خاں صاحب عارف سے آپکی بے اعتنائی کی شکایت نہ کرتا تو یہ دونوں مجھے نہ ملتے بہرحال میں آپکی یادآوری کا ممنون ہوں۔ مرقع ادب کی ترتیب پر مبارکباد دیتا ہوں۔ میرے خط اس میں سے نکال دیجیے انکی اشاعت موزوں نہیں۔ خدا جانے وہ میں نے کہاں اور کس حالت میں لکھے ہوں مجھے رسوا کرنے سے کیا فایدہ؟

ہندی کے خط مجھسے ہوش بلگرامی نے منگوالئے۔ وہ انکے خطوط کا مجموعہ شایع کرنے والے ہیں۔ یہ مِس مریم کون ہیں۔ پورا پتہ دیجیے۔

حسن ادب دیکھا رئیس التحریر نیاز کے جواب میں ملک التحریر شوکت خوب ہے بشرط فرصت اسمیں کچھ لکھونگا۔

حضرت ریاض کا یہ مطلع سہ
بھول جائیں گے خدائی کا فرا میرے بعد
یاد آئیگا بتوں کو بھی خدا میرے بعد

اس سے قبل مشرق میں پڑھ چکا تھا۔ لاجواب کہا ہے۔ میری طرف سے داد دیجیے آجکل کہاں ہیں گورکھپور میں یا کہیں اور۔ محوی مدت سے لاپتہ ہیں آپ کو کچھ خبر ہو تو بتایئے۔ مجبوب سے ملاقات ہو تو میرا اسلام شوق کہیے۔ برابر یاد فرماتے رہیے۔

بدستور

دلگیر

ڈاکٹر محمد عبدالغفور صاحب بسملؔ رضا بریلوی کے نام

آگرہ - ۸ - جولائی

پیارے بسملؔ - آپ کا عنایت نامہ ۲۸ - جون کو مجھے مل گیا تھا - جواب آج دیتا ہوں - کیا بتاؤں موسم نے کسقدر پریشان رکھا - اب بھی حواس ٹھکانے نہیں - گرمی کا پارہ ۹۹ درجہ تک چڑھا ہوا ہے - دل سے شعلے نکل رہے ہیں - جیسا جی چاہتا ہے شائد جواب ویسا نہ لکھا جائے معاف کرنا کہ دل محرر میرے قابو میں نہیں -

روز روز کے اضمحلال اور دل کی افسردگی نے آپ کو اسٹیشن پہنچکر رخصت نہ کرنے دیا جسکا آج تک ملال ہے - ہائے رے مجبوری - افسوس ہوا کہ آپ متالم رہے اور میں - خدا شادکامی کے سامان پیدا کرے - دلگیر ہمیشہ غمزدوں کا شریک حال ہے - وہ زمانہ کا ہم مشرب نہیں - اس لئے - ع

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں

دلگیر

آگرہ - ۱۰ - نومبر ۱۹۴۲ء

عزیز بسملؔ - انتظار کے بعد محبت نامہ ملا مسرت ہوئی - بریلی میں آپ بہت مشغول و منہمک ہیں کسقدر مسرت ہے - ؟

کل ۹ - کو یارانِ نجد کے ساتھ سینما دیکھنے گیا تھا شکنتلا کا فلم تھا - اسٹیج اسطرح بھرا ہوا تھا جسطرح کسی حرماں نصیب عاشق کے دل میں حسرت و ارمان کا ہجوم بسملؔ

یقین کر دکھایا کہ قدرتاں ٹوٹ پڑا تھا۔ ہائے یہ اجتماع رنگ و بو بھولنے کی چیز نہیں
ساری رات تھوڑی ترنج کے رنگ میں ڈوبی ہوئی۔ جہاں ہم جا کر بیٹھے وہاں ایک
سترہ برس کی دوشیزہ کی برق نظر نگاہوں کو خیرہ کئے دیتی تھی۔ یہ کلی کشمیری گلاب کی تھی
جس کی بھینی بھینی خوشبو نے یاران نجد کی حالت تباہ کر دی۔ سب کی نگاہیں اُسی برق
حُسن کی طرف سمٹ آئیں۔ سنبل بار کر وہاں کی شگفتگی ایسی تھی۔ جو ہمارے تو بیہوش ہی
ہو گئی تھی۔ تم اس کے شباب کا قہر شباب کا عالم دیکھتے تو زندہ نہ رہ سکتے۔ تماشے کے اختتام
کے بعد اہل تماشا نے کئی زندہ لاشیں باہر نکلتی ہوئی دیکھیں۔ تم جان گئے ہو گے کہ وہ
لاشیں کس کی تھیں۔ میں اس کافر کی آنکھوں کے شبنمی سیل کو دیکھتا تھا اور بار بار تڑپ تڑپ کر یہ
شعر سناتا تھا:

مستی سے اِس نگاہ کی بے تحت خبر　　دُنیا تمام زیر و زبر ہو گئی

یہ شعر ستانے لب و لہجہ میں پڑھ پڑھ کر میں نے کائنات کی آنکھوں میں نیند طاری کر دی۔ سارا
اسٹیج سو رہا تھا اور پیارے شگفتہ (آہ) کے سوا کوئی بیدار نہ تھا۔ اس خواب کو آنکھیں ہمیشہ
یاد رکھیں گی۔

آج دیوالی کی رات ہے۔ شہر میں چراغاں ہو گا اور پریاں سیر کرنے باہر نکلیں گی۔
یارانِ نجد بھی گشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آج دیکھئے کتنی بلاؤں کا سامنا ہوتا ہے۔ فردا
شب بعد کو لکھوں گا، ہمیشہ یہ رات اپنی ایک مستقل یادگار چھوڑ جاتی ہے۔ الف لیلہ کی طرح
اگر میں چاہوں تو دیوالی کی راتیں لکھ سکتا ہوں۔ ع

اس کی ہر رات سے ہے ایک کہانی پیدا

خرد نامہ انشاء اللہ تعالیٰ نومبر میں شائع ہو جائے گا اور نئے سامان [illegible]

کے ساتھ۔

آپ کبتک آگرہ تشریف لائین گے۔ ملنے کے لئے بیچین ہون۔

بدستور آپ کا

دلگیر

آگرہ۔ ۲۵۔ نومبر ۱۹۲۲ء

عزیزی۔ محبت نامہ اور مخزن دونون ملے شکریہ توجہات

وصل کی شب کی درازی کا لطف آپ کیا جانین؟ ابھی آپ کی جوانی معصوم ہے اس بلائے کامرانی کو رندان بلاکش سے پوچھئے۔ میرے ہذیانات کی آپنے قدر کی۔ عجب فسانۂ شب دلگیر آپ سے نہ سنا جائے گا۔ آہ! حسن موٹرون مین تھا۔ عشق [illegible] مین تھا۔ حسن فٹنون مین تھا!! یارانِ تجد ساتھ تھے۔ ایک بازار سے "محمل" گزرا۔ نگاہین جذب ہو کر رہ گئین۔ یہ نہ پوچھئے اس مین کیا تھا؟ کون تھا؟ ؎

آغازِ عشق عشق کا انجام ہوگیا
پہلی نظر مین اُنکی مرا کام ہوگیا

ایک سروِ زرین مگر بلا کی چیم خم۔ قیامت کی توڑ مروڑ۔ وہ کشیدہ قامتی۔ وہ لہرین لینے والی کمر! اُف اُف آسمانی ساری مگر زمین والون کے لئے بلائے ناگہانی۔ سر کھلا، سر کا ایک ایک بال کھلا۔ چوٹی کھلی اور اُس کا ہر ہر پیچ و خم کھلا۔ گردن کھلی، اور اُسکی رگون کا ہر ہر جال کھلا۔ سینہ کھلا اور اُس حدتک کھلا کہ اگر اسکے آگے ذرا اور کھلجائے تو دیکھنے [illegible] شرما کے خود آپ ہی جھک جائین۔ یہ بھی اُسوقت تک کا حال ہے [illegible] نظر چار نہین ہوئی کیونکہ تصادم نگاہ کے بعد کس کا فر کو یہ ہوش رہا ہو کہ ہم کہین بات بھی [illegible]

مہربان بسمل! تمہارا دل کا ٹوٹنا ہوا یہ نہیں بھی بسمل گر ہو سکا آہ شبنم طوفان - مین تو اسی مین غرق ہو کر رہ گیا - فنا ہو گیا - ع

کہیں گے نوشاہی تیرے جلووں کا کس کو ہوش ہے

نیرہ اشعاروں کا سلام قبول کیجئے جو دیوالی کی رات کے بعد بالکل مردہ ہین - مخزن دیکھا تنقید بالکل فضول ہے تمہاری نظمیں تمام تر ہیں - ہرگز اسکا برا نہ ماننا چاہیے -

ڈاکٹر مسٹر حسیب اشکید آگرہ آئے ہوئے ہین - مجھ سے دو بار مل چکے ہین - ابھی دو ایک روز اور قیام کرینگے مجھ سے ملنے کا ارادہ ہے - آج صبح کی ملاقات مین وہ مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ کلکتے کے بازار مین ایک صاحب تسخیر درویش شمس الدین نامی رہتے ہین جن سے بسمل صاحب نے میرا تعارف پہلے کرایا تھا آپ کو معلوم ہے کہان رہتے ہین؟ سوچئے ایسی حالت مین ان درویش سے اپنی لاعلمی ظاہر کرون اور کیا جواب دے سکتا تھا - آپ نے مجھے ان درویش سے نہین ملایا - آفتاب کو چھپایا غضب کیا شمسی دور مین یہ اندھیر!

تمہارا پرستار - دلگیر

آگرہ - ۱۲ - دسمبر ۲۶ء

عزیزم بسمل - خدا خدا کرکے آپ کا خط ملا - یہ کہیے کلکتہ تشریف لیگئے تھے پھر بیمار ہو کر یہین نہ آئے بیمارون سے ملنے کا نتیجہ یہی ہے - سنتا ہون سارا پنجاب امنڈ آیا تھا تعجب ہے کہ اس ہجوم مین آپ کھو نہین گئے - میرا تو پتہ بھی نہ لگتا - آہ! یہ کیا کہہ گیا - ع

پکڑ نہ لے مجھے خدا کرے کوئی

آپ کی امید آخر کیا مین دریافت کر سکتا ہون؟؟ میرے خط کا کچھ جواب نہین -

صرف اتنا ہی لکھ کر ٹال دیا۔ وہ آپ کے تحفہ [illegible] اگر آپ میری [illegible] [illegible] آپ
اختصار کا جواب میں بھی مختصر نویسی سے دیتا ہوں تو [illegible] [illegible] [illegible]
نجد کا جگ ٹوٹ گیا۔ مقدس [illegible] سمجھا جاتا ہے۔

آپ یہ سنکر خوش ہونگے۔ سال نو سے اختر کل [illegible] [illegible] سے
میرے پاس آیا ہے۔ اتفاق بھی [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ ۳۰۔ دسمبر تک شائع [illegible] [illegible]
کے لئے ابھی سے تیار رہیئے۔

خالد کو خط لکھئے۔ اب جواب دینگے۔ اختر کے لئے کوئی نظم ضرور لکھیئے۔ [illegible]
مخمور شام میں پر نظم معرا لکھ رہے ہیں۔ آپ صبح انگا لکھئے کہ میں [illegible] ذات کی فہرست نکال
لیجئے۔

جواب محبت

دیگر

آگرہ-۲۲-دسمبر ۱۹۳۲ء

عجب حسن اتفاق ہوا۔ کل آپ کا خط اور [illegible] [illegible] بھیجا [illegible] [illegible]
مسرت ناقابل اظہار ہے شادی کا افسانہ اور فلسفہ دونوں معلوم ہوئے۔ [illegible] [illegible]
بدستور قائم رہی۔ میں سمجھا تھا کہ یہ عقد بند [illegible] (!) [illegible] ہوا ہوگا لیکن۔ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

رفیق نبیل کا یہ حسن سلوک کہ وہ آپ کو کبھی تنہا نہ چھوڑیں آپ کی " وحشت " [illegible] [illegible]
کا (معاذ اللہ) بہترین علاج ہے!!

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

خزین بنارس کی خاک پاک میں آلودہ ہے۔ غیرت عشق نے گوارا نہ کیا [illegible] لگیر کا

سرِ شوریدہ گنگا جی کی بیتاب موجون کی نذر ہو۔

کہین سے ایک خط آیا ہے جی نہین چاہتا کہ اُس کے لطف مین تمھین نہ شریک کرون۔ لہٰذا بجنسہٖ نقل روانہ کرتا ہون۔ اُس طرف دیکھئے۔

شاہ جی:

مین بھی ہون ایک عنایت کی نظر ہونے تک

آخر عدالت کی طلعت ریزیان محبت سوز کیون ہو؟ آنریری مجسٹریٹی کا خدم و حشم دیرینہ الطاف و کرم کیون محو کرے۔ غرور و ناز آپ کا جب بجا ہو سکتا ہے جس روز آپ کی مہر نگار کرسی کے دو طرفہ کچھ ساری باز کچھ سایہ پوش خواتین بہ ہزار ناز و عشوہ گری استغاثہ دائر کرین کہ یہ وہ کترہ کے کنھیا ہمارے دل چرا لیگئے۔ آپ دلا دیجئے اور اس شہادت مین مجھے پیش کرین پھر مزہ آئے۔ بہر حال اس عزت افزائی کی مبارکباد قبول فرمائیے۔

افقِ اکبرآباد پر ایک نگارِ آتشین رخ عنقریب نمودار ہونے والا ہے۔ کیا مین امید کرون کہ نقاد کی دل آویزیان اس دوشیزہ مین نظر آئینگی۔

ظالم! تجھے خبر ہے کہ کیسی کیسی لطیف الجثہ ہستیان تیری جادو بیانی کی منتظر ہین اچھا تو ہی سپر ڈال دے اور اپنا دل در دستِ اور اپنا خامۂ خونچکان کسی کے سپرد کر دے ...... مین احسن کی ذات غنیمت ہے کبھی کبھی شام کے وقت اُسی .... دار المطالعہ مین بزمِ احسن منعقد ہو جاتی ہے اور دو چار مضمحل صورتین ایک کھوئی ہوئی روشنی اور ایک جلوۂ گم شدہ کے ماتم مین نالہ و شیون کر لیتی ہین سکاش ...... کا قلم دلگیر کی خاموشی کی تلافی کر سکے۔

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

تفریح سے پتہ چلا کہ یہ خط کس کا ہے؟
خورشید بیگم آج کل بلا وجہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں اور نقاد کی کاپیاں [illegible]
ویسے اس وجہ سے نہایت افسوس [illegible] نقاد [illegible] میں شائع ہو سکے گا۔
خالد کے شکوے کے معنی میں چاند [illegible] پیدا ہوا [illegible] سے اچھا آگیا۔ گو
ذریعہ [illegible] اگر انھیں بڑا صدمہ ہے۔ فوراً خالد کو تعزیت کا خط لکھو تم سے
ملنے کے لئے بیچین ہوں کبھی ایک جگہ قیام کرو تو آؤں۔ برابر یاد کرتے رہو۔

ہمیشہ تمہارا [illegible]

آگرہ ۔ ۔ جنوری ۱۹۲۱ء

حبیبی
میں منتظر ہی تھا کہ آپ کا محبت بھرا خط ملا۔ وجہ دلگیری ظاہر ہے۔ مجھے بھی آپ کے
جانے کا بڑا قلق ہے۔ اب کوئی [illegible] نہیں رہا۔ یہاں سے چلے جانے کے بعد [illegible]
[illegible] سے [illegible] پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی [illegible] دور کرنے کے لئے میں
اپنے عزیز دوست مولوی [illegible] صاحب [illegible] لکھنوی سے آپ کا تعارف کراتا ہوں
[illegible] الہیات سے بھی کچھ تعلق ہے۔ اگر یہاں پتہ نہ چلے
تو مولانا آزاد سبحانی سے ان کا پتہ پوچھ کے ملئے۔ میرے مخلص ہیں اور نقاد کے شیدائی
[illegible] آپ تحریک کی رنگین صحبتوں سے خوش ہوں گے اور ان سے مل کر ان پر
[illegible] ہوں گے میں انکو علیحدہ خط لکھتا ہوں۔ آپ سے ضرور ملیں۔ قریب سے
[illegible] ہیں [illegible] اس فقرے سے دل پر بجلی گر گئی۔ آپ کے قتل کرنے
میں کوئی [illegible] نقاد رسالہ ہے پتے کی لاعلمی کی وجہ سے ترسیل نقاد میں آنے میں دیر ہوئی

ورنہ کب کا تیار رکھا تھا: "امید آخر" بتایئے تو مجوب عالم شاہ سے دعا کی سفارش کروں۔ ...... "تمام کان پور پر بجلی کی حکومت ہے" مجھے نہ لکھ کر یہ فقرہ برباد کر دیا۔ جن کو لکھا ہو وہ لطف بھی نہ اُٹھا سکینگے۔ کہیے قیام کہاں ہے؟ سیول لائین یا کہیں اور؟

حضرت اکبر بڑے اصرار سے مجھے الہ آباد بلا رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے جانا ہی پڑے گا۔ اِسی جنوری میں نہ ایسی میں چند گھنٹوں کے لئے آپ کے پاس بھی ٹھہرونگا

دل سے نزدیک

دلگیر

آگرہ ۹ فروری ۱۹۲۱ء

میرے بسمل۔ میری عدم موجودگی میں ایک دستی لفافہ ورگتے اور کل ایک کارڈ بذریعہ ڈاک ملا۔ میں نے ۲۸ دسمبر کو آگرہ چھوڑ دیا تھا اور کل ہی اپنے طویل سفر سے واپس آیا ہوں خبر نہیں کہاں کہاں پھرا صرف اتنا معلوم ہے۔ ؎

"اُڑائے پھرتی ہے ہر سو ہوا کی رنگ وبو مجھکو"

میں مجنوں نہیں جو دعوت شادی میں پائے رہائے جگر اور لخت دل قبول کروں۔ میں تو وہ چیز چاہتا ہوں جو نظر کو فرحت اور قلب کو تازگی دے۔ آپکی غم بیز داستان کس طرح سنتا؟ آپ نے کبھی سنائی بھی؟ شریک غم کیسے ہوتا۔ جب میں غم ہی سے ناواقف رکھا گیا چپکے چپکے شادی کر لینے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے، مشورہ لیتے شریک کرتے تو تہیۂ طوفان کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ ؎

چرا کارے کند بسمل کہ باز آید پشیمانی

خالد کو لکھ کر جواب طلب کروں گا۔ یہ مصرع آپ پڑھئے۔ ؎

شاید رسید بر لب تمر النساء لبم

مین اسطرح پڑھ سکتا ہون ع اگر رسید بر لب تمر النساء لبم

رشک آئے تو مین ذمہ دار نہین۔

اس سفر مین بنارس بھی جانا ہوا۔علی الصباح گنگا جی کے درشن۔اشنان کرنے

والیون کی ایک ایک ادائین قیامت سے کم نہین۔لب دریا وہ جھگھٹے تھے کہ دیکھنے والونکی

نگاہین محو حیرت ہو کر رہ جاتی تھین۔آہ ساحل کی یہ رنگین فضا اور دل دلگیر:

اصلیت بھی ہو کچھ اسکی یا افسانہ ہے خواب کا

بس کشمکش حیات سے کبھی فرصت ملے تو کاشی جی کے کنارے یہ دلفریب نظارہ

تم بھی دیکھو۔

ساریان قوس قزح کے رنگ مین ڈوبی ہوئی۔ساحل گنگا کی پیداوار میرا شعر ہے

اس کی رنگین صباحتون کے نثار

صبح کے وقت وہ گلاب کا رنگ

بنارس کی راتین سینما مین گذرتی تھین۔یون کہئے کہ صبح مشرق مین ہوتی تھی

اور رات مغرب مین۔

پیارے سچ کہتا ہون قوت انتخاب مجروح تھی سمجھ مین نہین آتا تھا کہ رعنائی کو اپنے

دل مین جگہ دون یا حسن پرتمکین کو ع

شور سے ہوتے ہین رعنائی و زیبائی مین

دل مین اس کا ہو گزر آنکھون مین گھر اسکا ہو

سینما مین ایک آنکھ دیکھی جس مین شبنمی سیل تھا۔اور آپ جانتے ہین۔مورد شبنم طوفان،

مین نیم جان تو ہو ہی چکا تھا - اس طوفان مین ڈوب گیا - غرق ہو کے رہ گیا ؛
ایک رات ایک پیکر رعنا کو شب خوابی کے لباس مین اس طرح دیکھا کہ تخیل کے لئے کچھ باقی نہ رہا - اب تک وہی خواب شیرین دیکھ رہا ہون - خدا کرے حشر تک جاگون !

شب ہجران کے جاگنے والے
ایسے سوئے کہ کچھ خبر نہ ہوئے

بسمل یاد کرتے (بنارس مین) منزل عشق مین، ہر ہر قدم پر مین تمھارے خیال سے وابستہ تھا گویا تم میرے ساتھ ہوتے تھے -

نقاد انشاء اللہ تعالیٰ آخر ماہ تک آپکے دست مبارک مین ہوگا - آپ ہی آئینہ ہین -

دلگیر

آگرہ - ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء

قائل بسمل -

محبت نامہ بالکل مایوس ہونے کے بعد ملا - مین سمجھ چکا تھا تم بقید حیات نہین فطرت نے میرے خیال کو غلط ثابت کیا - اس تم ظریفی کا قائل ہون - عنوان کا شعر تم نے غلط لکھا جسکے تمام الفاظ شرمندہ معنی نہین - طویل خاموشی کا عذر - عذر لنگ ہے - نہ کرتے تو اچھا تھا - تبادلے نے خامہ فرسائی نہین ہو سکے !

چاندنی راتون مین صحرا نوردی کرتے ہوئے اکثر (!) میری یاد نے تمھاری خاطر حزین مین گدگدیان پیدا کی ہین جھوٹ - اختر ! مجھے ایک سانس کے لیے بھی حقیقت نہین غم سناؤ گے یا داستان شادی (قصہ شب عروسی) سننے کے کان مشتاق ہین -

بسمل، افسوس بغیر مجھے شریک کیے مسرت نامہ شادی کر بیٹھے - اچھا ... [illegible]

آپ تو خفا تھے نقّاد کس طرح نکلتا۔

خالد بھی عرصہ سے کھوئے ہوئے تھے۔ تمھارے ساتھ اُنکا بھی پتہ لگا ہی حُسنِ اتفاق دیکھئے دونوں کے خط ایک ساتھ مجھے ملے۔ خالد کی گُل افشانی دیکھئے۔

"زندگی سے بیزار رہنے کا موقع نہیں!"

باقی ابھی ہے منظرِ دنیا ابھی نہ جا

اے تماشاگاہِ عالم روئے تو، مجھے ایک نظر اُنکے دیکھنے کی تمنا ہے لیکن اس کی خبر نہیں خود آپ کے آئینے میں کتنے جذبے تڑپ رہے ہیں۔ آپ کی آرزو اور پوری نہو کسی طرح ممکن نہیں گریبان پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہوں کہ ارضِ تاج میں پہونچکر ٹکڑے کردوں موسمِ گُل آیا ہی چاہتا ہے ؎

منتظر موسمِ گُل کے ہیں ترے دیوانے

ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں گریبانوں پر

نقّاد آہ نقّاد کب تک شائع ہوگا۔ مجھے دیکھنا منظور ہو تو انتشارِ ادب کی روح نوازی فرمائیے اُف آپ نے ایک دُنیا کو دلگیر بنا دیا۔ عزیزوں کی ہڈیاں ساحل کی نذر ہیں۔ پھر نہ کہیئے گا کہ آگرہ محیطِ محبت نہیں"۔

اگر مجھے ایسی رنگین ... . قسم نہ دلاتے تو واللہ خط اب بھی نہ پاتے۔

دل سے قریب

دلگیر





آگرہ - ۱۰ مئی ۱۹۲۲ء

بسمل پیارے - محبت نامہ عرصہ کے بعد ملا - تہنیت عید کا شکریہ کس طرح ادا کروں!
حیران ہوں - خوش ہوں کہ میری یاد ابھی تک آپکے دلمیں باقی ہے - ع

لے میں قربان تری الفت کے

"آبسمل" اللہ دستگیری وہ دھوم نہیں" - خدا جانے اس مصرع کو پڑھ کر کیوں دو آنسو بے اختیار آنکھ سے نکل پڑے - خدا آپکو جزائے خیر دے -

میں جنوری میں رائے بریلی کو گیا تھا اور اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ یہیں ہیں تو بغیر ملے ہرگز واپس نہ آتا - نہ مل سکنے کا افسوس رہ گیا - ~

کبھی یاس ہوتی نہ اپنی امید
تغافل سے تیرے مگر ہو گئی

"خود بخود ہنسنے سے یہ بہتر ہے کہ دوسروں کے آنسو پونچھے" ناصر علیت آتی تو ہو نہایت پاکیزہ خیال ہے - اس ادائے بیان کا کیا کہنا - میری خیریت کیا پوچھتے ہو! ~

کچھ حالت دردِ دل نہ پوچھو
زندہ ہوں کمال کر رہا ہوں

بارش شروع ہو جائے تو آگرہ آیئے یا آموں کی فصل میں مجھے رائے بریلی بلوایئے ....

میں جس طرح آپ جلوہ گر ہوئے ہیں لائق افسوس ہے ؟

کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو

آپ کیا اپنی قدیم نگارش بھول گئے؟ صلائے عام میں - ایک بات یہی تھی وہاں بسمل تو تھے مگر نگار میں صرف .... یہ جیت تھوڑی نہیں تو اور کیا ہے - اچھا خاصہ

انسان ہیولیٰ بنکر رہ گیا۔

بیگم بسمل کی خیریت نہیں معلوم ہوئی اب مزاج کیسا ہے؟ میرا سلام کہئے۔ اور جلد جلد یاد فرماتے رہیئے۔

بدستہ آپ کی دستگیر

لسان الملک حضرت ریاض کا خط

عالیجناب چودھری شفیق الزمان صاحب تعلقدار کے نام

مدینے کی گدائی کر کے میں خوددار ہو جاتا

کہاں کا طور گھر بیٹھے مجھے دیدار ہو جاتا

خدا توفیق دے تو سب کچھ ورنہ افلاس میں خودداری معلوم، مقدمہ کی مصیبت نے کہیں کا نہ رکھا ؎

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

آپ کا نوازش نامہ دیر میں ملا تجویز نوسلی چودھری نعمت اللہ صاحب کی خدمت میں بھیجدی ہے، معلوم ہوا سینیر وکلا میں عہد ہوا ہے کہ کوئی قانونی محنتانہ سے کم نہ لے، چودھری صاحب سا شریف النفس کم نہ لینے کو شائد یوں بنا ہے کہ کچھ نہ لے۔

میں نے سنا میرا پارۂ جگر وسیم صاحب کے ساتھ سیکرٹری کو فروغ دے رہا ہے ممکن ہو کہ میرا جگر پارہ میرا ہو رہے اللہ عمر و اقبال میں برکت دے اور کامیابی کا سہرا میرے سہرے کی طرح ہمیشہ اسکے سر رہے۔ آمین

اِس مرتبہ معاملا آخر ہے آپ ہی پر سب بار ہے۔ مجھ سے اپنے لئے تار کفن کی بھی تدبیر نہیں ہو سکتی، بعد تعطیل آؤں گا اور خود کو مع کاغذات آپ کے سپرد کر دوں گا۔ لکھنؤ میں قیام کی صورت تو ہے جناب راجہ صاحب بہادر فرما چکے ہیں وہاں کہاں ٹہینگے کیا اس مشکل کو بھی سرکار آسان کر دینگے۔ آپ کی توجہ بھی شریک حال رہی تو کام بنا رکھا ہے۔ "بنا رکھا ہے" لکھ کر اس ردیف و قافیہ کا مقطع یاد آگیا ؎

خوف کیا حشر کا دن رات پیو خوب ریاضؔ
دیر توبہ کی ہے سب کام بنا رکھا ہے

اِس مرتبہ حاضر ہو کر مقدمہ کے ساتھ دیوان کا معاملہ بھی طے کرنا ہے۔ دنیا ہو نہ ہو ریاضؔ ہو اور ریاضؔ کا شفیق۔ مولانا نجیب اللہ صاحب کو سلام شوق۔

ریاضؔ خیرآبادی

۲۵ دسمبر ۱۹۲۴ء

سید مقبول حسین صاحب وصل بلگرامی کے نام

مقبول نا مقبول۔

سخت اذیت رساں ہو۔ قافیہ بدلکر اس قدر اصرار کے ساتھ تکلیف دینا کس لئے تھا جو بصورت دوست کے بیجا غمزے اٹھانا اسلئے ہے کہ اُسکا تعلق کسی ایسے شخص سے ہے جو ریاضؔ کی طرح ایک دنیا کو محبوب ہے۔ میں کل ایک تار کے جانے پر لکھنؤ آیا، امیر خلف وسیم سے معلوم ہوا کہ ۲۶۔ فروری کو گاندھی صاحب کے جلسے میں شریک ہونے مولانا بھی آئینگے، تم لکھتے ہو زندہ رہا تو یہ اچھا رہا تو ۲۸ کو لکھنؤ آکر دو دانہ گر یکھ پڑ رہوں گا۔

ہیں پڑ گیا مولانا ابھی آتے ہیں نامعقول دوست کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی تو مولانا کے آنے پر یہ مجھ سے بری طرح پیش آئے گا شب کو فکر کی پچھلے پہر سے شعر کہے۔ اس وقت بھیج رہا ہوں۔

نامعقول دوست، نامعقول ردیف، وقت کم، دماغ بیکار۔

خدا کرے سراپا ناز دوست کو پسند آئے، ارے کمبخت تیری صورت بری ہے۔

تو معاوضے میں کوئی اچھی صورت دکھا دیا کر۔ ریل کے واقعے سے شکایت کی تلافی نہیں ہوتی۔ بڑھاپے نے اعتبار قائم کر رکھا ہے۔ ایسی مبارک جدائی بھی نہیں کہ کسی کو بدگمانی کا موقع ہو، خدا کرے اب بالکل صحت ہو، کوئی شکایت باقی نہ ہو۔ مولوی صاحب آئے تو ۲۳ کو میں گھر کے پورے جانے کے لئے ساتھ نہ دے سکوں گا، شاید تمہارے پہونچنے پر پہنچ جاؤں۔

اتنا شوق ہے کہ مولانا کی صورت دیکھ لوں، بات کرنے کو ان سے جی نہیں چاہتا حالانکہ صورت سے زیادہ مزا ان کی باتوں میں ہے، لیکن بزم میں جب تک تجھ سا رقیب نہ ہو کچھ لطف نہیں خدا کرے وہ ہوں اور تو ہو۔ ع

میں بھی اگر نہ ہوں تو کچھ ایسا حذر نہیں

فصل تخفیف میں گزر رہی ہے۔ آخری زندگی کے دن کاٹنا مشکل ہو گئے ہیں اللہ خاتمہ بخیر کرے۔

تمہارے ناز اٹھانے والا

ریاض

لکھنؤ ۲۳۔ فروری ۱۹۳۱ء

مولوی سید سبحان اللہ صاحب رئیس گورکھپور کے نام

مولانا تسلیم۔

کل کارڈ میں کیا لکھ سکتا تھا۔ اُس کا عدم وجود برابر، ابتک پاؤں میں لنگ سے ورم ہے، ورنہ بہت پہلے آستان بوس ہو چکا ہوتا، پرسش نہو تو پروا نہیں، جاؤں اور جھڑک دیا جاؤں تو اثر نہیں، سگ در کو غیرت سے کیا کام، یہ وصل بہت ہی نکما آدمی ہے، مجھے اطلاع دیتا تو میں ضرور لکھنؤ سے ساتھ ہو لیتا۔ بلکہ میں تو لکھنؤ میں موجود ہی تھا۔

وصل نے کارڈ میں لکھا "سنا ہے گلچیں جاری ہو گیا" آپ کو توجہ ہوئی تو ضرور انشاءاللہ جاری ہوگا۔ وصل کی مستعدی کی ضرورت ہے۔ چھپائی اچھی ہو۔ کمیٹی کی ضرورت ہو ترتیب اچھی ہو، کلام اچھا ہو، کلام کے لئے وسیم و واقف کو خطوط میں زیادہ وقت صرف کرنا ہوگا لکھنؤ کی مختصر پارٹی انکی تحریک سے مستعد ہو جائے گی۔ وصل کو بھی فراہمی کلام کے لئے تکلیف کرنا ہوگی۔ مضامین کے لئے تلمذ۔ فاروق۔ کامل یہ پرچہ کو چار چاند لگا دینگے شعراء کے منتخب کلام کے لئے بھی کمیٹی ہوگی۔ صدر آپ مسٹر فاروق مسٹر کامل مسٹر وصل مخصوص اراکین، انکے سوا جنھیں آپ بڑھا لیں، یہ سب کچھ ہوا تو گلچیں معرکۃ الآرا پرچہ ہو جائے گا۔ ہزارہا کی اشاعت چند روز میں لازمی۔ یونیورسٹی دکن سے تعلق ہو جائے تو بعید نہیں مگر یہ سب کچھ آپ کی توجہ پر منحصر ہے مصرع طرح جو دیا گیا ہے، بہت ہی شگفتہ زمین ہے شعراء پوری قوت صرف کرینگے اگر کریں تو ان کی حوصلہ افزائی کے لئے اور تدبیریں بھی ہیں۔

پہلا نمبر کے لئے جناب کی طرف سے اعلان کر دیا جائے کہ تین کلام انتخاب کر کے
تو اس شعراء اپنا کلام خود منتخب کر کے بھیجیں۔ پہلے نمبر کے بعد یہ صورت ہو کہ ہر شاعر
کی غزل انتخاب میں سب سے اول آئیگی مبلغ [illegible] روپیہ مولوی محمد سبحان احمد خان صاحب
[illegible] گلچین کی طرف سے بطور صلہ کلام پیش کیا جائے گا۔ اسی طرح سالانہ ہر سال کے [illegible]
نمبر کے واسطے ایسا ہی اعلان ہو۔ اور اگر ہر پرچہ [illegible]
جو پوری توجہ گلچین کی ہر طرح میں صرف کرے۔ اسلئے نہیں کہ صلہ ملے گا۔ بلکہ یہ صلہ
کی اشاعت اخبارات میں گلچین کرے گی۔ دیکھئے تو بازار سخن میں کسقدر گرمی پیدا ہوتی [illegible] باقی
ہے۔ یونیورسٹی سے بھی خدمت زبان کا یہ کام اس طرح نہیں بن سکتا جس طرح آپ نے
مربیانہ تعلقات سے گلچین کو گلدستہ بنا رکھا ہے۔

اگر آپ اس تعداد اہتمام توجہ خاص کے ساتھ اپنی ضروریات کے لحاظ سے نہ رکھ
سکیں تو معمولی طریق پر گلچین جاری ہونے دیجئے اگر ترقی کر گیا تو خیر ورنہ۔

چشم ما بیا این خواب پریشان دیدہ

تفصیل سے [illegible] اٹھانے کے لئے جس طرح تمہید گلچین کو تیار رہنا چاہئے ورنہ
کام نہ چلے گا وہ [illegible] ہر شخص [illegible] کسقدر لغویت کو لئے ہوئے۔ ایک بات اور
خیال میں آئی شاعرہ [illegible] بعض [illegible] خوش فکر بھی [illegible]
احسن آ گئے تھے، وسیم و واقف نے بھی غزلیں کہی ہیں آپ سب [illegible] پر نظر ڈالیں۔
بیشک جلیل، وسیم، واقف، دبیر تینوں خوب ہیں [illegible] تحقیق [illegible]
مختصر مضمون کے ساتھ دیا کیجئے۔ اسلئے کہ جن شعراء کے اب تک تذکرے نہیں [illegible]
کہیں جو کچھ چھپے ہیں وہ بھی گلچین کی اشاعت تک تازہ فکر کے سامنے [illegible]

کے اُبھارنے کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

خیر اب مین اس قصہ کو ختم کرتا ہون گلچین جانے اور اُسکے ساتھ تعلق رکھنے والے ہماری دولت تو آپ ہین (گورکھپور والی پرانی دولت نہین آپ کے بچپن کی بات ہے) نہ وہ دولت جو ایمان فروش وصل نے بالا مئو کے اسٹیشن پر مجھے دکھائی تھی تعلق اس کا بھی گورکھپور سے تہا۔ ہر فتنہ کہ می خیزد از کوئے تو می خیزد۔ مین آپ کو سب سے الگ کر کے دولت دین کہدون سہ

پاتا ہون اُس سے داد مین اپنے کلام کی

روح القدس اگرچہ مرا ہمزبان نہین

معاف کیجئے گا اس تعریف سے مرتبہ آپ کا بہت زیادہ بڑہا مگر کچھ گھٹا بھی یعنی آپ میرے ہمزبان نہین، روح القدس تک شعر بالا مین مجھے غالب کا ہم خیال سمجھئے، اپنے لئے، بعد کا ٹکڑا ان الفاظ کا ہے۔ مجکو آپ کو اس سے واسطہ نہین سنغزل کل ہی بھیجنا چاہتا تھا۔ مگر آغاز ہوا کارڈ سے مفلسی مین ایک پیسے کا نقصان بھی تلے کے گھاؤ سے کم نہین، آج بھی چاہتا تھا کارڈ پر دو ایک شعر لکھ بھیجون اور اگر گورکھپور جانے مین دیر ہو تو یونہی کارڈ بھیجتا رہون مگر آپ اُن لوگون مین ہین کہ مجھے بُرا کہین تو بھلا معلوم ہو۔ بغیر غزل بھیجے جی نہین مانتا سہ

جی نہ مانا حضرت ناصح کو آتے دیکھ کر

کچھ یونہی تھوڑی سی پی لی دل لگی کے واسطے

غزل سے زیادہ اشعار مین آپ کی نازک خیالی اور اپنی جوانی کے مختلف واقعات سے فائدہ اٹھایا گیا ہے، خدا کرے آپ پوری غزل پسند کرین ورنہ حوصلہ پست ہو جائے گا۔

اور آیندہ کے لئے عرش پیما فکر پست ہو جائے گی ۔

مجاز نظارہ الگ سب سے میسر ہوتا ۔ ہوتے سب خلد مین مین خلد کے باہر ہوتا
محفل وعظ مین واعظ مرے سر ہوتا ۔ حوض تیشہ اگر ہاتھ مین تیھر ہوتا
حشر ہی حشر کوئی شلگہ ناز نہین ۔ آج کیون مہندی لگے ہاتھ مین خنجر ہوتا
اسکے ہر گوشے مین ہوتا اثر برق کا رقص ۔ مین تو مین کوئی نشیمن مین اگر پر ہوتا
آئینہ تیری طرح دیکھتے ہم بھی شب وصل ۔ منہ ہمارا بھی ترے منہ کے برابر ہوتا
چل سکا زور جنون کچھ نہ ترے دامن سے ۔ دھجیان اڑتین اگر دامن محشر ہوتا
زندگی آٹھ پہر لطف سے کٹتی قاتل ۔ سانس کی طرح رواں سینہ مین خنجر ہوتا
گھر جسے کہتے ہین میرا کوئی زندان ہوگا ۔ در و دیوار نہ ہوتے جو مرا گھر ہوتا
بار ہوتا نہ شب وصل نزاکت کو تری ۔ لب ترا شکل تبسم ترے لب پر ہوتا

جوانی کا واقعہ ہے ع

چھوڑی چوری یہ نہ پوچھو رات کیا کرنے کو تھے

ایک نامحرم نازک سے لب پر اس طرح آہستہ لب رکھنا چاہتا ہے کہ سونے والے کو جس نہ ہو ورنہ قطعاً خون کا خوف ہے ۔ معاذ اللہ ۔

ایک چلو کے نہین کوثر و تسنیم ریاض ~~مبالغہ~~
خاک اڑتی جو لب خشک مرا تر ہوتا

دعاگو ریاض

۲۰ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء

ـــــــــــــــــــ

لہ یہ خنجر واقعی نیا ہے (مولف)

مکرمی۔ شکریہ!

ذرا سا کارڈ۔ کارڈ میں تین سطروں۔ سطر میں چار حرف۔ حرف جتنی خط میں
تو مجھ سے پڑھے نہ دوسرے سے۔ برابر کا جواب میرا خط نہ آپ پڑھ سکے نہ مولانا۔ ایک
کاغذ کی چٹ اور مٹی تاروں کے ساتھ جن میں تاریخ کی تاکید تھی، صادق کا تار خاص
بات کے لئے تھا جس سے کسی فائدے کو تعلق نہیں۔ وسیم نے بھی تاریخ کے لئے اصرار
کیا۔ تاریخ سے مجھے مناسبت نہیں۔ پھر تاریخ [illegible] دیوان کی۔ مجھ سے مراسم نہیں،
مگر وہ [illegible] واجب التعظیم۔ وصل کی عظمت میرے دل میں، سنگ آمد و سخت آمد۔

ریش در دست وصل بیب ادم

مگر تاریخی نام لسان الملک، نام کا پاس کچھ کیا ہوتا۔ تعمیل ارشاد از بس مشکل مگر یہ ظاہر
ہو کر غلطی [illegible] اور وصل فرمالینگے۔ بہرحال قطعہ تاریخ موزوں کیا، وصل قطعہ
کے الگ بلکہ ریاض کے بھی۔

آپ نے [illegible] صاحبوں کا حال نہیں لکھا۔ قیمت کتب کا جواب نہیں دیا، کتابوں
کے مالک حافظ [illegible] صاحب۔ یہ سجادہ نشین حافظ محمد اسلم صاحب کے چچا ہیں
[illegible] ضرورت سے کتابیں بیچ دیں۔

ان چاروں میں ایک تصوف میں ہے جو بہت ہی گران مایہ قیمت اسکے
زمرہ سے ظاہر ہوتی ہے جو اسی کتاب پر تحریر ہے۔ انکو خیال ہے کہ مولانا مطلوبہ قیمت
سے کچھ زیادہ [illegible] تجویز فرمائینگے مطلوبہ قیمت [illegible] اگر اس سے قیمت کم تجویز
ہو تو چاروں کتابیں واپس۔

میرا امکان تجھ سے زیادہ بے سکت ہے ۶

آپ سے گر کر اٹھا نہیں جاتا

قطعۂ تاریخ تعریت کے قابل ہو جب بھی خوب تعریف کیجئے مصرعِ تاریخ جو پسند ہو خارج کر دیجئے۔

جمیل صاحب موجود ہوں تو سلام کہئے اور یہ بھی کہ غزل جلد روانہ کیجئے گا

للہ الحمد آج دیوانِ [illegible] کا شائع ہوا — ہر فرشتے کی زباں پر آج ہیں اشعارِ حمد

شعر جو [illegible] ہیں وہ قندیلِ عرش — کس قدر بھڑکی ہوئی ہے آتشِ افکارِ حمد

دستِ [illegible] یوسف فروش — مصر والے آ کے دیکھیں گرمیِ بازارِ حمد

ناخنِ دستِ حنائی [illegible] جواب — چٹکیاں لیتی ہو دل [illegible] خارِ حمد

رہنما راہِ سخن میں آپ کے نقشِ قدم — بچھ گئے [illegible] رفتارِ حمد

کور دہ کیا [illegible] ہوئی ہے شہر شہر — بزم [illegible] سخن [illegible] ہر جگہ [illegible] حمد

عرش پیما [illegible] جو لا نہیں ان — کس ہوا [illegible] حمد

رنگ و بو میں حسن میں ہر ایک سی [illegible] — ایک کا [illegible] میں سب گل گلزارِ حمد

موتیوں سے بھر دیا دامن [illegible] شعر کا — ابرِ گوہر بار ہیں [illegible] گوہر بارِ حمد

صاف ہیں [illegible] عیب [illegible] آپ [illegible] — جوہری دیکھیں [illegible] حمد

کاغذ اچھا [illegible] روشن نور کا چھاپا [illegible] — اترے شیشے میں پری [illegible] انوارِ حمد

[illegible] مصرع پئے تاریخِ طبع
ڈھل گئے ہیں نور کے سانچے میں سب اشعارِ حمد

۱۳ھ۲۰

مؤلف کے نام

خیرآباد۔ ۱۹ جون ۱۹۲۳ء

پیارے صفدر۔

اسی وقت آپ کا پیارا خط ملا۔ اسی وقت جواب لکھتا ہوں ؎

رقابت اب ہے دونوں سے وہ پروانہ ہو یا بلبل
عیاں کیونکر کرے گلگیر اپنے سوز پنہاں کو

گلگیر کی ہستی کا انحصار گل شمع پر ہے اسے ترجیح پروانہ وگل پر اسلئے ہے کہ دونوں کے لئے شمع وگل کی عدم موجودگی میں اور بھی مشاغل ہیں، گلگیر کی رقابت پروانہ وگل سے اسکے سوز دپنہان کا باعث ہے۔ پہلے شعر میں کہ بزم یار انجمن بھی ہے اور چمن بھی یعنی ؎

یہ گویا انجمن بھی ہے چمن بھی کیا عجب اس کا
جو سمجھا رہیں بلبل گل شمع شبستان کو

چمن ہونے سے گل شمع نے گل گلشن کی صورت اختیار کرلی ہے۔ اسے بلبل کا مستعار لینا عجب کی بات نہیں۔ یہ مثل گل گلشن کے خوشرنگ بلکہ آتش رنگ ہے۔ پروانے شمع پر نثار ہو رہے ہیں اور بلبل شمع وگل شمع کو شاخ گل و گل شاخسار سمجھکر لوٹے پڑتے ہیں۔ دونوں کی بے قرارانہ حالت گلگیر کو آتش رقابت کے انگاروں پر لٹاتے توام ہے۔

میں تو اس شعر کا مطلب یہی سمجھا اگر کوئی نہ سمجھے تو مجھے اور آپ کو اس کی سمجھ پر اختیار نہیں ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل مطلع پر بھی اعتراض ہے، کوئی پہلو اعتراض کا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں آپ کے مطلع کو لاجواب سمجھتا ہوں۔ شاید ہی اس سے اچھا مطلع

کسی کا ہو سکے

کشش نگاہ میں ہے تشنگی بلا کی ہے

اُدھر ہے جام اِدھر آنکھ پارسا کی ہے

جام و چشم پارسا کیا برابر کی بات ہے۔ بلا کی تشنگی نے نگاہ پارسا میں کشش پیدا کر دی ہے۔ وضعِ پارسایانہ جام کی طرف ہاتھ بڑھانے کو روکتی ہے۔ اور بلا کی تشنگی کشش نگاہ سے پردے پردے میں اڑنے والی نازک شے لطیف پر اثر ڈال کر جو اجازت لیا لطف اٹھانا چاہتی ہے۔

معترض کو اختیار ہے مطلع کے ساتھ آپ کو حل تھے اور آپ کے ساتھ مجھے بھی رہنا

تحسین ناشناس کا صائب ہے شکوہ سنج

نفرین ناشناس کا ہم کیوں گلا کریں

نکتہ چینی کام کی چیز ہے۔ نکتہ چینی کی قدر کیجیے۔

والسلام

ریاض

پیارے صفدر

مجھے موقع نہیں ملا کہ غزل دیکھتا۔ آج قاضی تلمذ حسین صاحب سے [illegible] سرسری طور پر آپ کی غزل دیکھی۔ خوب خوب شعر کہے، دونوں مطلع نہایت نازک ہیں بجلوہ خود ہی ہر شعر کو سمجھ لینا پڑ گیا۔ اس خط میں بھی آپ نے ذکر نہیں لکھا کہ آرزو، انجم، رشید جاوید و دیگر حضرات کی غزلیں آپ نے روانہ کیں یا نہیں، عارف صاحب کی غزل ممدوح سے بجبر لیکر بھیجیے۔ الگ نیاز نامے میں چند حرف ہیں عارف صاحب کو دے دیجیے گا۔

گلچین [illegible] چیز [illegible] یقیناً [illegible] خیال سے چار روز میں حیدرآباد جاؤنگا [illegible] [illegible] تو راستے [illegible] صاحب [illegible] سے ملتے جاؤنگا [illegible]

میری [illegible] سبحان اللہ صاحب [illegible] یادی ختم ہوئی تمہارا تاریخ ممدوح کو دل لگی تھی، خدا آپکے گلچین آئینہ ترقی کرے کہ تم کو اسکے سوا کسی سے غرض نہ ہو تازہ کلام کہاں سے لاؤں کس عالم میں [illegible] پوچھئے رقصہ لکھنؤ کا تھا جانا پڑا گورکھپور [illegible] دل و دماغ دونوں بیکار، ضعف پیری، مقدمہ کی فکر، احباب کی فرمائشیں [illegible] روپیہ کی ضرورت، آج ہی ایک دوست کی فرمائش سے چند شعر [illegible] دو شعر لکھے دیتا ہوں ملاحظہ [illegible]

مجھے دیکھا تو [illegible] الٹ [illegible] رکھدی

پرانی [illegible] بھی طاق پر [illegible] رکھدی

[illegible] اسکے ہاتھ [illegible]   برابر [illegible] ہم نے بھی [illegible] رکھدی

ریاض

۲۰۔ فروری ۱۹۳۱ء گورکھپور

پیارے صفدر۔

اگر اُبھرے بھی حشر آگے ترے تو نقش پا ہے

قیامت جو اٹھائے وہ تری اٹھتی جوانی ہے

خواجہ [illegible] کوشش کرتا ہے تو مطلع یوں بدل دیجئے، صاف ہونے سے کوئی کچھ نہ کہہ سکے گا۔ آسمان سے ہم [illegible] یہ غزل ملفوف ہے، امتحان [illegible] کوئی ایسی ہی مجبوری ہو گئی تھی کہ

آپ کو پریشان ہونا پڑا۔ وہ مگر آپ سے مل کر آئے۔ کام کچھ نہ بنا۔ صلح سنگ کی ضرورت
نہیں، زبردست کاپی نویس ہو جو پتھر کو بھی وقت ضرورت دیکھ بھال کر لے مطلوب ہے۔ جو
کاپی نویس ایک ہفتے سے میرے پاس تھے۔ بھیج دیتا ہوں۔ آپ ان کا خط دیکھیں گے۔ مگر اتفاق
کہ وہ دہلی جانے پر مجبور ہو گئے۔

کسی مشاعرے میں تو میں شرکت ہی نہیں کر سکتا، مگر احسن کے بلانے پر میں ان کے
آستانے پر جا سکتا ہوں لیکن اس حادثہ کی وجہ سے کہ [illegible] میری بھانجی ہے نہیں جا سکتا۔
آپ جا سکیں تو جائیں۔ آرزو کے مشاعرے میں بھی شریک ہوں۔ آپ کہیں جائیں
گے تو آپ کے جانے سے ضرور فائدہ ہوگا۔

آرزو نے مشاعرے کی غزل مجھے بھیج دیجئے۔ میں اپنی حالت بیان نہیں کر سکتا۔
ضعف پیری سے نہ کام ہو سکتا ہے نہ دل و دماغ پر قابو ہے۔ گلچین کی وجہ سے کام اتنا
بڑھ گیا کہ رات دن نجات نہیں۔

[illegible] صاحب سے آپ ملے ہوں گے۔ آپ پھر ملئے [illegible] نوٹ
[illegible] مجھے بھی بھیجئے اور ان سے کہئے [illegible] ہمدم، میرے
نام بھا دی گیا۔ اب گلچین کے پہنچنے پر [illegible] ہو تو صاحب [illegible] میں جاتا ہوں
وہ مالک ہیں ملازم نہیں [illegible] لکھ دیں [illegible] وہ یہ
شکایت کرتا [illegible] ہو سکتا ہے کہ [illegible] کا [illegible]
[illegible] بہت کچھ کہا تھا [illegible] متعلق بھی وہ کچھ نہیں ظاہر کرتے
آخر یہ مضمون کیا ہے۔

نقاد والی بہت اچھا نکلا۔ [illegible] کا مضمون، نقاد [illegible] یہ غزل بھیج دیجئے

"آسمان سے ہم" خواجہ عشرت کا دلی شکریہ ادا کیجئے اُن کا مضمون پہنچ گیا۔ جواب علیحدہ لکھوں گا۔

یک الف بیش نہیں صیقل آئینہ ہنوز
چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا

یعنی میں جب سے گریبان کو گریبان سمجھا جب سے اُسے چاک کیا کرتا ہوں، حاصل یہ ہے کہ جب سے مجھے اتنا سلیقہ ہوا کہ تعلقات دنیا مانع صفائے نفس ہیں، جب سے میں نے دنیا کو ترک کیا، مگر اسپر بھی آئینہ دل صاف نہیں ہوا، بس ظاہر میں جو آزادوں کے سینے پر ایک الف کھنچا ہوا ہوتا ہے وہ تو ہے۔ صفائے باطن کچھ نہیں حاصل ہوئی اور گریبان تعلقات دنیا سے استعارہ ہے، اسوجہ سے کہ یہ دونوں انسان کے گلوگیر ہیں سینہ پر الف کھینچنا آزادوں کا طریقہ ہے۔ اور یہ مضمون فارسی والے کہا کرتے ہیں اور (بیش نہیں) بیان حصر کے لئے ہے مگر اُردو کی نحو اس کی متحمل نہیں یہ فارسی کا ترجمہ ہے۔

ریاض احمد خیرآباد

۲۳۔ فروری ۱۹۱۷ء

عزیزی۔

۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کا خط آگرہ کا لوٹ کر واپس آئے پر ملا۔ گورکھپور میں بہت وقت گزرا اور کاربراری بھی نہیں ہوئی، چچا سید ولایت احمد صاحب کے انتقال کی خبر گئی فوراً واپس آیا ورنہ اور بھی قیام کرتا۔ میں اپنی پریشانیاں بیان کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ اللہ رحم فرمائے" آپ یاد آئے " یہ مطلع اچھا ہے، میرا قصیدہ سن لینے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اوائے بیان کے ساتھ سلاسۂ بیان سُہلا رہا۔ مشاعرۂ گوالیار کے خواب آپ لوگ

خوب دیکھ رہے ہیں۔ میں تو خواب پریشان سمجھ رہی ہوں تعبیر جو کچھ ہو۔ زمانہ جنگ میں لیتا آپ گوالیار مشاعرہ کریں۔ دس پندرہ ہزار صرف کریں عقل میں آنے والی بات نہیں میرا جانا معلوم۔ خدا کرے آپ جائیں اور حضرت سے اجازت لیکر میرا قصیدہ پڑھیں سلطان احمد صاحب واقف نے لکھنؤ غالباً چھوڑ دیا۔ آپ کے لطف سخن میں کمی آئی اور ہمارے ٹھہرنے کا کہیں ٹھکانا نہ رہا۔ آپ بطور خود غور کیجئے کہ لکھنؤ آنے پر ٹھہرنے کی جگہ کوئی ایسی نکل سکتی ہے کہ سلطان احمد واقف کے بالاخانے کا افسوس جاتا رہے۔ سلطان احمد نے آپکی تاریخ سنائی ۔ ع

جو لفظ ہے دیوان کا وہ جان سخن ہے

لاجواب تاریخ ہے، اس سے کسی کا مصرع تاریخ نہیں بڑھ سکتا۔ ۱۹۴۱ء

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

میں نے بھی تاریخ کہی ہے خدا جانے جلیل کو پسند آئے نہ آئے، واہ ج ہو نہ واہ ج ہو نہایت ضیق فرصت میں قصیدے پر ایک نظر ڈالی، صاف کر کے بھیجتا ہوں۔ خارج میں "ج" گرتا ہے۔ دوست کی "ت" کی طرح، خیر مضایقہ نہیں، مجھے خط جلد جلد بھیجتے رہئے گلچین کے لئے مصرع طرح جلد بھیجئے گا۔

ریاض

صفدر صاحب

آپ کی نظم سالگرہ ملنے کے بعد زیادہ تر دو میں مبتلا رہا لکھنؤ ہوتا ہوا ہردوئی گیا، وہاں سے بریلی، مراد آباد، اب واپس آیا مقدمہ کے تعلقات۔ ہر وقت تازہ فکر۔ سیتاپور کی دوادوش۔ اتوار کو خداوند نعمت راجہ صاحب سیتاپور آگئے مجھے بھی سیتاپور کی مجلس میں شریک ہونا پڑا۔ کیونکہ راجہ صاحب تو تصنیف مرثیہ پڑھنے کے لئے

تشریف لائے بہت بڑا مجمع تہا، قیم صاحب بھی تشریف لے گئے تھے۔ مرثیہ کے مضامین کا کیا کہنا، کوئی اس مرتبہ کا کہنے والا اس وقت نہیں، ایک ایک بند ایک مرثیہ تہا، نئے سلام کا ایک مطلع سنو ؎

حشر کے دن خاطر مداح سرور دیکھنا
خود بڑھے گا میری جانب حوض کوثر دیکھنا

کتنا اچھوتا اور نیا خیال ہے۔ سبحان اللہ

کل دوشنبہ کو میں نے آپ کا قطعہ دیکھا، سالگرہ کا قطعہ اور کہیں سے سالگرہ کا ذکر نہیں۔ ہو تو کیونکر اس بحر میں لفظ سالگرہ آ ہی نہیں سکتا تہا اب قطعہ دیکھکر سمجھا ہوں لیکن ستم ہوگا اگر اشعار کے مرتبے کے موافق آپ کو صلہ نہ ملا۔ یہ قطعہ تو اس قابل تہا کہ حضور نظام کی تقریب سالگرہ میں جلیل صاحب یہ خاص تقریب پیش کرتے تو سنا جائے کیا ہوتا۔ جلیل صاحب ہوتے تو بہتر تھے کہ اگر خدا نخواستہ کافی صلہ نہ ملے تو آپ کسیطرح یہ قطعہ مجھے واپس فرمادیں اپنی دفتر میں رہنے پائے کہ میں دربار نظام میں اس کے ذریعہ سے قسمت آزمائی کردن۔

سالگرہ کے متعلق ایسے مضامین ایسے نکل گئے ہیں جو اردو فارسی میں میری نظر سے اس لطافت کے ساتھ نہیں گزرے میں نہ ان جہانی اب جلیل کی بات مجھے نصیب ہو سکتی ہے۔ خدا کرے آپ کو ایسا صلہ ملے کہ میں خوش ہو جاؤں۔ ورنہ حضور نظام کی سالگرہ کے موقع پر جلیل سے پیش کروایا جائے۔ خدا کرے خورشید اور اس کی ماں دونوں اچھے ہوں۔ ہمدم کے دفتر سے تعلق اب ہے یا نہیں۔ آج منشی ... کو لکھنؤ میں نے بھیجا ہی کہدیا ہے کہ آپ سے بھی ملیں، ... صاحب کو سلام شوق۔

ریاض احمد۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۸ء

مکرمی۔

کل خط آپ کو بھیجنے کے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔ دو وقت سے غذا نہیں ہوئی
چھ سات دست آ گئے ہیں ضعف بڑھ گیا ہے، کوئی کام نہ کر سکا۔ چونکہ آپ کو لکھ چکا تھا چند
شعر ایسی حالت میں موزون کئے، آپ تو داد دیں ہی گے لطف جب ہے کہ تمام سربرآوردہ
شعرائے لکھنؤ سے داد لیجیے۔ امید تو نہیں ہے کہ [illegible] صاحب کو تسلیم عرض کر دیجیے گا [illegible]
اسی وقت اخبار میں بھی غزل شائع ہونے کو [illegible] ہے۔ یہ غالباً [illegible]
شائع ہو گی۔

آپ یوں میری غزل [illegible] مشاعرہ [illegible] اصرار فرماتے ہیں۔ مشاعرہ
میں داد ملنا تو معلوم ہے۔ مشاعرے کے [illegible] آپ ہی سے داد [illegible] لیکن
اشعار داد کے قابل ہوں، ممکن ہے محض یہ خیال خاطر میری ہو، مشاعرے سے قبل کسی کو
نہ سنائیے گا۔

ریاض ۲۰ مارچ ۱۹۱۶ء

عزیزی۔

دونوں صاحبوں کی تحریریں [illegible] سے جو خوش ہوا شوق صاحب کے
تمام ارشادات کی تعمیل ہو گی۔ اس مرتبہ ضرور ملوں گا عارف صاحب سے بھی۔ اس طرح
میں کوئی اور چھپا ہے کسی کا شعر سنا ہو تو مجھے بھی لکھیے گا۔

عشرت صاحب سے دریافت کیجیے، اسیر مرحوم کا ایک مصرع ہے۔

دیوار کو وہ دے گئے چھلا نشانی کا

دیوار کو چھلا دینا معماروں کی اصطلاح میں کچھ ضرور ہے۔ دریافت کر کے لکھ بھیجیے۔ ممکن ہے

دیوار مین چھلاوہ جاتا کچھ ہو ۔ کچھ یونہی خیال تو آتا ہے کہ کان آشنا ہیں ۔

ریاض

صفدر صاحب ۔

آج آپ کی غزل روانہ ہے ۔ آپ نے مطلع مین دلکشی لکھا ہے ۔ یہ لفظ اگر دلچسپی کی طرح آپ نے اساتذہ کے کلام مین دیکھا ہو تو لکھئے ورنہ جدید ساختہ لٹریچر کی تقلید سے احتراز کیجئے آپ کی غزل اس زمین مین خوب ہے ۔ دیکھون اور شعرائے لکھنؤ کیا کہتے ہین ۔ مین غالبًا کل تو نہین پرسون انشاء اللہ روانہ ہون گا ۔ آغا صاحب میرے ساتھ ہون گے ۔ کہان ٹھہرون گا کچھ خبر نہین ۔ آپ کا گھر میرے لئے بے تکلف جگہ ہے مگر کام کے لحاظ سے بہت الگ ۔ اسٹیشن پر اگر آپ مل گئے تو مجھے بہت خوشی ہوگی ۔ عارف صاحب کی نشست کے کمرے چھوڑ کر الگ کوئی چھپر ہوتا تو مین اچھا رہتا ۔ اسٹیشن پر فیصلہ کیا جائے گا ، ۱۰ کی صبح کو اگر کوئی امر مانع نہوا تو ۱۰ کی صبح کو انشاء اللہ آؤن گا ۔ آپ لکھتے ہین کہ فلک منزل کے مشاعرے مین سربرآوردہ شعرائے لکھنؤ نے ٹوٹ کے فکر کی ہے ۔ مگر مین نے آپ کی غزل بھی دیکھی ، ماشاءاللہ کیا کیا شعر نکالے ۔

بس یہ ہوا کہ حشر مین اک گردسی اٹھی
سب فتنے انکی ایک ہی ٹھوکر کے ہو گئے

بالکل اچھوتا اور نیا خیال ہے اور اشعار بھی اسی مرتبہ کے ہین امید تو ہے کہ مشاعرہ آپ ہی کے ہاتھ رہے ۔ تمھارے اصرار سے مین نے بھی چند شعر موزون کئے ۔ غزل کل تک روانہ کرون گا دو ایک شعر سنلو ؎

دامن مین اب شباب کے وہ داغ ہی کہان	جب بال تک سپید مرے سر کے ہو گئے
جوش انہین ہے شباب کا دھبے کی شکل لیا	جب ٹڑھ کے طفل اشک برابر کے ہو گئے

صرف تمھاری خاطر سے مین نے یہ غزل کہی ورنہ اس پریشانی اور بدحواسی مین فکر سخن کا کیا موقع تہا۔ خدا کرے فلک صاحب کے یہان تھین استقلال و اطمینان ہو۔ دعا کرتا ہون۔ عارف صاحب کی بیماری نے سخت پریشان کیا۔ کل ہی اُن کو بھی خط لکھا ہے۔ مگر اسوقت تک بیدل و زرد کا حال معلوم نہ تہا۔ اب آج پھر خط بھیج رہا ہون۔ بقیہ غزلین بھی جلد بھیجئے اور ہمدم کا پرچہ بھی میری نظر سے ابتک نہین گزرا۔ جناب ہمدم نہین بھیجتے آپ اُنسے کہکر جاری کرا دیجئے۔ یہ پرچہ جو آپ کے پاس ہے فوراً بھجوا دیجئے۔

ریاض احمد خیر آباد

دسمبر ۱۹۱۵ء

عزیزی۔

۲۰۔ اکتوبر کا خط ملا۔ آپ نے لکھا پرچے سب روانہ ہو چکے۔ مین نے اپنے پرچے مین بنالیا مجھے یاد نہ آیا کہ یہ فقرہ آپ نے کس تصحیح کے متعلق لکھا۔ کیا وہ نظم جو "ہمدم" مین جلسہ سیتاپور کے لئے شائع ہوئی۔ میرا مصرع تہا۔

خوشی کی لہر گئی دوڑ کر کہان سے کہان

ہمدم مین "دوڑ آب" چھپا ہے اُس کی تصحیح کرا دیجئے گا۔

بزم خیال کا انتظار ہے۔ اشتہار مسند نشین گلچین ہوگا۔ مہادیو پرشاد صاحب کے نام معنون کرنا نہایت مناسب تہا۔ اس زمانہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو اپنی حیثیت کے موافق قدر افزائی کرتے ہین۔ آپ کا دوسرا کارڈ ۳۰۔ اکتوبر کا بھی ملا۔ مین مہادیو پرشاد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہون۔ انکی بے انتہا وقعت میرے دل مین ہے۔ خدا انکی عمر و اقبال و دولت مین ترقی دے۔ نہایت محبوب شخص ہین۔ دیوان کے لئے جو کچھ ایما ہوا مین نے اُسے قطعاً منظور کیا۔ مگر مین

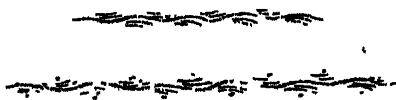
اپنے مصائب و آلام کو کیا کروں - میں نے ایک طولانی خط اپنے دیوانہ وار خیالات کے جوش
میں اُن کو لکھا ہے جواب جواب کا بھی خیال نہیں رہا - اُن سے استدعا کی ہے کہ سلطان راجہ کے
مقدمہ میں عقدہ کشائی اُن کے ناخن تدبیر سے ہو جائے تو میں گویا زندہ ہو جاؤں - دیوان
بھی با آسانی چھپ جائے اور مجھے وہ اطمینان ہو جائے جو اپنی بقیہ عمر کی شاعری کے لئے
چاہتا ہوں وہ جس کی مجھے حسرت رہی - میں اپنے طبعی ذوق کے شعر کہتا اور اس کا کچھ
تعلیم یافتہ طبقہ پر اثر ہو جاتا -

دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں - آپ کے طبیل صاحب مجھ سے کچھ کبیدہ معلوم ہوتے
ہیں - ایک غزل بھیجنے کے بعد پھر ان سے کوئی خط و کتابت نہیں ہوئی - خط کا جواب ...
ان کو بھی آگاہ کر چکا ہوں کہ کوئی خطا ہوئی ہو تو معاف فرمائیے - اب ... آئندہ ...
خطا سرزد واقع ہونے کے متعلق سب سے زیادہ اپنی کارروائی کا بیان ہے - خدا اُن کو آپ سے
زیادہ درجہ عنایت کرے تو میری خوشی کا باعث ہے - رہی دوسری صورت کہ موجودہ اعزاز
نے اُنکے مزاج پر اثر ڈالا، تو مجھ پر اس کا اثر کچھ نہیں ہو سکتا - ....

نہ میں نے کبھی یہ پروا کی کہ مجھے اُن کی ذات سے کچھ فائدہ ہو - اعزازی لحاظ سے اُنکی شاعری
کی عزت کرتا ہوں - میں نے یہ الفاظ اس لئے تحریر کئے کہ آپ اس خط میں ٹٹولیے کہ
آخر اس کا وہی سبب کیا ہے - وہ غزل کیوں نہیں بھیجتے، جواب کیوں نہیں دیتے -

ریاض احمد

۷ - نومبر ۱۹۱۴ء



صفدر صاحب۔

کل شوق صاحب کی غزل بھیج چکا ہون۔ آج ۴ ۲ ۔کو آپ کی غزل روانہ ہے
اس وقت کیشن بیان ایک لڑائے بہادر کا ہے رہا ہے جس کی عمر سو کے قریب ہے فالج زدہ
ہے۔ دولت مند ہے کئی بیٹے معزز عہدون پر ہین۔ ہیچ کے لئے زبان نہین کام دیتی جھوٹ
خوب ادا کر رہا ہے۔ خدا جلد ایسی ناپاک ہستی پر اپنا قہر نازل کرے۔

آپ کی غزل اور شوق کی غزل دونون بہت خوب ہین۔ خدا کرے مشاعرے مین
پھلیں پھولیں۔ یہ شعر آپ نے میرے ڈھب کا لکھا جب پڑھتا ہون حظ اٹھاتا ہون۔ اللہ
کرے زور قلم اور زیادہ ہے

صبح کو پیارے بچھڑے ہوئے شب بھر کے ملے
آئینۂ رخ سے ملا زلف ملی شانے سے

واقف کی غزل ابتک نہین آئی۔ اب وقت نہین۔ اچھے شعر منتخب کر لئے جائین الجھے
ہوئے نہ ہون جس غزل کے لئے تم اصرار کر رہے ہو اس کا اس وقت صرف مطلع و مقطع یاد ہے
وہ کاغذ ہی نہین ملتا جس پر چند شعر مین نے لکھنؤ مین لکھ لئے تھے۔

مطلع

کبھی آسمان سے کبھی لامکان سے
مے گھر آب آتی ہو اونچی دوکان سے

مقطع

ریاض ان حسینون نے دولت تو لے لی
مروت نہ لی کچھ شفیق الزمان سے

مکرمی!

کارڈ ملا - داد ملی ؎

کہئے نسیم صبح سے مجھ سے نہ پوچھئے
لڑیئے ہوا سے کیوں مرے گیسو بکھر گئے

اس شعر کی نسبت آپ دریافت کرتے ہیں کہ یہ شعر کس کا ہے۔ یہ شعر اُن بزرگ کا ہے جن کا مندرجۂ ذیل شعر ہے ؎

شاید کوئی بزرگ تہجد گزار تھے
مسجد میں آکے جیب ہماری کتر گئے

یہ شعر جو آپ تک پہنچا کیونکر پہنچا۔ مجھے حیرت ہوگئی۔ جو اُمور آپ سے دریافت کیے ہیں اُنکا جواب دیجیے یعنی گلچین کس کس کو دیا جائے۔ مشاعرہ کس تاریخ کو ہوگا۔ فلک منزل کے مشاعرے کی غزلیں کب تک آئیں گی۔ میرا قصد ہے کہ عید کے دوسرے روز ایک دن کو سندیلہ جاؤں۔ کیا آرزو صاحب وہاں ہیں ملیں گے گلچین نمبر ۶ و ۷ چھپنا شروع ہوگیا ہے۔ جلد پہنچے گا۔ خواجہ صاحب سے کہیے مضامین جلد بھیجیں۔

سہل ممتنع اس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اس کا جواب نہ ہو سکے۔ کل حسن اتفاق سے کوثر صاحب بھی آگئے تھے۔ میں تمھاری غزل دیکھ رہا تھا۔ اکثر اشعار اُنھیں بہت پسند آئے۔ اشعار مندرجۂ ذیل پر تو وہ تڑپ تڑپ گئے ؎

جو چھینٹ پڑتی وہ بن جاتی پھول اے قاتل
مرا لہو ترا دامن خراب کیسا کرتا

صفدر صاحب - اس شعر کا دوسرا مصرع تو قیامت کا ہے۔ پہلا مصرع بھی خوب ہے ؎

ملائی آنکھ جو ساقی نے مست [illegible]

اب آنکھ [illegible] شراب [illegible]

یہ بھی اچھا ہے خوبی یہ ہے کہ بے عیب ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ یہ [illegible]
کل [illegible] کو نہیں پہنچے۔ ضرور پہنچ [illegible]
واپس شد: وی پی کی فہرست اسماء اور لکھے ہوئے کارڈوں [illegible]
صاحب [illegible] کارڈوں [illegible] مجھے لکھئے [illegible] تمام [illegible]۔

ذلک نازک کے مشاعرے کی غزلیں جب آپ روانہ کریں تو ایک مضمون بھی لکھ کر بھیجیں
کہ کس وقت اور کس تکلف سے یہ مشاعرہ ہوا۔ کون کون مخصوص حضرات بلائے گئے تھے۔ کون صاحب
شریک ہوئے کون نہیں۔ غرضکہ تصویر مشاعرہ کھینچ دیجئے۔ یہ مضمون بطور خود [illegible] گا
اور نامور شعراء کی بھی تعریف رہے جن کی غزل بھی عمدہ ہو جنکو داد ملی ہو۔

ریاض

[illegible] مئی [illegible]

عزیزی۔

آپ میری پریشانی اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ آپ ایسے [illegible] کو یہ بات دیکھا
یہ کارڈ آپ کو اطلاعی بھیجتا ہوں کہ پریشانی رفع ہو۔ کل پرسوں تک آپ کے خطوط کا تفصیل
کے ساتھ جواب دوں گا۔ سہرے کے اکثر اشعار مجھے بہت پسند آئے۔ خصوصاً یہ شعر

بادشاہ میں [illegible]

چرخ لایا [illegible]

غالب و ذوق بھی دیکھتے تو وجد کرتے

پردے پردے مین قیامت نے قیامت ڈھائی

ناپ کر لائی ترے قد کے برابر سہرا

بالکل اچھوتا خیال ہے۔ اس نازک خیالی کی داد اہل نظر دینگے۔آپ کے قطعہ تاریخ مین مصرع تاریخ نہایت بے تکلف اور لاجواب ہے۔ ع

آفتاب ابر کے پردے سے نکل کر آیا

مگر افسوس اس بحر مین احمد حسین کا نام نہ آسکا نہ آسکتا ہے۔ ع

ہے یہی لخت دل احمد بھی یہی جان حسین

اس طرح احمد حسین علیحدہ علیحدہ آجاتے ہین نام کا پہلو نہین نکلتا۔ اور اس طرح لخت دل احمد اور جان حسین کہنا نازیبا ہے۔ ع

کس کے آنے سے داغ عرش برین پر ہے مرا

عرش کا عین گرتا ہے اور یہ عیوب ہے بعض وقت ایسے موقع پر خیال نہین رہتا اور اکثر عین گر جاتا ہے۔ دوسری تاریخ مین مصرع تاریخ کے عدد صحیح ہین لخت دل کے معنی گو مجازاً بیٹے کے ہین مگر لخت دل کا پیدا ہونا اچھا نہین معلوم ہوتا۔ دوسرے مصرع مین نور چشم والدین اچھا ہے۔ آپ اگر اعداد کی صحت پر پیروی کرین تو رہنے دین مگر کوئی خوبی نہین ہے۔ وہی مادہ تاریخ کافی ہے۔ مگر اس کی بحر بدلکر پھر فکر کیجیے۔

مین انشاء اللہ تاریخ چھوڑ دینے میں لکھوا دون گا۔ آپ سے ملون گا تاریخ سے اطلاع دون گا قدیم صاحب سلام شوق کہتے ہین

ریاض

۲۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء

پیارے صفدر!

خط کے جواب میں تاخیر ہوئی۔ طبیعت خراب تھی۔ اب صاف ہے۔ تارا پرشاد صاحب
کے خویش کا انتقال سیاتو میں ہوگیا۔ افلاس کی پریشانی ہے۔ یہ داغ ان پر قیامت تھا۔
مصارف کی فکر غرضکہ کسی طرح روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو سواریاں روانہ ہو چکی تھیں۔ اب
وہاں سے خرچ مانگا گیا ہے۔ غالباً چار پانچ روز میں واپس آئیں گے۔ دونوں غزلیں
واپس بھیجتا ہوں۔ یہ شعر ٹھہر گئے۔ کیسے معنی؟ کیونکر صحیح نہیں ہے۔ پتہ بجائے پرت لکھنے کی
ہمیشہ کوشش کیجئے۔ چند روز میں عادت ہو جائے گی۔ اپنی [illegible] کر گئے مرحوم پہلو [illegible]
لازم ہے۔ ہاں میں نے اودھ پنچ کا وہ نمبر دیکھا جس میں ناطق نے یاس کی اور تمہاری
غزل کا موازنہ کیا ہے۔ بیشک تنقید علم ادب کا ایک اعلیٰ جوہر ہے۔ بشرطیکہ نقاد ناطق سا
کوئی اہل فہم اور رموز فن سے واقف ہو۔ ناطق نے جو کچھ اس تنقید میں لکھا بہت سمجھ کے
لکھا۔ اب اگر کوئی برا مان جائے تو ان کی بلا سے۔ تمہارے اس شعر پر ؎

فرق کیا عاشق و معشوق میں بس اتنا ہے
کوئی دیوانہ بنے کوئی دیوانہ سے

یہ فقرے مجھے بہت پسند آئے۔ خوش نصیب ہو کہ تمہارے ہاتھ سے یہ شعر لکھا گیا۔ واقعی اس سے
بہتر الفاظ اس شعر کی ادا کے لئے نہیں مل سکتے۔ اللہ اللہ عشق و حسن کا فلسفہ دو مصرعوں
میں نہایت خوبی کے ساتھ ادا کر دیا گیا ہے۔

نوٹ ۱ یہ شعر کیننگ کالج کے مشاعرے میں بہت چمکا اور لکھنؤ میں بچہ بچہ کی
زبان پر ہے۔ بلکہ محبی عبدالباری صاحب آسی مؤلف شرح دیوان غالب نے بھی ایک
موقع پر غالب کے شعر سے اس کا موازنہ کیا ہے۔ مولف۔

[illegible] آپ تعریف کرتے ہیں یہ غزل لاجواب ہے آکسفورڈ [illegible] شرمندگی بھی۔ اب جلد آتا ہوں یقیناً [illegible] ہے خورشید کو بہت بہت پیار اُس کی ماں [illegible] ہے۔ اللہ رحم کرے۔

ریاض

بمبئی ۲۱ ستمبر

پیارے [illegible]

[illegible] میں تم ہی تم ہوگے ماشاءاللہ [illegible] ہے وہ دل ہی میں رکھنے کے قابل بھی ہے انشاءاللہ یہ شعر

[illegible] وقت نزع کا بھی خنجر
یہ تو اچھا تری حسرت کیا ہے

حاصل مشاعرہ ہوگا۔ اس مصرع کو

" ہے ہو سبزہ ہو مرا ساقی ہو "

یوں بنا دو۔ مصرع — ہے ہو سبزہ ہو گھٹا ہو تم ہو

دوسرا مصرع — اس سے بڑھ کر مجھے جنت کیا ہے

یونہی رہنے دو۔

[illegible] آیا۔ خدا [illegible] آرام دے۔ [illegible] کیوں ضبط کر لیا۔
[illegible] مشاعرہ میں شرکت [illegible] کسی مشاعرے میں شریک

ہون گے، نہ وہ یہ شغل رکھینگے۔ کیا وہ کچھ آپ سے بھی گران خاطر ہوگئے ہین۔ ادہر عرصے سے ان کا کوئی خط نہین آیا۔ مجھے اُن سے دلی تعلق ہے، مین کچھ سمجھا نہین۔ آپ کی نوکری کا کیا حشر ہوا۔ خورشید کو دعا۔

ریاض

۲۴- اگست ۱۹۱۹ء

صفدر صاحب:

پوری غزل مرصع ہے جن اشعار پر تین تین صاد ہین اُن کا تو جواب ہی نہین، آج شنبہ کو یہ خط ڈاک مین روانہ کیا جاتا ہے۔ کل یکشنبہ کو انشاء اللہ پہنچ جائے گا۔ بھوپال درخواست بھیجدیجئے۔ نجومی صاحب کا مضمون واپس بھیجتا ہون۔ گلچین نمبر ۹۹، ۱۰۰ زیر طبع پڑے ہوے ہین مالی دشواریون نے ہر طرح دقت پیدا کی ہے۔ دیکھون کب گلچین نکلتا ہے۔ مایوسی بڑھتی جاتی ہے۔ باخاطر ناخواستہ مضمون واپس بھیجتا ہون۔ مہینون طبع کے انتظار مین پڑا رہے کیا فائدہ۔ ذوالقرنین بدایون مین دو مضمون اوتبلاوت نکلے ہین۔ نصیر نے جالب کی خدمت مین گستاخیان کی ہین۔ آپ جالب صاحب سے ملین تو کہدین کہ ایک حرف بھی اس بحث کے متعلق ہمدم مین نہ شائع کیجئے، ایسی ذلیل تحقیق ہمدم کے شایان شان نہین نیز آپ کے لئے بھی۔ بزم خیال کے لئے شعر اس وقت تو یاد نہین آیا۔ دوسرے خط مین بھیجون گا، دونون شعر جو آپ نے لکھے شرق کیلئے اچھے ہین۔ چاہئے شائع کردیجئے۔

سید ریاض احمد۔ ۱۱- نومبر ۱۹۱۹ء

نوٹ

جن اشعار پر تین تین صاد حضرت نے کئے ہین غالباً اُن شعرون کے دیکھنے کا اشتیاق

ناظرین کو ضرور ہوگا اس لئے مین اُن اشعار کو ذیل مین لکھکر اہل بصیرت سے داد کا خواہان ہون۔ مؤلف۔

دمِ آخر ہٹا دین چارہ گر تکیہ بالین سے — کہ میری جان انکے سامنے مشکل سے نکلیگی

ادب آموز ہوا سکے لئے ہر فتنہ محفل کا — قیامت ٹھوکرین کہا کر تری محفل سے نکلیگی

سُنا ہی نجد مین آج آکے تماشہ ہو قیامت کا — مگر شاید نہیں لیلی پردۂ محمل سے نکلے گی

صفدر

صفدر صاحب!

شاعرہ کے متعلق ابھی تک خط نہین آیا۔ انتظار ہے مفصل کیفیت لکھئے۔ دوسری غزل اسا

واپس بھیجتا ہون۔

گورِ غریبان والا مطلع شعر ہوگیا۔ دونون قافیے احتیاط کے قابل تھے۔ اب دیکھو یہ شعر کسقدر بلند ہوگیا ہے

یہان کی خاک خونِ بے گنہ کا رنگ لاتی ہے

ذرا دامن بچا کر آئیے گورِ غریبان مین

زندان والا شعر خارج کردیا گیا۔ طوفان مین یہ بھی بھرتی کا شعر تھا۔ دامان مین، آنسو پونچھے، ردیف کمزور ہے۔ "کا" کا پہلو غالب اور سب شعر اچھے ہین۔

مین نے آپ کو سندیلے کے مشاعرے کی طرح پر ایک شعر اور بھیجا تھا، جسے آپ نے پڑھا۔ پڑھنے کی تعریف یہ تھی کہ اس لطف کے ساتھ بامعنی رہا۔

رنگ کے بدلے غبارِ قیس ہے اس مین بھرا

خاک اُڑتی ہے مری وحشت زدہ تصویر سے

ردیف "کے" اس شعر میں "سے" ردیف ہوگئی ہے۔ [illegible] میرا خط پڑھ لینا
آپ ہی کا کام ہے۔ دوسرا مصرع یوں ہے۔

خاک اُڑتے ہیں مری وحشت زدہ تصویر کے

یہ شعر تو آپ کو پسند ہی ہوگا۔ کوئی شعر اور سنا دوں۔ اس امید پر شعر سناتا ہوں کہ خوش
ہوکر جلد غزل بھیجئے [illegible]

ہمیشہ [illegible] نہیں [illegible] آتی ہے
شیخ صاحب ہیں بزرگ اس آسمان پیر کے

آگ لگادی بہار نے۔ جلد غزل بھیجئے۔

ریاض، خیرآباد

.. جون ۱۹۱[illegible]ء

مضطر صاحب!

آج شکر [illegible] عنایت نامہ [illegible] کل جواب گیا تھا آج ہی غزل [illegible] ہوں۔ آپ نے
پہلے خط میں اپنی پریشانی کا ذکر [illegible] مجھے بھی پریشانی [illegible] برائے خدا [illegible] بھیجئے
خدا کرے بچہ اچھا ہو اور گھر میں [illegible] صاحب نے آنے کی شکایت [illegible] آ رہا ہوں۔
گو سردی بہت زیادہ ہے چند اشعار خارج کر دیئے گئے۔ [illegible] اچھے تھے مگر [illegible]
تھا آپ نے جوانی [illegible] الا یہ شعر [illegible] صاحب نے بہت پسند کیا

[illegible] سے کیا [illegible] ہیں
[illegible] کہیں [illegible] جوانی کی

[illegible] صاحب کی [illegible] مطلع [illegible]

آپ [illegible] بھی [illegible] پ [illegible] کا حصہ ہو مجھے شعر لکھ بھیجیے گا کہ میں بھی غزل پوری
کر دوں [illegible] کہتے تھے کہ اس زمین میں رشید کی غزل تو چھپی نظر سے
ابھی شائع [illegible] قافیہ اچھا ہے مجھے بھی وہ غزل بھیج دیجیے۔ شوق کو سلام شوق

ریاض

خیرآباد۔ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء

پیارے صفدر!

کل ہی کارڈ ملا۔ دونوں دیلو کے متعلق جلد تعمیل ہو گی قطعہ تاریخ کے مصرع آخر میں
۱۳۴۷ عدد آتے ہیں پورے عدد بھی آئیں تو اے عید منانے والے کے ساتھ تم سلامت
رہو بہت برا۔ تاریخ کی [illegible] ہی کیا ہے۔ یہ پہلا ہی قطعہ رہنے دیجیے۔

عید بنگر تری یاد آئی تو صفدر تیرے — اور تصور میں گلے مجھکو لگانے والے
عید فطر ہو مبارک ہو تجھے یاد مری — تو سلامت رہے او عید منانے والے

ایک دو تاریخیں اور یہ کارڈ پہنچ جائیں گے۔ ایک ہم ہیں جو کل صبح عید کو یہ کہتے نکلیں گے۔

شرما شرما کے لمبی داڑھیوں کو
چلا ہوں عید ملنے اہل دین سے

آسمان پیر سے زیادہ آپ کو تصویر والا شعر پسند آیا۔ بعد رمضان دو شعر آپکو بھیجوں گا مگر ایک
شعر اس وقت روزے اور عید کے چرچے سے موزوں ہو گیا ہے

عید ملنے آئے ہیں کچھ روزہ دار ماہ صوم
جو ملیں تو شہد کی ساقی سبو کچھ شیر کے

ہاں جس دن یہ کارڈ پائیے سب سے پہلے مجھے نام اُن شعراء کے لکھ بھیجیے مع پتے کے جنکے نام گلچین

سمجھنا مناسب ہو آپ خود [illegible] نعوذ باللہ [illegible] ہیں [illegible] تو وہ [illegible] دیں دینے
سے شعر دینا اچھا ہے یہ بہت ہے کہ وہ تشریح [illegible] تو وہ [illegible] کا ظہور ہوت
معلوم ہوگا - جدت جوانی [illegible] عید [illegible] گست سے
[illegible]

اس مرتبہ تو آنکھ [illegible] بہار [illegible]

بہت زبردست شاعر [illegible] بعد عید [illegible] عمدہ کلام تمام [illegible] کا [illegible]
[illegible] ثاقب بدایونی ہیں لکھنؤ آئے ہوئے ہیں [illegible] استاد
[illegible] ہیں [illegible] کے ساتھ رہتے ہیں - [illegible] یہ بھی کہتے
تھے کہ [illegible] کے مشاعرے میں ان کی غزل نہایت کامیاب [illegible] شعر بھی انکے
انہوں نے یہ شعر مجھے بہت پسند آیا

کیا [illegible] وحشت میں [illegible] صحرا چلوں
اٹھتے ہیں پاؤں [illegible] زنجیر کے

یہ مقطع بھی خوب ہے [illegible]

دیکھو [illegible] تقدیر کی [illegible]
اک جنازہ [illegible] تقدیر کے

آپ جب مشاعرہ کریں تو ان کو بھی شرکت کے لئے مجبور کریں - لکھنؤ میں آپ کا اثر ایسا نہیں کہ
وہ انکار کر سکیں [illegible] تشریح [illegible] دھوم دھام سے مشاعرہ ہو - ارشد صاحب
[illegible] کے لئے مضمون [illegible] میں [illegible] یہ میرے ایک
[illegible] آپ ہی کا لکھنا کافی ہو - ریاض

عزیزی!

کارڈ آیا۔ خوشی ہوئی۔ مین بحمد اللہ آج اس قابل ہون کہ آپ کے کارڈ کا فوراً جواب
دیدون۔ حضرت میرے نام آرزو صاحب کا خط آیا تھا۔ مین اس قدر پریشان تھا کہ جواب نہ دیسکا۔
انکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی طرف سے پیہم حملے ہوے۔ میرے نزدیک کسیکا قصور ہو
صلح و آشتی عمدہ چیز ہے۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید درمیان دے کر
میل ہو گیا۔ بحمد للہ اس سے بہتر کیا ہے۔ آپ پر کوئی رشک کرے یا آپ کسی پر ہزار برائیان کی
جائین۔ خلاف کوشش کیجائے۔ اگر کلام اچھا ہے تو کچھ نہین ہو سکتا۔ آپ تو لکھنو مین ہر دلعزیز
شخص ہیں۔ دوست و دشمن سب سے انکسار کا برتاؤ یہی طریق عمل ہمیشہ رہنا چاہیئے۔ غلطی
انسان سے سرزد ہوتی ہے۔ آپ ہمیشہ اپنا یہ فرض سمجھیے کہ غلطی معلوم ہونے پر کبھی غلط تاویلات
سے کام نہ لیجئے۔ فوراً تسلیم کر لیجیے۔ اگر غلطی آپ کے نزدیک نہیں ہے تو احباب سے تحقیق کیجیے
مجھے پہلے معلوم ہوا تھا کہ آپ کے اس شعر مین ع

مرے زخم جگر نے نوک رکھ لی تیر سے نشتر کی

زخم کا پہلو بیان کیا جاتا ہے۔ جس نے لطف ذم کا پہلو نہیں ہے۔ آپ آرزو صاحب کی تحریر سے
معلوم ہوا کہ نوک کی لینا محاورہ ہے۔ نوک رکھ لینا محاورہ نہیں ہے۔ آپ جاوید عشرت۔ انجم
ہو آپ کے بے تکلف احباب ہین تحقیق کیجئے۔ اگر یہ محاورہ نہ ہو تو مجھے بھی اطلاع دیجئے۔ آرزو
صاحب یا کسی کو خط کا جواب نہ دینا تہذیب کے خلاف ہے۔ اسلئے مین اسی وقت آرزو صاحب
کو بھی جواب بھیجتا ہون اور تاکید کرتا ہون کہ آپ سے اپنی طبیعت صاف رکھین اور ہمیشہ
دوستانہ برتاؤ رہے۔

[illegible]

حیدرآباد ۷ مارچ ۱۹۱۸ء

صفدر صاحب!

آپ نے اور عارف صاحب نے اس مطلع کی بے انتہا داد دی ؎

آخر کہیں بنائیں زمیں پہ بنائیں گے
ٹوٹے گا آسمان جہاں گھر بنائیں گے

آپ نے مطلع کی تعریف اس طرح دل سے کی بے اختیار جی چاہتا ہے کہ کوئی شعر آپ کو اور لکھ بھیجوں شرط یہ ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہ ہو تو بھی آپ ایسی طرح تعریف کریں ع

نسخہ بیاض ساقی کوثر سے مل گیا
گھر بیٹھے اب تو بادۂ کوثر بنائیں گے

میں مشاعرہ کا کوئی اچھا شعر سننا چاہتا تھا مگر آپ نے نہیں لکھا۔ کوئی شعر اچھا زبان پر ہو تو آپ ضرور لکھیئے ؎

ہماری طرح کسیکو یہ کیا اجاڑے گا
فلک کو دیکھ کے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

شعر صاف ہے میں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ گلچیں کن شعرا کو بلا قیمت دیا جائے آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ جاوید۔ انجم حسرت۔ یہ حضرات تو خاص ملنے والوں ہی میں ہیں اور میرے خیال میں زیادہ فارغ البال بھی نہیں۔ آپ کی رائے ہو تو انہیں گلچیں ضرور دیا جائے۔ اور کہدیا جائے کہ ہدیۃً ہے

ریاض احمد

خیرآباد - ۲۷ مئی ۱۹۱۲ء

عزیزی صفدر!

آپ نے جس دلسوزی و ہمدردی کا اظہار میرے ساتھ کیا ہے [illegible] شکر گزاری

عہدہ برآ نہیں ہو سکتا منصور صاحب نے بھی [illegible] خریدہ اور شوق صاحب نے ہم

خریدہ بنا لیا۔ رات دن [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کہ

کہ آپ سب کی خدمت کر سکوں [illegible] [illegible] [illegible]

میرے لئے وہ شریفانہ کوششیں کیں [illegible] [illegible] دوسرے

دن بھی لکھنؤ میں رہا مگر جہاں جن [illegible] [illegible] آپ سے

ملوں گا غالباً تم تیار ہو گیا ہو۔ آپ حیدرآباد کا ضرور عزم کیجیے یا چند روز کے بعد

فیصلہ مقدمہ اکتوبر کے بعد چلیے۔ میں شوق صاحب سے ملا مگر چند منٹ شب کی

نشست کا لطف نہ اٹھا سکا۔ [illegible]

ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

ریاض خیر آباد

۲۹- جولائی ۱۹۱۹ء

پیارے صفدر!

۱۹ [illegible] [illegible] وقت ملا جب میں کل [illegible] کو دفن کر کے گورستان

سے آیا تو [illegible] ہنگامہ ماتم میں جواب نہ دے سکا

ہے یہ ہنگامہ پہ موقوف گھر کی رونق

نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

نشست [illegible] [illegible] کے [illegible] پہلا کارڈ ملا کہ اتوار کو لکھنؤ پہنچا ہے

مین خود عازم و مستعد تھا مگر اُسی روز میرے گھر مین [illegible] شدید
بخار اُسیدن شام کو نوزائیدہ بچہ مبتلائے اُم الصبیان ہو [illegible] آپ [illegible] دن
دوا تعویذ ٹوٹکون مین گزرا بالآخر شب کے آخر حصے [illegible] سے
فراغت ہوئی۔ لاکھ لاکھ شکر ہے ذریعۂ بخشش ہاتھ آیا۔ خدا میرا اجر [illegible] بڑے
اور اچھا کرے آج شب مین بھی اُسے لرزہ آیا۔ بچہ [illegible]
شرمندہ کیا۔ اور تم سے زیادہ جناب عارف سے۔ افسوس [illegible] تکلیف [illegible]
پر آنا جانا ہے کے انتظار مین سرگردان رہنا۔ عارف صاحب [illegible] امید ہے
تم مجھے معاف کروگے۔ مصائب دنیا مین صرف دو لاکھ کا غم مجھے نہین ہوا تھا۔ بحمد اللہ
وہ بھی پورا ہو گیا۔ اب اللہ میرے دونون بچون اور [illegible] رکھے۔

آپ بطور خود جناب جلیل سے دریافت کیجیے گا [illegible] ہے مگر فارسی
یا اردو کے مستند کلام سے اگر دلکشی کے استعمال کی مثال [illegible] بطور خود بھی
مزید دریافت سے کام لیجیے۔ خواجہ عزیز الدین صاحب [illegible] کی تحقیق سے فائدہ ہو سکتا
تھا مگر اب وہ کہاں۔ لکھنؤ مین اور حضرات سے دریافت کیجیے [illegible] دستگاہ رکھتے
ہون۔ مین غالباً چار پانچ روز مین آؤنگا۔ عارف صاحب [illegible] معذرت لکھتا ہون۔

[illegible] احمد خیرآباد
[illegible] اگست [illegible]

عزیزی صفدر صاحب!

خدا کرے آپ کی تکلیف کم ہو گئی ہو اور صحت ترقی [illegible]
کیفیت معلوم ہوئی۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ مین لکھنؤ مین آپ [illegible]

مگر نہ ہو سکا ... صاحب آپ کی بیماری کا بہت افسوس ہے۔ اکثر آپ کا ذکر کرتے تھے۔
مولانا ... صاحب ... بہت کم گزرا ... ہوا تھا۔ لکھنؤ میں موقع سے بھی نہ مل سکا
... صاحب کے ساتھ جالب صاحب
کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ کی غزل کا انہوں نے ذکر فرمایا اور کہا سب سے بہتر شعر صفدر
صاحب نے ... مگر تا اشعر ... عطر ... بھیجا ہے
براہِ خدا جلد ... سے مطلع فرمایئے ... حاضر ہوں گا۔ خورشید کو
بہت پیار ... دعا۔

... خیال ہے دل پھلیاں
ٹوٹ پڑتی ... احسان اللہ خان صاحب اٹونجہ کے
منیجر مقرر ہوئے۔ اس کی بہت خوشی ہوئی۔ ...

سید ریاض احمد خیرآباد

۲۳۔ نومبر ۱۹۲۱ء

عزیزی صفدر صاحب:

اس وقت خط ملا۔ فضل خان صاحب کے مشاعرے کی غزل اچھی ہے مقطع تک
دیکھ لیا۔ اور غزلیں ابھی نہیں دیکھیں۔ دماغ کمزور۔ افکار زیادہ۔ وقت نہیں ملتا۔ اس زمین
میں تمہارا یہ مطلع بہت بلند ہے ؎

پرواز ہے ہر موج مے ساقی کے کبوتر کی
چھلکنے جام سے اُڑ کر چلی میرے مقابل کی

میری شامت کہ میں نے بھی فکر کی مگر نہ ہو سکا۔ مندرجہ ذیل شعر بھی بہت بے تکلف ہے ؎

کسی کافر کی شوخی جھوٹ سچ کھلنے نہیں دیتی

کیا جب وعدہ دشمن سے قسم کھائی مرے سر کی

نظم کو نثر کا وہ دلفریب جامہ پہنایا ہے کہ حسینان معانی بھی رخ زیبا سے نقاب اٹھائے ہوئے عروس سخن کی بے تکلف بلائیں لے رہے ہیں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

جن لوگوں سے تم سے رنج ہو گیا وہ حاسد ہیں مگر تم اپنا طریقہ ان سے بدل دو۔ اخوت کر لو اور رواداری کا جبر اپنی طبیعت پر گوارا کرو۔ اسکے خلاف نہ ہو۔ ابکی لکھنؤ آؤں تو تمھارے خلاف کسیکو نہ پاؤں۔

ریاض

خیرآباد۔ ۲۷۔ جولائی ۱۹۱۰ء

صفدر صاحب!

غزل خوب ہے۔ دیکھ کر واپس ہے۔

شباب جب خبر اب شباب جاوداں آئے — پلٹ کر دیکھنے مجکو مری عمر رواں آئے

فلک پر سے زمیں جائے زمیں پر آسماں آئے — جو مجکو بلبل نالاں مری طرز فغاں آئے

یہ دونوں مطلع خوب ہیں۔

نہ گلشن کی زباں آئے نہ صحرا کی زباں آئے

مصرع اولی زیادہ چست ہو جائے تو خوب ہے۔ اور اشعار بھی مزے کے ہیں۔ منجملہ جن کے یہ دونوں شعر

بڑے قاتل بنے ہو اسکو بھی مقتل سمجھتے ہو

یہ محشر ہے یہاں تلوار لیکر تم کہاں آئے

لئے جاتا تو ہے صیاد مجکو ذبح کرنے کو — ٹھہر جانا جہاں رستے میں میرا آشیاں آئے

آخری شعر عبرت انگیز ہی نہیں بلکہ حسرت و یاس کا ایک درد انگیز نمونہ ہے۔ جب تک ممکن ہو گونڈہ ہی میں بنا رہے جائیے۔ ہاں صحت خراب ہو تو چلے آئیے۔ میں بہت پریشان ہوں۔ مسالہ س۔ ہ سے صحیح اُردو ہے۔ میں نے جواباً لکھ بھیجا ہے ؎

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو ان کے جی میں کیا آیا کہ عریاں ہو گئیں

شاعر تاروں کے کھلنے کی کیفیت بیان کرتا ہے ... اور اسکو عریاں ہو جانے سے تعبیر کیا ہے بنات النعش اتر کی سمت سات ستارے ہیں۔ چار ستارے انہیں سے جنازہ ہیں اور تین جنازے کے اٹھانے والے ہیں۔ دیکھیے [illegible] بھی اس لفظ میں تسامح کیا ہے ؎

دریاست گاہ قہرش بر فضائے کائنات
قطب را دائم جنازہ بر سر دختر است

ریاض

خیرآباد ۲۷ جولائی ۱۹۲۳ء

مولوی محمد انعام اللہ خاں صاحب عارفؔ کے نام

حضور اقدس تسلیم!

کیونکر وقت گزر رہا ہے کیا عرض کروں ہر حالت میں شکر ہے۔ نوازش نامہ آیا۔ کچھ شک نہیں کہ روز عید سے مجھ نزار کا انتظار ہلال عید کی طرح ہوگا۔ مگر اپنی کاہیدگی کیا عرض کروں۔ کوشش سے بھی نمایاں ہو جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں کہ آپکی یاد نہ ہو۔ آپ کے بچوں کی یاد نہ ہو۔ گھر میں کی یاد نہ ہو۔ ہر مرتبہ یاد کے ساتھ دعا میں

نکلتی ہین مگر بے اثر دعائین جن کا اثر میری شومی قسمت سے کچھ نہین ہوتا۔

عید کے بعد مین نے سخت مجبوریون سے نہایت دلگرفتگی کے بعد اپنے چاند انجم کو گورکھپور بھجدیا کہ وسیم صاحب کا فیض صحبت اور تعلیم حاصل کرین۔ مین یہان اپنے افلاس کی وجہ سے کچھ انتظام اُس کی تعلیم و تربیت کا نہین کر سکتا تھا۔ بہت زیادہ توقع سرکار ودود سے تھی مگر کاسۂ تقدیر کی کم ظرفی بحر ہمکنار سے کیونکر زیادہ لے سکتی ہے۔ سرکار کی طرف سے یہ پرورش کیا کم ہے کہ دونون وقت پیٹ بھر کر کھاتا ہون۔ اور دن رات دعائین دیتا ہون یہ مستزاد برآن کہ اللہ نے آپ سے محبت والے کو مجھے آس کا ذریعہ بنایا ہے۔ آپ کی ہر چیز کو اپنی چیز سمجھتا ہون اور خوش رہتا ہون۔ آپ کو دیکھ کر سب فکرین دور ہو جاتی ہین انشاء اللہ ابکی اتوار کو ضرور شرف ملازمت حاصل کرونگا۔ آپ کے اس مطلع نے کئی دن مجھے بیچین رکھا۔

وہ دل تھا عشق تھی یا میرا جنون فتنہ سامان تھا
بیابان جس کا ہر ذرہ تھا ذرہ مین بیابان تھا

سبحان اللہ اِس مطلع کا ایک ایک لفظ تیر و نشتر ہے عشق کا فلسفہ اور اس حسن سے آپ ہی کا حصہ ہے۔

افسوس کہا کچھ چاہتا ہون بلکہ سب کچھ چاہتا ہون مگر کچھ نہین کہہ سکتا۔ کاہل تو کیا ہون اندرونی طاقت جواب دیچکی ہے۔

خادم
ریاض
خیرآباد ۲۱ جون ۱۹۲۱ء

چودھری رحیم علی صاحب بی اے کے نام

مکرمی تسلیم!

دونون کارڈ ملے۔ مین شرمندہ ہون کہ آپ مجھ سے خدمت لین تو مین معاوضہ چاہون اور طلب معاوضہ پر آپ رعایت چاہین اور مین تعمیل نہ کرسکون۔ بہرحال مین کوشش کرونگا کہ اسکا فی رعایت آپ کے کام مین ہو لیکن اسکے متعلق پرچہ تیار ہونے پر عرض کرون گا کہ کسقدر کمی ہوسکیگی۔ امید ہے کہ آپ مجھے معاف فرمائین گے۔ اور کار لائقہ سے برابر یاد فرماتے رہین گے۔ خدا کرے میری نیازمندی اتنی ترقی کرے کہ آپ اس پریس کو اپنا پریس اور گلچین کو اپنا پرچہ اور مجھے اپنا خادم سمجھین۔

سید ریاض احمد از خیرآباد

۱۲ ستمبر ۱۹۱۷ء

نواب محمد احسان اللہ خان صاحب احسان بہادر گڈھوی کے نام

حضور عالی!

عتاب نامہ یا عنایت نامہ باعث عزت ہوا۔ کئی روز ہوئے مین نے جناب کی غزل کسیقدر ترمیم و اصلاح کے بعد واپس کی۔ میرے خیال مین ہر شعر انتخاب ہے۔ ممکن ہے میرا خط آپ کے روانگی خط سے بعد پہنچا ہو۔ بہرحال بہزار دقت غزل تلاش کرکے مکرر بھیجتا ہون۔ مجھ سے خدا کرے آپ کبھی خفا نہ ہون گو مجھ سے کتنی خطائین سرزد ہون۔ مین بھی اس وقت آپ کی خدمت مین بلا قصد روانہ ہو رہا ہون آنے کی شرم اب آپ کے ہاتھ ہے للّٰہ مجھے

فوراً واپس کیجیئے گا شرکت مشاعرہ سے معاف رکھئے گا۔ ہر قسم کا تکلف وبال جان ہوگا کام ہو جائے یہی سب کچھ ہے۔ ٹکٹ محفوظ رکھا ہے، لفافہ نہ تھا مجھے خیال ہے کہ آپ کارڈ بھیجنا ناپسند کرتے ہین معاف کیجئے۔

ریاض خیرآباد

حضور اقدس!

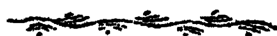
کارڈ ملا۔ یہ عجب مصیبت ہے کہ خط تلف ہو جاتا ہے۔ غزل مشاعرہ سے دس روز پہلے بھیجی گئی۔ اب اگر پہنچی بھی تو کیا۔ چار روز مسودہ ڈھونڈھتے گذر گئے۔ خدا خدا کر کے جنی خط مین لکھا ہوا مسودہ ملا۔ آپ صاف لکھنے کی کوشش نہین کرتے۔ صاف کر کے بھیجتا ہون میرے خیال مین غزل لاجواب ہے بعض شعر تو حصہ ہو گئے ہین ع

اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

مولانا کس حال مین ہین کچھ معلوم نہین۔ وسیم صاحب خیرآباد آئے تھے۔ پریشانیان بیان کرتے تھے۔ برسات قریب۔ مکان کی چھتین مخدوش۔ کچھ حصہ بنوایا۔ اور زیادہ زیر بار ہوئے آپ کے لئے دعا ئین مانگتا ہون مگر اثر مفقود۔ کیا کیا خواب دیکھے تھے مگر تعبیرین الٹی ہوئین۔ میرے لئے جب صابن بھیجئے تو ایک چھری بادرچیخانے کے لئے پانچ چھ آنے کی اور ایک قلم تراش روپیہ سوا روپیہ کا۔ جی چاہے اور جب موقع ملے بھیجدیجئے گا۔ انجم تسلیم کہتا ہے۔ اسکی بہنون کے چیچک نکلی تھی اب سب اچھے ہین۔

ریاض

۳۔ جون ۱۹۲۳ء



عالی جناب تسلیم!

نوازش نامہ سے جو روحانی شادمانی حاصل ہوئی عرض نہین کرسکتا۔ایسی مسرت
عمر مین شاید چند بار حاصل ہوئی ہو۔آپ کی یاد ہر مرتبہ میرے سینہ پر غم کی ایک نئی سِل
رکھدیا کرتی تھی۔آپ نے میری خطاؤن سے چشم پوشی کی اور وہی الطاف واخلاق روا
رکھے جن کا مجھے آپ نے خوگر بنا رکھا تھا۔آپ اپنے احسانون کو اگر اپنی خطا سمجھتے ہین تو مین
معاف کرتا ہون ورنہ مین خطا کا آپ کی نسبت گمان بھی نہین کرسکتا جو الفاظ آپ کو لکھے
گئے آپ نے متاثر ہوکر صحیح اور ضروری جواب مجکو دیا۔اس مین اگر کوئی سخت بات مین
اپنے لئے سمجھا وہ یہی تھی کہ آپ نے آیندہ تعلقات منقطع کردیے تھے۔یہ وہ سزا تھی جس نے
مجھے بسمل کردیا تھا۔آپ ہون یا جناب شہرم صاحب یا مولانا سبحان اللہ خان صاحب
میرے تینون صاحب محسن ہین۔یہ میری نسبت کیسے ہی سخت الفاظ استعمال کرین۔مجھے برتاؤ
سے پیش آئین انکا ہر فعل مجھے محبوب۔انکی جوتیون کی خاک بننا میرے لئے فخر۔جو شکر گزاری
سے کبھی عہدہ برآ نہو سکتا ہو۔وہ حرف شکایت کیا زبان پر لائے گا۔آپ کے الزامی الفاظ
یا محبت سے بھرے ہوئے الفاظ دونون میرے لئے ایک ہی درجہ رکھتے ہین۔مین خود
کو خطاوار سمجھتا ہون اور اس کا مقر ہون کہ محسن جب خطا کا مجرم ٹھہرائے تو خطا کی تردید
وصفائی بھی میرے لئے گناہ عظیم ہے اب خدا کرے آپ مجھ سے ناراض نہ ہون۔

آپ نے اپنی نسبت جو الفاظ تحریر فرمائے۔حرف حرف نے میرے دل پر نشتر کا
کام کیا۔خدا کرے آپ کے دل سے بار آلام کم ہوگیا ہو۔اللہ آپ کو فائز المرام کرے اور
اطمینان کلی نصیب ہو۔کوئی شغلہ اپنے لئے ضرور پیدا کیجئے دونون مجوزہ امور یعنی چھاؤنی
میرٹھ کا ٹھیکہ یا سلسلہ جنبانی سچے پور بہت زیادہ توجہ کے قابل تھے۔مگر آپ جاتے ہی

ہدف آلام ہو گئے اور کوئی توجہ مجوزہ امور کی نسبت نہ ہو سکی۔ ساتھ ہی بچے کی شادی کے
انتظامات نے بھی آپکو مصروف کار رکھا ہوگا۔

میں گو دور ہوں مگر مجھے ہر وقت اپنے ساتھ سمجھئے۔ آغا علی پریشانی کی حالت میں
پھر گورکھپور گئے ہیں اس عرصہ میں تازہ واقعہ یہ پیش آیا کہ انکی کسی خطا پر جو واقعی خطا
تھی یعنی ایسے محسن کی کسی بات کا جواب ایسے لب ولہجہ میں دینا جس سے گستاخی ٹپکتی ہو
سخت لحاظ کے قابل ہے۔ منصرم صاحب نے قطعاً انکی آمد و رفت اور صاحب سلامت
بند کر دی مجھے بھی انکے ساتھ یہی برتاؤ لازم تھا۔ رشتہ نازک۔ جب میں انکی بی بی یعنی
اپنی بچی کا خیال کرتا ہوں تو مجبور ہو جاتا ہوں ممکن ہے منصرم صاحب بھی کچھ وقت معاف
کر دیں۔ مولانا کا کوئی خط نہیں آیا پہلے بھی یہی حال تھا۔ تسنیم صاحب بہ تقریب خیر تشریف
آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان صاحبوں کا مقدمہ ختم ہو گیا۔ دونوں صاحب بدستور مولانا
کے مہمان ہیں وصل صاحب کا درخور ترقی پر ہے۔ ع

[illegible]

میرے نام دو تین [illegible] آپکے استاد نے دیوان [illegible] طلب کر [illegible]
ایک عرصہ سے اسکی [illegible] مکان [illegible]
بننے اور مرمت کا کیا ذکر [illegible] گر گئے۔ الحمد [illegible] کی خیر رکھی آج آسمان
صاف ہے۔ ترکی فتوح سے مسلمانوں کا دل باغ باغ ہے آج تھریس پر قبضہ کی خبر
آئی ہے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے محض اسی کا کرم ہے ورنہ ایک مٹی ہوئی سلطنت
اس قابل کہاں تھی کہ زبردست دشمنوں کو نیچا دکھائے۔ جلد جلد یاد فرماتے رہیے۔
سب اعزا و احباب کو سلام کہیے۔ دعاگو۔ ریاض خیرآبادی یکم صفر ۱۳۴۱ھ

جناب من تسلیم!

غزل واپس ہے یہ زمین تخلص کا بار نہیں اٹھا سکتی تخلص تبدیل کیجیے یا ایسی
زمینوں سے حذر کیجیے میں نے مضمون خط صاف کرکے فوراً اپنے خط کے ساتھ روانہ کروا
کردیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا ضروری معاملہ ایسا اہم کام کاغذات اور قلیل تعداد مصارف
کی بنا پر کیوں رُکا۔ آغا علی صاحب کے نام بھی کارڈ آپ کا آیا۔ گردہ منصرم صاحب کے کام سے
جھانسی گئے ہوئے ہیں آج یا کل آجائینگے۔ براہ راست تار دیجیے۔ معاملہ تیاری
کاغذات فوراً بھیجیے اور پانچ سو روپیہ بھی۔ دو ہفتہ سے منصرم صاحب کا کوئی خط نہیں
آیا۔ آپ نے کسی جہاز میں رکھے [illegible] کر پہونچے اگر آپ صاف نہ لکھینگے تو وہ
روپیہ [illegible] انجم مسلم [illegible] ہے۔

دعاگو۔ ریاض

۲۰ رمضان [illegible]

حضرت اقدس تسلیم!

میں اس محرم کو وقت شب گورکھپور واپس آیا جناب کا نوازش نامہ رکھا ہوا ملا۔
حرف حرف کا مجھ پر اثر ہے میں تو زرخرید بندہ پہلے ہی سے تھا۔ نیز درم ناخریدہ بھی
الحمد میری دعائیں آپ کے لیے قبول فرمائے۔ نماز پنجگانہ کے بعد دعا کے واسطے ہاتھ اٹھتے
ہیں۔ افسوس الیکشن کے دن مولانا کو سخت ناکامی ہوئی۔ قوی امید تھی پچپن ووٹ نکلتے
مگر برعکس چھبیس ووٹ مولانا کے اور [illegible] ووٹ یامین خان صاحب کے آئے ورکردن
نے دھوکا دیا۔ اور اُسی وعدے پر قائم رہے جو یامین خان صاحب سے کرچکے تھے اب
یامین خان صاحب مقدمہ لڑینگے کیونکہ انکے نام میں غلطی ہے اور قانون انکے خلاف کہتا ہو

بہرحال ابھی کثیر روپیہ اور صرف ہوگا۔ وصل اسی کام کے لئے لکھنؤ میں مقیم ہیں مجھے تو یہ پڑی ہے کہ کسیطرح جناب کا روپیہ بچ جائے منصرم صاحب نے بھی لکھنؤ میں چلتے وقت فرمایا تھا کہ ۱۹-۲۰-۲۱ آغا علی کے مقدمہ میں بحث ہے۔ میں پرسوں تک روانہ خیرآباد ہو جاؤں گا۔ آج عشرہ منگل کا دن ہے نزدوات میں جناب کی پچھلی غزل گم ہو گئی۔ دوسری غزل کو دیکھنے کا بھی موقع نہ ملا۔ انجم آداب گذار ہے۔ والسلام

ریاض احمد گورکھپور

حضور عالی تسلیم!

نوازش نامہ باعث اعزاز ہوا۔ میں آپ سے بمقام لکھنؤ رخصت ہو کر جب گورکھپور آیا تو والدہ انجم کو سخت کرب میں پایا۔ باعث یہ تھا کہ پانچویں محرم کو اسقاط ہوا اور وہ ناقص رہا۔ میں نہیں عرض کر سکتا کہ یہ زمانہ کسقدر پریشانی میں گزرا اور گزر رہا ہے کئی بار حالت نازک ہو گئی بار بار اتمہ منتقل کیا۔ علاج ہو رہا ہے۔ اب بفضلہ خطرے کی حالت نہیں ہے ذرا اطمینان ہو تو غزلیں دیکھ کر واپس کردوں۔ بچے اچھے ہیں تسلیم رسان ہیں۔ وصل صاحب زیادہ تر باہر رہے۔ وہ ایک روز کو آئے۔ تو میں نے یاد دہانی کی کہا مجھے خیال ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

دعاگو ریاض

۱۵ ستمبر ۱۹۲۴ء

جناب قاضی زاہد حسین صاحب نانوتوی کا خط

مؤلف کے نام

الہ آباد ۔ ۹ اگست ۱۹۱۷ء

مجکو گلے لگا کے یہ اُن کا سوال تہا

کیون جی اسی کے واسطے آنا ملال تہا

برسات کا پیارا موسم فلک مینائی پر کالی کالی گہٹائین ۔ ابر کے ٹکڑے پیل مست کی طرح ادہر سے اُدہر پھر رہے ہین ۔ موسم برشگال کی روح افزا ہوائین ۔ ساقی مہوش کی مہربانیان، ہارمونیم کی سُریلی دلکش آواز آنکھون کے سامنے کوئی مست ناز ۔ ایسے پرلطف سمان مین کسی خوش نصیب حسن پرست سے آپ کوتاہ قلمی کی شکایت کرین تو یقینی بے موقع ہے آپ کے حسن بیان کا ایک زمانہ معترف ہے۔ سندیلے کے مشاعرے مین آپ کا مطلع واقعی مطلع آفتاب ہے۔ اس کا جواب اب ہو نہین سکتا۔ کیا خوب کہا ہے ؎

گیا اب آفتاب حشر کا بھی جلوہ گر ہونا

شب فرقت ہماری ہے یہ کیا جانے سحر ہونا

"یہ کیا جانے سحر ہونا" اس ٹکڑے کی کس زبان سے تعریف کی جائے ۔ ع

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

بزم خیال جس وقت طبع ہو جائے فوراً بھیج دیجئے ۔ میر فدا حسین صاحب آجکل یہین ہین اور سلام نیاز عرض کرتے ہین ۔ خدا کرے اب آپ بالکل تندرست ہون اور سردی تہلیہ کا پورا لطف اُٹھا سکتے ہون ۔ نیاز مند زاہد

جناب مولانا سید محمد سبحان اللہ خان صاحب رئیس اعظم گورکھپور کا خط

جناب احسان اللہ خان صاحب احسان بہادر گڑھوی کے نام

لکھنؤ۔ پرنس ہوٹل۔ ۲۶ جولائی ۱۹۲۳ء

شکوہ ساز بندہ نواز سلمک اللہ تعالیٰ۔

سلام سنت اسلام علیٰ صاحبہ الف الف الصلوٰۃ والسلام

مجھے آپ سے دو شرمندگیاں آپ کو مجھ سے دو شکوے۔ اگرچہ حساب برابر اور جواب برابر کا ہے۔ مگر آخر مذکورۂ بالا منجر بہ کدورت ہوں ایسا تو نہ ہونا چاہیئے۔ مجھے شرمندگی کہ آپ سے کام نہ لے سکا مجھے شرمندگی کہ رقم واجب الادا اب تک نہ حاضر کر سکا۔ آپ کو شکوہ کہ آپ کی اسکیم میرے فوائد سے لبریز تھی اس کا موقع آپ کو نہ دے سکا۔ آپ کو شکوہ کہ قلیل رقم کی عدم ادائگی سے شائبہ بدمعاملگی ترشح ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیا یہ امور ایک خیر اندیش اور ایک خادم کے درمیان عداوت بنکر زبان زد ہونے کے لائق ہیں۔ دنیا کے سارے قضئے شکوے۔ ندامتیں۔ سوء ظن یہیں رفع ہوا کرتے ہیں جب دونوں کا جی چاہے گا یہ امور نام کو بھی باقی نہ رہیں گے مگر کیا میں اس وقت کچھ آپ سے نہ کہوں اور یہ کہ آپ کچھ زحمت گوارا نہ کرینگے۔ اچھا جانیئے کچھ نہیں کہتا جب یہی ہے تو یہی سہی۔ زیادہ سے زیادہ اس مقابلہ میں ہار جاؤں گا۔ احسان اللہ خان ایک نادم خادم یوں ہی سہی سبحان اللہ پر احسان نہ ہوگا تو کیا محبت و اکرام کا خزانہ بھرا رہ جائے گا۔ میں نہیں تو رازِ دلی دل والا لے جائے گا۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ کلمہ گو کا حق صنم پرست کے حوالے۔ میں نے بخشا میرے خدا نے بخشا۔ اب اور کیا دعا دوں۔ خدا با ایمان

دنیا سے اٹھائے۔ اقدر اللہ خیر سلّا۔ وہی خادم نادم

محمد سبحان اللہ

خان بہادر مولوی محمد سعید صاحب اسسٹنٹ کمشنر پولیس کے خطوط مؤلف کے نام

مراد آباد ۲۰ فروری ۱۹۱۶ء

پیارے صفدر۔

آپ کے کارڈ کے جواب میں دیر ہوئی۔ میں زیر رخصت تھا۔ اب واپسی پر کارڈ ملا۔ مبارکباد کا شکریہ قبول فرمائیے۔ کیوں؟ (تاریخ کا شکریہ قبول ہو) تاریخ اچھی ہے مجھے پسند ہے۔ بہت زیادہ پسند اس وجہ سے ہے کہ اس میں میری تعریف ہے آپ دیکھینگے کہ جہان سعید میں آپ کے نزدیک خوبیاں ہیں وہاں حماقت کا جزو بھی ہر شخص تعریف سے خوش ہوتا ہے۔ بہت زیادہ تاریخ یوں پسند ہے کہ پیارے صفدر نے لکھی ہے۔ دل سے لکھی ہے آپ چاہے کچھ لکھیں میں خوش ہوتا اور اس کو پاس رکھونگا اور یاد رکھونگا۔ آپ کی بھتیجی بیگم کو سلام

آپ کا نیازمند سعید

بریلی ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء

مکرمی تسلیم۔

تیرہ کا اخبار ایک مرتبہ آیا تھا۔ دوسری مرتبہ تیرہ کا اخبار وصول ہوئی تھی۔ رسید

بعد مدت پہنچ گئی۔ مجھے امید ہے کہ آپ ناراض نہ ہونگے۔ میں کاہل نہیں ہوں نہ آپ کو بھولا
ہوں یقین فرمائیے کہ کثرت کار [illegible] واقعی ہوں۔ اب بریلی سے علیگڈھ سٹی تبدیل
ہو گیا ہوں۔ مدت سے ملاقات نہیں ہوئی، آپ بہت یاد آتے ہیں۔ بس یہ اطمینان ہے
کہ آپ ایک دھندے میں مصروف ہیں بیکار نہیں ہیں۔ بچہ کہاں ہے۔ آپ کے ساتھ ہیں
ہے یا نہیں؟ میرے عزیز [illegible] صاحب نے کوئی کتاب لکھی ہے۔ انشاء اللہ آپ کے پاس
آئے گا آپ سے امید ہے کہ آپ کوئی تقریظ [illegible] وہ چھاپ دیں گے۔ آپ [illegible] عرصہ سے
کوئی غزل نہیں سنی۔ تازہ افکار سے تازگی ہوتی ہے۔ خط علیگڈھ کے پتے سے بھیجئے گا۔

محمد سعید انسپکٹر پولیس

سحر البیان حضرت شوق قدوائی کے خطوط

جناب سید شاہد کاظم صاحب جیا ئیدم مرحوم کے نام

موتی مسجد۔ رام پور اسٹیٹ یو۔پی ۶ نومبر ۱۹۱۲ء

حضرت [illegible] صاحب کرم بندہ۔ سلام شوق!

آج پانچواں دن ہے منشی امانت رسول عشقی مجھ سے ملے تھے دوسرے دن آنے
کا وعدہ کر گئے تھے مگر نہیں آئے خدا جانے رام پور میں ہیں بھی یا گئے۔ انھوں نے
آپ کی خیریت کہہ کے آپ کا سلام مجھے پہنچایا تھا۔ میں آپ کی اس [illegible] یاد آوری کا
شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عشقی نے آپ کے ایک [illegible] ذکر کیا تھا جس میں مشتاق دیدہ کے الفاظ

ہیں یہ بھی کہا تھا کہ کسی نے "مشتاق دید" کی ترکیب پر شک ظاہر کیا ہے یعنی یہ کہ "مشتاق" کے معنی خود دیکھنے والے۔ یا نظارہ کرنے والے ۔ یا دیدار کی خواہش کرنے والے کے ہیں پھر "دید" کے ساتھ ترکیب کیسی اُنکے خیال میں "مشتاق دید" کی ترکیب سے "دید" کا مفہوم معنوی مکرر ادا ہوا یہ شک بالکل غلط ہے۔ مطلع صحیح۔ ترکیب صحیح۔ مفہوم معنوی صحیح "مشتاق" کے معنی کو "دید" کی آرزو بلکہ دیدار کے مفہوم سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔

عربی کا بہت بڑا لغت اور بہت مستند لغت "لسان الغیب" ہے وہ لکھتا ہے کہ مشتاق اشتیاق کا مشتق ہے مشتاق بھی آیا ہے اور مشتئق بر وزن منفعل بھی آیا ہے۔ اشتیاق کے معنی دلی توجہ کے ہیں اور مشتاق اسم فاعل ہے۔ اس کے معنی ہیں دل سے توجہ کرنے والا۔ صرف یہی ایک معنی لکھے ہیں۔ صُراح میں مشتاق کے معنی آرزومند، خواہشمند اور متمنی کے ہیں "ابڈ الاسالیب" مصر سے عربی کے خطوط کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں "مشتاق لرؤیتکم" بہ کثرت موجود ہے۔ اسکے معنی وہی ہیں جو مشتاق دید کے ہیں۔ فارسی و اردو میں بھی مشتاق کا استعمال آرزومندی کے معنی میں ہے۔ جیسا عربی میں ہے۔ فارسی میں مرزا فطرت مشہدی کہتے ہیں ؎

زندگی ننگست در جانے کہ مشتاق تن است

شاہد این مدعا از تیغ سر دزدیدن است

مشتاق تن کو دیدار سے کیا واسطہ۔ اردو میں شیخ امان علی سحر کہتے ہیں ؎

اے سحر فرمایئے جو یاد ہو

کان ہیں مشتاق کچھ ارشاد ہو

کان کو دیدار سے کیا سروکار۔ مطلع لفظ لفظ سے صحیح ہے۔ کہیں شک کی گنجایش نہیں۔
نحوی اصول سے دو اسمار کلیتہً مضاف اور مضاف الیہ ہوتے ہیں۔ لہذا شتاق دید صحیح
اور بالکل صحیح۔ اُمید ہے کہ مزاج مبارک خیریت سے ہو۔ میں تو پُرانا نیاز مند آپ کا ہوں
حاضر و غائب خیریت طلب اور کبھی کبھی یاد آوری کا متمنی ہوں۔

میں بہت بیمار ہو گیا تھا بارہ تیرہ دن حالت خطرناک رہی۔ اسے کوئی بیس دن
گزرے باوجود قصد کے بیماری نے لکھنؤ جانے سے روک لیا۔ اب الفضلہ بالکل اچھا ہوں آخر
دسمبر یا ابتدائے جنوری میں لکھنؤ کا ارادہ ہے۔

آپ کا خیر طلب

احمد علی شوق قدوائی

نواب شمشیر بہادر خاں رئیس اجیگڈھی کے نام

رام پور۔ ۲۹ جولائی ۱۹۱۲ء

کرم فرمائے بندہ سلام شوق!

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں اچھا ہوں۔ بھوپال سے چل کر دو دن میں
آگرے میں تھا، دہلی کا بھی قصد تھا مگر برسات کے کیڑوں نے گاڑی میں اتنا پریشان
کیا کہ میں گھبرا گیا۔ سفر کو مختصر کر کے رام پور چلا آیا۔ رام پور میں پہنچ کے یہ معلوم ہوا کہ میں
بھوپال کی اندھیری کوٹھری سے نکل کے ایک روشن اور دلفریب مقام پر آ گیا ہوں اعزہ
کا قرب پہچان کی نمایش۔ اور میرے گرد علم ادب اور ہر قسم کے علمی مذاق کا انبار۔ اعلیٰ
بلکہ اعلیٰ تر محقق اور مدقق ہیں وزیر میرے ہم بزم ہم سخن اور ہم مذاق۔ یہ بے تکلفانہ صحبت کا

لطف ہے یعنی ہر صورت سے آرام اور دلچسپی کے ساتھ ہون۔

مین افسوس کے ساتھ یہ عرض کرتا ہون کہ پچاس روپیہ ماہوار مین میری زندگی بسر ہو ہی نہین سکتی ہے۔ پردیس قبول کر کے پھر بھی تکلیف اور تنگدستی کی حالت مین عمر بسر کرون۔ آپ خود خیال فرمائیے کہ یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے۔ مین نے تو صرف آپ کی محبت اور کشش سے علیگڑھ کی حاضری منظور کر لی تھی۔ ورنہ میرے اعزہ میری مفارقت اب چاہتے ہی نہین۔ مجھے نہ رام پور مین کوئی تکلیف ہو سکتی ہے نہ لکھنؤ مین۔ دونون گھر ہین۔ اور دونون گھرون مین خدا کی مہربانی سے کہانے کو کافی ہے۔ مین سچ عرض کرتا ہون کہ بھوپال ہی مین سرکار عالیہ کے ایک صاحبزادے نے کہلا بھیجا تہا کہ پنشن جو ریاست سے ہے اُسکے علاوہ پچاس روپیہ ماہوار مجھ سے لو۔ اور نہ جاؤ۔ مین نے عرض کرا بھیجا کہ سو سے ایک پائی کی کمی پر بھی نہین رہ سکتا۔ ترقی کی اُمید کا یہ حال کہ "تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود" آخر آج مین پچاس مین کس طرح گزر کر سکون گا۔ مین آپکی خدمت اور اپنے دوستون کی خدمتون مین تو اپنے کو مثل ایک ناچیز کے ضرور پیش کر سکتا ہون مگر نہ مین اپنے تئین اتنا نا قابل سمجھتا ہون نہ ایسا گمنام کہ گر کے اور ذلیل ہو کے ایک ریاست کو جاؤن اور وہان اپنی موجودہ حالت اور عزت کو بھی ملک کی نگاہون سے گرا کے عمر بسر کرون۔

آپ خیال فرمائیے کہ جو ریاست ترقی فرما کے سو کر سکتی ہے کیا وہ آج سو نہین دیسکتی آج پچاس دے کے پھر سو کرنے کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ کچھ دنون تک بچتا رہے مگر یہ کونسی ایسی بڑی رقم ہے جس سے خزانہ معمور ہو جائے گا تو اب مین کیا سمجھون؟

اُمید ہے کہ آپ میری اس تحریر پر مجھے معاف فرمائین گے۔ مین نے سچا خیال عرض

کردیا۔ اگر مین اپنی تحقیر اور تکلیف نہ سمجھتا تو آپ کی محبت اور یکجائی کا خیال کر کے ضرور قبول
کر لیتا۔ ترقی معکوس جس کے معنی اپنے کو گھٹانا مین مشکل ہے۔ قصے کی داد کا شکریہ۔ بھولنا ہو
مین آپ کا احسان کبھی نہ بھولون گا۔ کامیابی خدا کے اختیار مین ہے مگر آپ کا احسان
مجھ پر ہو چکا۔

آپ کا سچا خیر طلب
احمد علی شوق۔ قدوائی۔

حضرت محشر لکھنوی کے نام

رام پور۔ ۲ اگست ۱۹۱۳ء

حضرت کرم فرمائے بندہ۔ سلام شوق۔

وہ معنی خیز باتین کیا ہین؟ مین نے تو ذرا بھی لگی لپٹی نہین رکھی۔ اپنے مذاق سخن کو
صاف صاف ظاہر کر دیا۔ یہ بھی لکھدیا کہ جس کا جی چاہے مجھے بدمذاق سمجھ لے۔ مین
شاکی نہ ہون گا۔ اگر تمھے خورشید محشر پسند ہوا اور میرے مذاق سے ملتا جلتا ہے۔ تو ہے۔ مین
کسی پر جبر تو کرتا نہین کہ وہ بھی خورشید محشر کو میری ہی نظرون سے دیکھے۔ جو چاہے برا کہے
برا لگے مجھے کیا۔ مین نے آزادی سے ریویو لکھا ہے۔ میری نگاہ کے سامنے بعض غلطی آئی
مین نے آخر مین لکھدیا کہ محشر صاحب سے بعض چوکین ضرور ہوئی ہین۔ وہ بھی انسان
ہین۔ اگر اتنا نہ لکھتا تو کوئی ذی فہم دیکھتا تو یہ کہتا کہ شوق نہ سمجھا۔ اگر مین ان غلطیون پر جو
شاید دو تین سے زیادہ ہون مگر نفسی ہین کچھ لکھتا تو وہ میری بدنفسی ہوتی۔ ابھی تو
ہزارون مین دو ہی ایک واقفکار سمجھ سکتے ہین تب طفلان دبستان بھی سمجھ

بکتے مجھے بدنام کرنا منظور نہ تھا۔ صرف اپنا تحفظ بند بند سے کر لینا تھا۔ الفاظ یا محاورے کی بھول چوک پر مین نگاہ بھی نہین ڈالتا۔ یہ چھوٹا اور پست خیال ہے۔ جسے عیب بینی اور کم بینی کہنا چاہیے۔ ایسی خفیف چوکین سب سے ہوتی ہین اور سب اساتذہ سے ہوئین۔ البتہ فن اور علم کی غلطی ضرور مجھے ناگوار ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔ طبع ثانی کے وقت درستی ہو جائے گی۔ اضطراب کی ضرورت نہین۔ مین نے دیوان تعشق کے بعد رنگین دیوان یہی دیکھا جس کا نام خورشید محشر ہے۔ مین اپنے رنگ پر پا کے سچ لکھنے کے سوا کوئی بدنفسی نہین کر سکتا تھا۔ مین نے تو آزادانہ تحریر سے اپنے استاد حضرت امیر مرحوم کے زمانے کی سخن سرائی پر بھی حرف رکھ دیا۔ حالانکہ مین انھین کا خاک پا ہون۔ مین نے خورشید محشر سے پہلے آپ کا کلام بہت ہی کم دیکھا تھا۔ مین نے سچ یہ لکھا ہے۔ مجھے گلدستون اور رسالون وغیرہ کے دیکھنے کی فرصت کہان۔ آخر خواہ مخواہ مین برائی کیون کرتا۔ مین تو دشمن کے ساتھ بھی برائی کرنے کو اخلاقی جرم سمجھتا ہون۔

بعض باتین پھر کبھی فرصت کے وقت لکھونگا۔ آیندہ اُن سے ضرور بچنا چاہیے جن باتون پر مین نے ریویو مین فقرہ لکھا ہے وہ بھی لکھ دونگا۔

احمد علی شوق

قدوائی

رام پور۔ ۳۰ جنوری سنہ ۲۰ء

کرم فرمائے بندہ حضرت محشر صاحب۔ سلام شوق!

پوسٹ کارڈ آپ کا پہنچا۔ صحت کی خبر سُنکے ملی۔ اطمینان ہوا۔ مجھے غزل کہنے کی فرصت کہان۔ مین ان دنون کچھ نہ کہتا ہون نہ کہہ سکتا ہون۔ بعض نظمون کی ترتیب جدید مین مصروف

ہون۔ غزل کے خیالی مضامین پر مائل ہوتا ہون تو دماغ دو چار روز کے لئے اصلی واقعات کے خیالات سے ہٹ جاتا ہے اور میرا بہت ہرج ہوتا ہے۔

باوجود تمام عذرات کے میرے بھائی آبر صاحب نے مجھے بہت مجبور کیا کہ حمید وغیرہ میرٹھ سے آرہے ہین۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم آپ کو مشاعرے مین نہ لے جائین۔ اس کشاکش سے مجبور ہو کر مشاعرے سے پہلی رات کو مین نے چند شعر لکھے اور جا کے پڑھ دیے۔

یہان کا مشاعرہ ہی کیا۔ مذاق سلیم اب رام پور ہین کو ہے۔ البتہ حمید و رنجور جو میرٹھ سے آئے تھے خوش مذاق تھے اور سچے جذبات کہتے تھے۔ اور فصیح اردو مین کہتے ہین۔ نہ الجھاؤ نہ تصنع۔

افسوس یہ رہا کہ ندرت ایک عزیز کی بیماری کے سبب رام پور کو نہ آسکے۔ وہ ان دونون سے اچھا کہتے ہین۔ مین سن چکا ہون۔ رنجور تو ندرت ہی کے شاگرد ہین۔ ایک اور گروہ میرٹھ مین ہے یہ آزاد مرحوم کے خاندان کا۔ وہ اس گروہ سے الگ بلکہ رقیب ہے۔ وہ لوگ بھی خوب کہتے ہین۔ بات یہ ہے کہ یہ سب لوگ تغزل کو اس کے صحیح راستے پر لے جاتے ہین اور جو کچھ کہتے ہین ایک ایک لفظ سمجھ کے رکھتے ہین۔ مجھے تو یہ سمجھنا پڑا کہ مذاق تغزل ادھر ادھر سے کھنچ کے میرٹھ مین جا پہنچا ہے۔ چند اشعار جو مین نے یہان پڑھ دیے تھے۔ آپ کے اصرار سے مجبور ہو کے بھیجے دیتا ہون۔ دوسرا ورق ملاحظہ ہو۔ مین انشاء اللہ کل رخصت کی درخواست دونگا۔ اور مقامات مین پھرتا ہوا لکھنؤ بھی آؤنگا۔ تاریخ ابھی نہین لکھ سکتا۔ لکھنؤ تک ذرا دیر مین پہنچونگا۔

فردوس کا رسالہ مخزن لاہور جہان ملے۔ تلاش کر کے اسے دیکھیے گا۔ ابھی بہت دن ہین۔ یہ وہی مذاق ہے جس کا ذکر مین نے ایک پوسٹ کارڈ پر آپ کو لکھا تھا۔

اگر محشر صاحب مجبور نہ کرتے تو مین ایک شعر بھی نقل نہ کرتا- چاہے اور کوئی لکھ کے دیکھ لے
واللہ صبح کو چائے پی کے بیٹھا ہون- اڑھائی بج گئے- خطون کے اشد ضروری جوابون سے
فرصت نہین ملی ہے- سترہ خطوط تھے- ایسی حالت مین شاعری کیسی-

احمد علی شوق- قدوائی

نہ پائی اُس نے اسیر بھی صفائی حُسنِ جانان کی — چھنی گو چار چھلنون مین چاک ماہِ درخشان کی
کرون فریاد یا رب مین جو آنکھین بند کرلے وہ — کہ جادو ڈالتی ہین مجھ پہ نظرین چشمِ فتان کی
کیا ہے بے نشان اعزاز کیسے [illegible] ظالم نے — تبرک کر کے مٹی بانٹ دی گنجِ شہیدان کی
وہ یا گھر مین نہین ہے یا گیا [illegible] اُس کا — مروت سے بھری ہین آج آنکھین اُسکے دربان کی
لہو ٹپکا ہوا تجکو ملے گا جا بجا [illegible] — بڑی پہچان ہے اے نامہ بر یہ کوے جانان کی
پسند آئے مجھے زخم [illegible] نہین — ادا آئی نظر تیرے تبسمہاے پنہان کی

[illegible] سے اے شوق کیسی طنز تو سنلو
وہ کہتا ہے کہ کنجی کھو گئی ہے قفل زندان کی

رام پور ۱۵- اکتوبر [illegible]

جناب مرزا [illegible] بندہ- سلام شوق- آپکا پوسٹ کارڈ پہنچا- شکریہ- آپکی
خیریت [illegible] پوچھتا ہون حضرت اب اچھے ہین- مین گزشتہ بیماری کے
ضعف سے [illegible] ہون- زرد ہو رہا ہون- مین کیا اور میری غزلین
کیا- آپکی محبت [illegible] کرنے پر مجبور کرتی ہے- مجھے کوئی سخن گوئی کا دعوی
تو ہے نہین البتہ ایک عادت پڑ گئی ہے- جیسے اڑ گرٹے کا گھوڑا بے چلے نہین
مانتا- اسیطرح شعر کہے [illegible] دل بے شعر کہے نہین مانتا- بس اتنی بات ہے- خیر طلب
شوق

رام پور - ۲۰ جون ۱۹۲۲ء

حضرت کرم فرمائے بندہ - سلام شوق - پوسٹ کا [illegible] اور حضرت ابر خیریت سے ہیں -

ایک صاحب لکھنؤ میں ہیں محشر صاحب [illegible] باہر نکلتے ہیں تو ایک چھکڑا جھوٹ کا لدا ہوا ساتھ ہوتا ہے - یہاں [illegible] سے جھوٹ کو خرچ کیا جب پلٹ کے گھر پہنچے - تو آیندہ [illegible] سے بھر کے پھر چھکڑے کو کھڑا کر دیا -

کیوں صاحب کہیں وہ آپ ہی تو نہیں ہیں - [illegible] آپ نے حد کر دی - یہاں بہ نسبت لکھنؤ کے گرمی کم ہے - بھاگ آیئے [illegible] ہو گئی تو بجلی کے پنکھے اتنے آپ کے پاس لگا دیے جائیں گے کہ آپ [illegible] سے ہوا پر اڑ کے سیر کر سکیں -

حضرت آرزو سلام کہتے ہیں اور آپ کے [illegible] شکر کرتے ہیں [illegible] نے تو کہدیا کہ محشر صاحب نے مہینہ اور تاریخ لکھی تھی مگر سنہ [illegible] شاید [illegible] آیندہ اور آیندہ سے بھی آیندہ [illegible] ہو -

پانی نہیں برستا خدا سے رحم کی آرزو آپ کو ہے [illegible] کے سچے رہتے ہوں - جیسے ایک صاحب ہیں - آپ نہیں [illegible] وہاں [illegible] ضرور ہے -

احمد علی - شوق قدوائی

رام پور - ۲۸ جون ۱۹۲۳ء

کرم فرمائے بندہ حضرت محشر صاحب!

سلام شوق - جاڑا گزرا - گرمی ختم ہو گئی - برسات آگئی مگر باوجود ہزار وعدوں کے محشر صاحب نہ آئے ؎

ہزار عذر بہ یک خلف وعدہ دارد و آہ
چہ خاکپا بہ سر انتظار می ریزد

جب وعدے برابر غلط اترتے ہیں تو بیماری کی اطلاع کو میں کیوں صحیح سمجھ لوں - یہ بھی ایک فیشن ہو اور ضرورت بھی ہے کہ بیمار سمجھ کے لوگ ترس کھائیں - اور سفر کے واسطے نہ کہیں - آپ مطمئن رہیے - اگر بیمار نہ بنتے - یا بیماری سے کمزور نہ بنتے تب بھی آجکل کے گرم موسم میں کوئی آپ کو سفر کا راستہ نہ بتاتا -

پروفیسر احمد حسین شاداں مدت سے اپنے وطن بلگرام میں ہیں - مدرسہ رام پور میں بعد امتحان طویل تعطیل تھی - امید ہے کہ جولائی کے ابتدائی ہفتہ میں رام پور کو آئیں گے - یہاں آنے سے پیشتر وہ لکھنؤ کو ضرور جائیں گے - ممکن ہے کہ آپ کو بھی کہیں مل جائیں -

میں لاہور کی سلسلہ جنبانی سے تو واقف ہوں - مگر طے ہو جانے کی خبر ابھی مجھے نہیں ہے اگر شاداں صاحب یہاں ہوتے تو حال معلوم ہوتا - ہاں صاحب، "العالم متغیر" کا مسئلہ میں سمجھے ہوئے ہوں - اور اب یہ دیکھ رہا ہوں کہ لکھنؤ میں تغیر کی صورت ہے - لوگ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں - شاید آپ اُن لوگوں میں نہ ہوں - اور ہوں تو کیا عجب ہے -

احمد علی شوق
قدوائی

سیّد اولاد حسین صاحب شاداں بلگرامی پروفیسر کا خط جناب محشر لکھنوی کے نام

۲۱۔ جنوری ۱۹۲۲ء

شاداں نواز تسلیم۔ عنایت نامہ نے صادر ہو کر عزت بخشی۔ لفظ "قراۃ" کو اہل لغت بروزن فعولن لکھتے ہیں۔ مگر نظم میں اس کی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں۔

کفایۃ القاری مصنفہ سیف الدین در فن قرات میں حسب ذیل یہ الفاظ آئے ہیں۔ یہ بزرگ ہندی نہیں ہیں ؎

پس بہر حرف پاک از قرآن ۔۔۔ کہ نکوئی رسد بہ قاری آن

در شستہ بود رسد بنجاہ ۔۔۔ کُلیدا آدم قرات للّٰہ

اس شعر میں بروزن فعول ہی یہی دوسری جگہ کہتے ہیں ؎

ہر کسے کیں رسالہ برخواند

پس قرارت صحیح تر خواند

یہاں بروزن فعولن ہی۔ ذیل کے شعر میں اس کی جمع قرآات بھی نظم کی ہے ؎

پس قرآات سبعہ مذکور

ہست اندر دیار شان مشہور

مرتع الغزلان فی رسم القرآن مصنفہ محمد حیدر ہندی ؎

یا موافق بود بہ قراءۃ ما

یا بود اندر والف برجا

انھوں نے بروزن فعلن نظم کیا ہے۔ اُردو میں بھی بروزن فعلن بہت نظم ہے اور طرفہ یہ ہی

کہ بترکیب فارسی ہے۔

(قصیدۂ ذوقؔ دہلوی)

کبھی ہوں مفسر قرآں ہوں بعلم تفسیر
کبھی میں قاری قرآں ہوں بعلم قراءة

نتیجہ فکر جناب محمد خان [illegible] بریلوی شاگرد جناب امیرؔ مرحوم لکھنوی

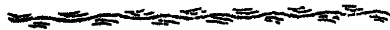
کبھی [illegible] تو [illegible]
مثل قاری کبھی کشاف نکات قرارت

[illegible] ہیں کہتے ہیں۔

دیوان میں [illegible] خوش لہجہ گلزار امامت کا
کہ رنگ آتا ہے نغمے میں مرے قرآن کی قرارت کا

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ قرارۃ بروزن فعولن بھی ہے لہذا صاحب غیاث کا بروزن حکمت لکھنا بیجا نہیں معلوم ہوتا۔ اگر فرصت ہو تو جواب کی رسید سے مطلع فرمائیے گا اور یہ بھی لکھئے گا کہ اس لفظ کی تحقیق کی کیا ضرورت آپڑی۔ ایام بکام والسلام

ہیچمدان
شادانؔ بلگرامی





مولانا شبلی مرحوم کا خط قاضی محمد خلیل صاحب رئیس اعظم بریلی کے نام

مکرمی،

والا نامہ پہنچا۔ آپ کے جوش اسلامی کا معترف ہوں لیکن ترجمانی سے کہاں کام چل سکتا ہے۔ اپنا دل اور زبان دوسرے کو کیونکر دیدوں۔

اور ندوہ کی یہ حالت ہے کہ غریبوں نے راس المال بھی خرچ کیا۔ اب بالکل صفائی ہے سب سے بڑا کام سرمایہ کا محفوظ رکھنا روپیہ کا جمع کرنا۔

شملے کے لوگوں نے بلایا تھا میں گیا اور بقدر حیثیت وہاں سے کامیاب آیا، تمام ہندوستان کا دورہ کرنا ہے جابجا خطوط بھیجے ہیں۔ ندوہ اسی لیے ہے کہ ضرورت کے موافق مولوی پیدا ہوں۔ لیکن ندوہ مدت سے بے والی وارث رہا۔ میں نے آکر انگریزی کے صیغہ پر خاص توجہ کی اب وہ ابتداء سے لازمی کردی گئی فراغ تحصیل کے بعد اور پڑھنے پر طلبا اس قابل ہوں گے کہ انگریزی میں وعظ کہہ سکیں۔

آپ الندوہ کے خریدار ہیں یا نہیں وہ ہر حیثیت سے خریدنے کے قابل ہے۔ پرزور اور اعلیٰ رسالہ ہے۔ ندوہ کے حالات بھی ہوتے ہیں قیمت کل ۳ سالانہ ہے۔ ضامن سے فرمایئے کہ دہلو کی اجازت دیں۔ اور آپ خود دیکھیں۔

میری آخر تصنیفات علم الکلام و الکلام شائع ہو گئی ہیں۔ سوانحعمری مولانا روم مدت سے مطبع میں گئی ہے۔ والسلام

۲۹۔ اگست ۱۹۰۵ء

شبلی

منظوم خطوط

بابو کنجبہاری لعل صاحب شفیق بجنوری کا خط جناب مجاور حسین صاحب تمنا لکھنوی جانشین حضرت جاوید لکھنوی کے نام

(مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۱ء)

کہا یہ مجھ سے مرے اک شفیق نے آکر ۔۔۔ کہ آیا ہے مرے پاس آج خادم اک اخبار
یہ کہہ کے ایک نمونہ بھی پھر انھون نے دیا ۔۔۔ کمال شوق سے مین نے اُسے پڑھا اک بار
پڑھا جو مین نے تو مجھکو عجیب لطف آیا ۔۔۔ وہ نظم و نثر تھی لعل و گہر ہون جیسے نثار
ہوا جو اُسکی عبارت سے ذوق شوق فزون ۔۔۔ کہا یہ دل نے کہ تو بھی بن اس کا نامہ نگار
مگر یہ فکر ہوئی کس طرح کرون تحریک ۔۔۔ کہ میرا شوق اڈیٹر پہ اُسکے ہو اظہار
بڑھی جو فکر تو دل نے مجھے صلاح یہ دی ۔۔۔ کہ پہلے خط کے ذریعہ سے کر لے استفسار
لہذا عرض یہی خدمت مبارک مین ۔۔۔ کہ درج کیجئے خادم مین یہ مرے اشعار
اور اسکے بعد بھی بھیجونگا مین کلام اپنا ۔۔۔ رہا کریگا یہی شغل اب سے لیل و نہار
الہی آپکا اخبار اتنا ہو مقبول ۔۔۔ پچاس لاکھ اشاعت ہوا کرے ہفتہ وار

یہ آرزو ہے شفیق مجھکو آپ تمنا کی
کہ مانگتا ہون ملاقات کی دعا ہر بار

جواب تمنا

جناب کی مین عنایت کا دل سے ہون ممنون ۔۔۔ کہ مجھ سے ہیچمدان کو دیا یہ عز و وقار

کلام اپنا عنایت کیا وہ بارونق — کہ جس سے بڑھ گئی کچھ اور زینت اخبار

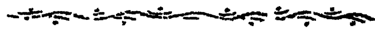
ضرور آپکی نظمیں چھپا کریگی یہاں — جو خوب ہونگی تو ہوگا بہر طرف اصرار

مگر جو آپ نے آخر میں یہ کیا ہے رقم — کہ مجھ سے ملنے کی حسرت ہے مجکو لیل و نہار

جناب اسکا تو قائل میں صرف اتنا ہوں — کہ آپ مجھکو سمجھتے ہیں اک غریب دیار

یہی سبب ہے فقط میرے دل بڑھانے کا — وگرنہ مجھ میں تو خوبی کوئی نہیں زنہار

لہذا آپ سے ملنے کا تو مجھے بھی ہے شوق — مگر نہ ہونگی سعادت دکھاتا ہوں غرور وقار



مولانا محمد عبدالحلیم شرر مرحوم کے خطوط بنام حضرت وصل بلگرامی کے نام

دفتر دلگداز کٹرہ بزن بیگ خان
لکھنؤ

۲۹ نومبر سنہ ۱۹۲۲ء

مکرمی تسلیم

آج ہی میں نے دعوت شادی کے کارڈ مولانا اور دیگر احباب گورکھپور کی خدمت میں روانہ کئے ہیں یقین ہے کہ پہنچے ہوں گے اور جناب مولانا اپنے وعدے کے مطابق مجھے شرف قدوم سے سرفراز فرمائیں گے اور آپ بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔ میری تمنا تو یہ تھی کہ جناب مولانا میرے ہی مہمان ہوں مگر انکو اس میں تامل ہے۔ تو میں زیادہ اصرار نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ ممکن ہے ممدوح کو میرے یہاں تکلیف ہو۔

آپ سے اپنا التماس ہے کہ دلگداز کا دو سال کا انعام جس کی مقدار چار سو روپیہ ہے مولانا سے عرض کرکے بھجوا دیجئے۔ اس موقع پر مجھے یہ رقم بہت کچھ سبکدوش کرسکے گی۔ میرا

خیال ہے کہ اس موقع پر مین شائد اس سے زیادہ اعانت و دستگیری کا مستحق ہون گا۔
لیکن ان امور مین مولانا کو اختیار ہے۔ والسلام

خاکسار

محمد عبدالحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز

دفتر دلگداز گڑھ برن بیگ خان لکھنؤ

(۸ ذولقعدہ ۱۳۲۴ھ)

مکرمی تسلیم۔

آم پہنچے۔ خدا آپ کا اور مولانا دام ظلہ و عم فیضہ کا منہ ہمیشہ ایسا ہی میٹھا رکھے جیسا کہ میرا منہ میٹھا کیا ہے۔ ع

بے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

جو ناول آپ سے وعدہ کیا ہے اب اس کو ایک ماہ بعد شروع کرونگا۔ آجکل دلگداز کے پرچوں کے نکالنے مین مصروف ہون۔ صدیق کے سپرد کر دیا تہا بلکہ انہین کو مالک کر دیا تہا۔ وہ چلے گئے اور اب پھر اس کا بار مجھے اٹھانا پڑا۔ چار پرچے تیار کرا چکا ہون۔ دو اور تیار ہو جائین تو آپ کا کام کرون۔

جناب مولانا کے ذیابیطس کا حال سنکر سخت تردد ہوا۔ خدا اُن کو زندہ سلامت رکھے۔ ملک و ملت و دین کی بہت سی امیدین انکی ذات سے وابستہ ہین۔

میرا ایک کام بھی مولانا ممدوح کی خدمت مین عرض کرکے پورا کرا دیجیے تو بڑی عنایت ہو۔ مولانا نے دو سو روپیہ سالانہ "مورخ" کے مقرر فرما دیے تھے جو معلوم نہین کب تک صدیق کو دیے گئے۔ مورخ بند ہو گیا اور نہ اُس کے نکلنے کی اب اُمید ہے۔ لہذا میری طرف سے

خدمت میں عرض فرمایئے کہ وہ مربی گری جو "مورخ" کے حال پر مبذول تھی اگر دلگداز
کی جانب منتقل ہو جائے تو بڑی عنایت و مرحمت اور ادب اردو اور اسلامی لٹریچر کی سچی
خدمت ہو اگر یہ درخواست منظور ہو تو اس سال کے دو سو روپیہ وصول فرما کے بھجوا دیجئے۔
بڑی نوازش ہوگی۔ چونکہ اکٹھا بہت سے پرچے نکالتا ہوں اس لئے یہ مرحمت وقت پر ہوگی۔
اس لئے کہ میں اب اس قابل نہیں ہوں کہ بغیر قرض لیئے اس کام کو پورا کر سکوں۔ والسلام

خاکسار

محمد عبدالحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز

دفتر دلگداز گڑھ برن بیگ خان

لکھنؤ

[illegible]

بندہ نواز تسلیم۔

اثناس میں نے کہا ہے۔ پاس پڑوس والوں نے کہا ہے آپ کے اور مولوی
صاحب قبلہ کے جان و مال کو مزہ لیتے وقت روئیں روئیں سے دعا نکلی فیصلہ ہوا۔ رسید
کیسی اور جواب کس بات کا۔ جو پائے حق کے صفحات کے لئے سراج کو لکھئے۔ میں بھی کہے دیتا
ہوں۔

آپکا کام کرنے پر ہر وقت تیار رہتا ہوں۔ ناول تیار کرنا ہو جیسی فرمایش ہو۔ لیکن بیچ
درمیان میں کئی کئی بار ایسا بیمار ہوا کہ بالکل معذور ہو گیا [illegible]۔
ربیع الثانی کی کسی تاریخ میں بندہ زادی کا عقد ہے۔ آپکو اور مولانا کو [illegible] تکلیف
کرنا ہوگی۔ ابھی سے کہہ رکھئے۔ وقت پر کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ فقط

خاکسار محمد عبدالحلیم شرر

لکھنؤ ۲۲-ربیع الاول سنہ [illegible]

مکرمی و محترمی تسلیم۔

گرامی نامہ آیا میں آپ کا اور مولانائے محترم کا نہایت ہی شکر گزار اور رہین منت ہوں کہ تقریب عقد بندہ زادی میں زحمت فرماتے اور قدم رنجہ فرماتے۔

آپ سے میں نادم ہوں اور بہت نادم۔ لیکن آپ میرے ساتھ پندرہ بیس روز رہتے تو معلوم ہوتا کہ میں کس قدر ہجوم افکار اور مختلف ذمہ داریوں کے ادا کرنے اور صدہا فرایض و احکام احباب سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے ہر گھڑی اپنی جان چھڑا تا رہتا ہوں۔ ایک فکر ختم نہیں ہوتی کہ دوسری شروع ہو جاتی ہے۔

اب اس تقریب سے فارغ ہونے کے بعد میں انشاء اللہ آپ کا ہوں گا۔ بشرطیکہ آپ دو چار بار خود آنے کی زحمت کریں اور ایک بار تین چار روز میرے گھر رہیں بغیر اس کے میری شرمندگی دور نہ ہو سکیگی۔

آپ نے انناس کھلائے اور مولانا کی عنایت سے بڑی بڑی نعمتیں پائیں مگر مجھے لکھنے اور مصروفیتوں میں جتنا فرحت ملتا ہے کسی چیز سے نہیں ملتا یہی تمباکو مجھ سے لٹریری کام لیا کرتی ہے۔ لہذا اگر کبھی چار پانچ سیر پینے کا تمباکو وہاں کا بہترین مرحمت ہو اکرے تو اس سے زیادہ اچھی نعمت و مرحمت میرے لئے کوئی نہیں ہو سکتی

خاکسار

محمد عبد الحلیم شرر

جناب سید محمد نوح صاحب شبیر مچھلی شہری کے خطوط مولف کے نام

۱۶ جنوری ۱۹۲۵ء مچھلی شہر جونپور۔

شکریہ کیوں نہ ادا دل سے کروں میں صفدر
بعد مدت جو شبیر آج تمھیں یاد آیا

پیارے صفدر!

کارڈ کے پہنچنے پر بجائے اسکے کہ خوشی ہوتی مجھے روحی صدمہ اور دلی رنج اسوجہ سے ہوا کہ آپ نے اپنی بے دست و پائی کا حال لکھ کر میرا دل دکھایا۔ ہے ہے یہ کیا ہوا لللہ تفصیل لکھیے کہ یہ کیا مضمون ہو۔ خدا آپ کو صحت دے اور لاحق عارضہ اگر علاج پذیر ہو تو صحت بخشے۔ اس عرفی مدت مین مجھپر بہت اثر حوادث ہوا۔ مرگ اعزا کے علاوہ خود میری ذاتی صحت نہایت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ علاوہ اور مصائب جو پہلے گزرے مین سخت بیماری مین مبتلا ہو کر قریب الموت ہوتے ہوتے بچگیا۔ دل و دماغ بیکار ہین ستر برس کی عمر ہوئی انحطاط قوی نے زندہ درگور بنا رکھا ہے ضعف پیرانہ سالی بڑھتا جا رہا ہے، پہلے پنج مین آنریری مجسٹریٹی کا کام کم تھا۔ اب تین برس سے اسپشل مجسٹریٹ درجہ دوم ہونے سے تنہا اجلاس مین کام بہت زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ پولیس کے چالانی مقدمات کثرت سے آتے ہین۔ اور مجھ میں کام کرنے کی سکت نہین ہے۔ بہر حال خدا کا شکر ہے۔

شعر و شاعری سے دل ہٹ گیا آج کل کے نوآموز تخیل جدید نے اور طبیعت کو ناخوش کر دیا ہے، اصول فن سے آگاہی نہین۔ لاف انا ولا غیری کا دعوی مزید برآن۔

صرف شوکت وجبروت الفاظ سے کام رہ گیا ہے، انوکھی ترکیبیں بے معنی اضافت و عطف سے واسطہ ہے۔ مجھے ادہر تو فرصت ذرا بھی نہیں ہے۔ دل ودماغ قابو میں نہیں ضعف کہرسنی تو تھا ہی، آئے دن کی بیماری نے اور بھی مجبور ومعذور کر رکھا ہے لیکن میں آپ کی تعمیل خاص کے لئے کوشش کروں گا۔ ۳۰ جنوری تک تو اور مشاغل سے نجات نہ ہوگی۔ اوایل فروری میں انشاءاللہ کچھ لکھ سکوں گا۔ غزل گوئی تو عرصہ سے کم ہوگئی ہے۔ ہر سال یکم رجب کو صحبت مقاصدہ کے لئے ایک قصیدہ بہ تقریب مولود ولادت حضرت امام ابوجعفر محمدؑ باقر کہنا پڑتا ہے۔ آٹھ دن صرف باقی ہیں اُس میں فکر لازمی ہے بعدہٗ دوسری فکر ہوسکتی ہے۔ اپنا حال مفصل تحریر فرمائیے۔

آپ کا دعاگو نیازمند

حقیر شہیر

۴۔ فروری ۱۹۲۵ء۔ دلگیر شہیر مچھلی شہر

جونپور

مہرپرور کرم گستر حضرت صفدر دامت افضلہ ربہ الاکبر۔

عنایت نامہ مورخہ ۱۶ جنوری کا جواب آج بعد واپسی از سفر لکھتا ہوں۔ آج پورا خط لفظ بلفظ پڑھا۔ آپ کے انگوٹھے پر عمل جراحی کیا گیا۔ انگوٹھا اور دوا ہنا انگوٹھا۔ قطع کیا گیا۔ افسوس کیا واللہ روحی صدمہ ہوا۔ جسکے لکھنے سے قلم قاصر ہے جس کے نہ رہنے سے حرف ادھ کٹے رہ جاتے ہیں جس کی بابت آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہنسنے کا نہیں۔ بھائی تم ہنسنے کو کہتے ہو مجھے رنج سے بخدا رونا آتا ہے۔ افسوس صد افسوس آپ پر یہ شدائد گزرے کہ ہاتھ پاؤں دونوں اصلی حالت پر نہ رہے۔ پھر بھی لایق صد آفرین

آپ کی ہمت بلند و خدمت ادب اُردو ہے کہ لکھنے سے ایک حد تک معذوری ہے۔
پھر بھی ادبی لٹریری خدمات کی سرانجام دہی کی فکر ہے۔ میری نسبت جو الفاظ شکر گزاری
و منت پذیری آپ نے تحریر کیے ہیں، نہیں پڑھ کر مجھے ندامت ہوئی کہ بلا وجہ آپ اسقدر
اظہار امتنان فرماتے ہیں آپ اسے یقینی باور کیجئے کہ میں آپ کو مثل اپنے عزیز بھائی کے
سمجھتا ہوں اور آپ کا سکہ کمال میرے دل پر بیٹھا ہوا ہے۔ عمرت دراز باد۔ خدا کرے تخت جگر
تم اب بالکل صحیح ہو گیا ہو۔ میری طرف سے اُسے پیار کیجئے۔ حضرت عارف کے پیڑے
انشاءاللہ عنقریب پہنچینگے۔

حقیر شہیر

بھائی صفدر!

اس وقت کہ میں پیڑے جناب عارف کے یہاں بذریعہ اپنے ایک عزیز کے بھیج
رہا تھا آپ کا کارڈ بجواب میرے نیازنامہ کے موصول ہوا۔ پندرہ پیڑے آپ کے حصہ کے
ہیں جنھیں عارف صاحب آپ کے پاس بھجوا دینگے۔ ۹-۱۹۲۸ء میں جو پیڑے آپ یہاں
کھا گئے ہیں ایسے تو شاید یہ نہ ہوں گے۔ پھر بھی اچھے سے اچھے جو مل سکتے ہیں وہ
حاضر کرتا ہوں۔

آپ کا اخلاق محبت سے مجھے مشاعرے میں بلانا باعث عزت افزائی ہوا۔ افسوس کہ
اب پیرانہ سری و ضعف قویٰ سے ناقابل سفر خصوصاً اس زمانہ میں کہ مریض ہوں اور
نقل و حرکت سے بھی معذور رہوں۔ میری شاعری کی نسبت جو الفاظ آپ نے تحریر فرمائے
ہیں، وہ آپ کے ذاتی محاسن کے جوہر ہیں۔

غزل گوئی تو عرصہ سے ترک ہے۔ خرابی صحت سے دماغ کام نہیں دیتا، وعدہ حتمی

میں اگر زندگی رسیدن بشرط فرصت کچھ فکر آپ کی مرسلہ طرح میں کرونگا اور ۲۸ فروری ماہ حال تک کسی روز پانچ سات شعر کی غزل بھیجدونگا۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ میں پابند قیود بہ حضرت استاذی اعلیٰ اللہ مقامہ ہوں اور بوڑھا قدیم مذاق رکھتا ہوں۔ جو رنگ اب کی شاعری کا ہے اس سے کورا ہوں پرانی تخیل جواب مسترد و مردود ہے۔ وہی میرے لئے مایہ ناز ہے

دلگیر شہیر

۸۔ فروری ۱۹۲۵ء

مولوی سید علی محمد صاحب شاد عظیم آبادی کا خط حضرت محشر لکھنوی کے نام

عظیم آباد پٹنہ۔ ۲۷۔ فروری ۱۹۲۴ء

معدن لطف عمیم مخلص دیرینہ قدیم دام عنایاتکم

تسلیم بصد شوق و نیاز۔ میں الحمد للہ اتفاق قضا و قدر سے اب تک زندہ ہوں اور آپکا دعاگو۔ پیری و امراض نے بیتر زمردہ کر رکھا ہے چند عرصہ سے احباب کا اصرار ہے کہ تو اپنے دیوان کو چھپوا دے۔ ہر چند زمانہ بھر اور خود اپنے ناچیز کلام پر نظر کرکے میں ٹالے جاتا تھا مگر اب چارہ نہیں ہے۔ دوسری ایک ضخیم کتاب نئے انداز کی ۲۵ جز سے زیادہ جمع کی جس کو میں حاصل عمر جانتا ہوں دو حصے اس کے ہیں پہلے حصے میں زبان اردو اور اسکے متعلقات جو ابھی تک اچھوتے ہیں فصاحت و بلاغت کی بحث کے ساتھ جہاں جہاں عربی علوم فصاحت و بلاغت و معنی بیان و صنائع میں اردو سے مخالفت ہوئی ہے۔ ان کا صراحت سے بیان غرض یہ حصہ بیحد دلچسپ ہے۔ دوسرے حصے میں ایک طویل مقدمہ ضروری کے بعد چھ مرثیہ گویان مشہور یعنی دلگیر و خلیق و ضمیر و فصیح و دبیر

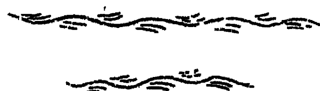
وائنس کی پوری سوانح عمری جس سے حال کی تصانیف خالی ہین۔ان بزرگوان کے تذکرے کے ضمن مین میر عشق میر انیس د میر مونس د میر نفیس وغیرہ کے حالات وغیرہ اور کلام پر ریویو و موازنہ کیا گیا ہے۔کتاب ضخیم ہے۔علی الخصوص اہل علم کا بیحد اصرار ہے کہ اس کو نہ چھپوانا ظلم ہے۔پریس تو یہان بھی موجود ہے مگر کاتب اچھے نہین ہین۔دوسرے غلط نویس ہین۔مین کمال خلوص کے ساتھ آپکو تکلیف دیتا ہون کہ اگر آپ کے ذریعہ سے یہ مرحلہ طے ہو جائے یعنی وہان کا بیان لکھ کر نقل اصل آبا کرین اور آپ مجھ پیر فانی پر نظر عنایت فرماکر قبول کرین تو پھر مین اس خصوص مین زحمت دون۔یہان ڈھائی روپیہ جزو انیس سطرون کے مسطر سے کاتب لکھا کرتے ہین کیا آپ کی توجہ سے تین روپیہ جزو انیس سطرون کے صفحہ کے ساتھ لکھا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو مین آپکی عنایت سمجھونگا۔

میری حالت اب یہ ہو گئی ہے کہ میرے احباب مین سے ایک بھی باقی نہ رہا جیسے آئینہ خانے مین تنہا ہو وہی حالت میری دنیا مین ہو گئی ہے۔آپ کو خط لکھنے کے لئے جو قلم اٹھایا تو اگلی باتون کو یاد کر کے تھوڑی دیر رو دیا۔اللہ اللہ۔

لکھنؤ مین یون تو اور بھی عنایت فرما ہین مگر آپ کے ساتھ جو خصوصیت ہے سو خود آپ پر روشن ہے۔میری تکلیف دہی معاف فرماکر جواب سے سرفراز فرمائیے گا۔

نیازکیش قدیم خاکسار

سید علی محمد شاد



مولینا مولوی محمد احمد صاحب صابر مینائی خلف اکبر حضرت امیر مینائی استاد اعلیحضرت والی رامپور خلد اللہ ملکہ کے خطوط مؤلف کے نام

مکرم محترم!

سلام مسنون قبول فرمائیے۔

آپ نے مجھے جتنا اجنبیانہ خط لکھا ہے اُس کی مجھے شکایت ہے۔ میں اس سے زیادہ خصوصیت کا آپ سے مترصد ہوں جتنی اس کارڈ میں ہے۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں جو آگ لگی تھی اُس نے کتاب یادداشت تو کوئی چھوڑی نہیں۔ کہاں سے لاؤں وہ جواہر جو اُن کاغذوں پر بکھرے ہوئے تھے۔

ہاں میرے سینہ میں کچھ ذخیرہ ہے مگر اس زمانہ میں بیحد عدیم الفرصت ہوں اگر تکلیف نہ ہو تو ستمبر کے آٹھ سات دن گزرنے پر چار دن کے لئے میرے پاس تشریف لائیے میں آپ سے ملنے کا بھی مشتاق ہوں۔ اور خدا جانے کیا کیا کہوں گا کیا کیا سنونگا۔

خاکسار

محمد احمد مینائی۔ رام پور، ۱۰ اگست سنہ ۱۹۱۷ء

شفیق کرم گستر۔ سلام و دعا۔

ایک نوازش نامہ پہنچا۔ غزل اُس میں ملفوف ہے۔ میں نے غزل دیکھی۔ اچھے اچھے شعر ہیں۔ بارک اللہ۔

گر خط ایک معمّا ہے کہ میرا فہم اُس کے سمجھنے سے قاصر رہا۔ مین نے آپکو اس امر کے قابل نہین سمجھا۔ کیا بات ہے؟ بس مفصل اطلاع دیجیے۔

کیا بھائی عابد بہسوانی لکھنؤ مین ہین اور کیا کرتے ہین۔ کتاب طبع ہو لے تو مجھے بھیجیے۔ مین انشاء اللہ کوشش کرونگا۔ آپ لکھنؤ مین کیا کرتے ہین۔

محمد احمد مینائی

۱۹ ستمبر ۱۹۱۷ء

حضرت طاہر فرخ آبادی کے خطوط حضرت وصل بلگرامی کے نام

قدر افزائے ہیچمیرز جناب سید مقبول حسین صاحب دام الطافہ

السلام علیکم!

قطعہ تاریخ دیوان جناب حمد آپ کی خاطر سے ایسی پریشانی مین موزون کیا ہے کہ جس کا بیان نہین ہو سکتا۔ گھر بھر کی طبیعت اچھی ہو گئی تھی مگر گیا ہوا بخار پھر لوٹ آیا اور وہی شدت ہے۔ برخوردار اقتدار حسین سلمہ کو اگرچہ فضل الٰہی سے تپ نہین ہے مگر ضعف ایسا ہو کہ جس کی حد نہین ہے اور سر کی شکایت ہے کہ قابو مین نہین ہی اور لڑکے کے گھر مین بھی بیمار ہین۔ بکر گیا ہے ہسپتال ہے۔ اس وقت ایک خط کانپور سے ایسا ہوش آیا ہی کہ ہوش اُڑ گئے ہین۔ آپ بھی میرے حق مین دعا کیجیے۔ زیادہ کیا لکھون آپ کے استفسار کا بھی جواب عرض کروں۔

اولاً مین شاگرد جناب منشی امداد حسین صاحب صغیر فرخ آبادی کا ہوا اور ممدوح شاگرد حضرت بحر لکھنوی مغفور کے تھے اور خاص شاگردون مین تھے۔ خدا نے صاحب ثروت

کیا تھا اکثر لکھنؤ تشریف لیجاتے تھے - اور حضرت اُستاد کی خدمت کرتے تھے - اصلاح خطوط کے ذریعہ
سے بھی ہوا کرتی تھی - مین نے بھی چند غزلین حضرت تحر مغفور کی خدمت مین بھیجی ہین میرے
حال پر بھی نظر ملاطفت تھی - بہرحال مین نے ہر دو حضرات عالی صفات کی خدمت مین استفادہ
حاصل کیا - اگر قطعہ پسند آئے تو ایک کارڈ خوشنودی مزاج کا بھیجدیجیئے گا -

رقیمہ نیاز

طاہر - ۱۳-اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء

قدر افزائے بندہ جناب کمالات انتساب منشی سید مقبول حسین صاحب وصل بلگرامی
رزاقی دام الطافکم تسلیم!

عنایت نامہ تحایف نادرہ یعنی دربار قیصری کے ساتھ پہونچا - رہین منت فرمایا - کیا
کہنا ہے بہت ہی خوب کہا ہے - آپ کے خط کا جواب توقف سے لکھ رہا ہون - معاملات
خانہ داری کی وجہ سے فرصت نہ ملی - مین کل فتحگڈھ سے ہردوئی مین آیا ہون - برخوردار مظہر علی سلمہٗ
اس سال مین ایمن بٹوارہ ہین انہین دیکھنے آیا ہون - اور انشاءاللہ تعالیٰ دو ہی چار روز
مین فتحگڈھ لوٹ جاؤنگا - تاریخ دیوان کے لئے مظہر علی سے کہدیا ہے - اور اُن کے بھائی نظر علی
کو بھی مین پوری خط بھیجدیا ہے کہ تاریخ بھیجین - شاید ہی توجہ کرین - کیونکہ ان لوگون کو شوق
نہین ہے اور سرکاری کام سے فرصت بھی نہین ملتی ہے - مولوی رستم علی خان صاحب ادیب
فرخ آبادی سے ذکر کردیا ہے - اور یہان سے جاکر پھر یاددہانی کرونگا غالباً موثر ہنے -

مین نے اپنا کلام آج تک بطور خود نہین چھپوایا لوگون نے بطور خیرات چھاپ دیا ہے
وہی فروخت کرکے اپنی لاگت وصول کرتے ہین - پیشتر دو واسوخت فتحگڈھ مین چھپے تھے اور
حال مین ایک گلدستہ موسوم مرقع سخن شیخ محمد حسین صاحب سوداگر خیمہ جات فتحگڈھ نے

اپنے مطبع واقع فتحگڑھ مین چھپوایا ہے۔ شاید قیمت واسوخت کی ۲/ اور مرقع سخن کی قیمت مع
محصول ۴/ ہے۔ میں اور ایک دیوان پہلا عزیز الرحمٰن مالک مطبع مجیدیہ ۔ شاگرد حضرت ... کانپور
مین چھپا ہے۔ فی جلد ۱۲/ کو دیتے ہیں سنا ہے کہ میرے دیوان کی کم ہو گئی ہیں اب قیمت
انہوں نے زیادہ کر دی ہے۔ واللہ اعلم اگر آپ منگوانا ہو تو پھر ان دونوں صاحبوں کے
نام خط لکھکر منگوا لیجیے۔

باقی کلام میرا یعنی دوسرا دیوان عاشقانہ اور ایک دیوان نعتیہ مع قصائد ابھی تک
طبع نہیں ہوئے ہیں دیکھئے چھپتے بھی ہیں یا نہیں مگر یہ دونوں دیوان طبع ہونے لگے
ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ انہیں بطور خود جب دیکھوں چھپواؤں مگر آجکل کچھ بری سستی سا
پھیکا پڑ گیا ہے ۔

جب اس زمانہ میں قدر ہنر نہیں طاہر
تو پھر سکوت ہی بہتر ہے خوش بیان کے لئے

اپنے استاد ان فاضت بنیاد کی خدمت میں میرا سلام نیاز کہنا۔

رقیمہ الوداد

طاہر ۷ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء



جنابِ محمد علیم خان صاحب علیم الہ آبادی سکرٹری میونسپل بورڈ تلہر ضلع شاہجہانپور

(کا)

منظوم خط حضرت عطا بدایونی کے نام

نامۂ شوق چلا ہے مرا تاثیر کے ساتھ
لطفِ تقریر مگر شرط ہے تحریر کے ساتھ

کوئی پیمان نہ تھا آوارہ وطن کا لیکن
آپ کی یاد رہی کاتبِ تحریر کے ساتھ

اہلِ ظاہر مری خدمت سے شگفتہ نہ ہوئے
کیا کرے بادِ صبا غنچہ تصویر کے ساتھ

کوئی تو صید فگن تھا کوئی صیاد فگن
میری تقدیر نشانہ رہی نخچیر کے ساتھ

جب زمانہ تھا موافق تو خلافِ امید
حسنِ تدبیر بھی تھا خوبی تقدیر کے ساتھ

اب وہی میں ہوں وہی حلقۂ احبابِ کرم
دورِ دورہ ہے مگر گردشِ تقدیر کے ساتھ

نوٹ

ان چند اشعار میں جو واقعات پنہاں ہیں انہیں کچھ وہی حضرات سمجھ کر داد دے سکتے ہیں جنکے اور جنکے حسنِ اخلاق سے لائق مصنف کو شکوہ ہے۔ بہر حال دریا کو کوزے میں بھرا ہے۔

(مؤلف)

مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی کے خطوط

سحر البیان حضرت شوق قدوائی کے نام

لکھنؤ نخاس جدید۔

سر حلقۂ ارباب کمال زاد اللہ افادکم

التسلیم بالتحیتہ والتکریم۔

آج جناب محوی کا عنایت نامہ ملا جس مین آپ کے دست مبارک کی لکھی چند سطرین لکھی ہوئی تھین۔ اِس یادآوری اور حوصلہ افزائی کا منت پذیر ہون۔ مین ایک عرصہ سے آپکا غائبانہ مداح اور آپ کے اِس فلسفیانہ طرز سخن پر فریفتہ ہون۔ مجموعی حیثیت سے آپکی شاعری جس قدر پُر زور ہے دوسرے کی نہین۔ آپکی نظمین رسایل مین نہایت شوق سے دیکھتا ہون۔ لسان الملک کا خطاب بقول اڈیٹر شرق آپ کے واسطے سزاوار ہے اور آپ اُسکے اہل ہین۔ مین آپکی توجہ خاص اور عنایت پر اگر فخر و مباہات کرون تو بیجا نہین۔ کیونکہ مین اپنے نزدیک آپکو اُن مستند اہل کمال مین جانتا ہون کہ جنکی تعریف ہر شخص کے لیئے ایک سند او رائت کمال ہو۔ خاصکر مجھ ایسے ہیچ مایہ اور بے بضاعت شخص کے لیئے۔ مین نے اسکے پیشتر بھی جناب محوی کی خدمت مین آپکا شکریہ ادا کیا تھا۔ اور اب بھی ادا کرتا ہون کہ آپ نے لفظ "تمغا" پر متنبہ کیا۔ آئندہ بھی اُمید ہے کہ آپ میری نظم و نثر مین اگر کوئی لغزش دیکھین تو ضرور لکھین۔ مین اسے ہرگز عیب نہین سمجھتا۔ اگر نفس الامر مین وہ غلطی ہے تو اسکو قبول کرلون یا اگر نہ غلط ہو تو اُس کا جواب دون۔ اور حضرات کا مین ذمہ دار نہین۔ سہو لفکر اور غلط فہمی تو انسان کی فطرت

مین داخل ہے۔ پھر مین بھی انسان ہون۔ کوئی عالمِ لاہوت کا باشندہ نہین۔

معیار پر جو ریویو آپ نے لکھا ہے۔ اُس کو نہایت شوق سے دیکھون گا امید ہے کہ آپکا مزاج بخیریت ہو کبھی کبھی اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیے گا۔

مرزا محمد ہادی عزیز

حضرتِ محوی لکھنوی کے نام

لکھنؤ۔ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء

شفیق عزیز!

گرامی نامہ پہنچا۔ اس عرصہ مین میرے بڑے بھائی حکیم مرزا مہدی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اور مجھپر ایک خاص اثر ہے۔ مرحوم لکھنؤ مین ایک فرد کامل اور میرے اسلاف کے نام روشن کرنے والے تھے مگر افسوس کہ مین اس سرائے فانی مین تنہا رہ گیا۔ اوقات زندگی تلخ ہین اور دنیا نظرون مین ہیچ ہے۔ جذبات مُردہ ہو گئے۔ یہی سبب تھا کہ تحریر جواب مین کوتاہ قلمی ہوئی۔ معاف کیجیے گا۔

آپ کی غزل کو اسی حالت مین دیکھا کچھ دل ہی بہلے جب تک شعر سامنے رہے کسیقدر دل ٹھکانے رہا۔ مین بھی آپکو اور آپکے کلام کو بہت دوست رکھتا ہون اور اس کا شکر گزار ہون کہ آپ مجھ سے حسن ظن رکھتے ہین اگرچہ مین ہیچمدان ہون۔ آپ کو اصلاح کی ضرورت نہین۔ یہ آپکی احتیاط ہے اور ایک صحیح الدماغ کا خیال ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ غزل کے سب شعر اچھے ہین۔ جو زیادہ پسند آئے اُن پر صاد کر دیا ہے۔

آجکل میری لئے قابل اعتبار نہین- آپ خود ملاحظہ کر لیجیے گا- میرے نزدیک تغیر کی کہین ضرورت نہ تھی- آپ بہت سمجھ کے کہتے ہین-

عزیز

لکھنؤ ۵- جنوری ۱۹۱۲ء

حبیب قلبی و طبیب نفسی!

نامۂ گرامی پہونچا تحریر جواب مین تاخیر اسلئے ہوئی کہ مین عشرۂ محرم مین کوئی کام نہین کرتا- کربلا کے غریب الدیار مظلومون کی مصیبت ایسی موثر ہے جسکی یاد کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ نہین ہونے دیتی عشرۂ محرم ختم ہوا اور سب سے پہلے مین آپ کے خط کا جواب لکھنے بیٹھا ہون-

محبت وہ طلسم ہے جو دوست کے معائب پر بھی محاسن کا پردہ ڈالتی ہے- آپ کو اسی سبب سے میری نظم عبارت بھی لطف دیتی ہے- یہ میری خوش نصیبی ہے- اور کیا کہون لکھنؤ آجکل تمام امراض سے پاک صاف ہے- سوائے مرض الموت کے جس سے دنیا مین مفر نہین بیشک مشورہ کی رفتار بہت سست ہی- اب تک کوئی رسالہ نہین نکلا- اور نہ انکا کوئی خط آیا-

عزیز





جناب احمد علی خان صاحب عاصی شاگرد شوخ بیچین کسمنڈوی کے خطوط

عالیجناب قاضی محمد خلیل صاحب رئیس اعظم بریلی کے نام

میں وہ نہیں ہوں کہ اس بت سے دل مرا پھر جائے
پھرے دل جو اس سے تو مجھ سے مرا خدا پھر جائے

قاضی صاحب - ذرا سننا تو یہ کون فقیر ہے کیا اچھی آپ کو دعا دے رہا ہے ؏
رہے شاداب نخل جاہ و دولت
پھلو پھولو فقیر دل کی دعا سے (آمین)

آہا - یہ فقیر کاہے کو ہمارا عاصی ہے - خیر جی تو نہیں چاہتا مگر اندر بلالو - دعا دیتا ہوا ڈرتے ڈرتے اندر حاضر ہوا - دیکھتے ہی -

قاضی صاحب - میں تجھ سے خفا ہوں -

عاصی - واقعی میں قصور وار ہوں -

قاضی صاحب - یہ تو نے کیا سمجھ کر لکھا -

عاصی - خطا ہوئی - برا کیا اور کہو تو سچ کہدوں مجھے تمھارا پیارا غصہ ہی اچھا معلوم ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ میں نے تمھارے چھیڑنے ہی کے لئے لکھا ہو - اچھا اب میں ایک مسئلہ پوچھتا ہوں حضرت امام مہدی آخر الزمان کے پیدا ہونے سے کیوں توبہ کے دروازے توڑا نہیں بند ہو گئے ہیں -

قاضی صاحب - توبہ کرو - دروازے کیوں بند ہونے لگے تھے -

تو لے لو میں توبہ کرتا ہوں۔ جھٹ من جاؤ۔ زرا میری میری محبت تو دیکھو کہ میں خود منانے آیا ورنہ بخدا میں بڑا بیمروت ہون۔ خواہ مخواہ لوگوں سے لڑبیٹھتا ہون۔ جھوٹ موٹ کی بات نکال کر الگ ہو جاتا ہون۔ واللہ قاضی صاحب مجھے جتنی تم سے محبت ہے..... حافظ مجازی و حقیقی تم سے خوش ہو۔ دیکھو میں پھر کہتا ہون کہ جو کچھ بزرگان دین اور فقرائے باخبر سے مجھے آج تک پہنچا ہے میں نے ایک چیز کے اور جو کچھ تم سے چھپاؤن اُسکے عوض دوزخ خدا سے پاؤن اور جو میرے کہے کا یقین نہ کرے تو اُسنے کیا کہون۔ دیکھو پھر خفا ہو جاؤگے میں کچھ کہتا ہون۔

کیون صاحب باتون کا غصہ۔ حاکم کی خفگی تو اُٹھا لی جائے اور ایک فقیر محو فنا فی اللہ مست و مدہوش کا ایک رقعہ دیکھ کر مزاج زلف یار کی طرح برہم ہو جائے واللہ باللہ اور اپنے پیر و مرشد کی قسم میں تمھیں نہایت نیک اور اچھا جانتا ہون اور صاف ہو کر ملتا ہون یہ تو فقط چھیڑ تھی ؎

ستم اُسپہ کرتا ہے حد سے زیادہ — جسے یار اہل وفا جانتا ہے

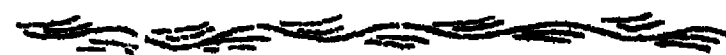
اللہ تم کو خوش رکھے اور جو طلب کرو دے۔ اور دل کو یہ شعر اپنے اُستاد کا پڑھا کر سمجھا لو ؎

وہ اپنی خو نہ چھوڑینگے ہم اپنی وضع کیون چھوڑین
سُبک سر بنکے کیا پوچھین کہ ہم سے سرگران کیون ہو

راقم

آپ کا عاصی خاطی

۱۹۔ جنوری ۱۹۰۳ء



اچھے قاضی صاحب!

خدا آپ کو عمر خضر، مرتبہ سکندر نصیب کرے۔ سے لیجیئے روزمرہ دیکھیئے آپ کی سچی عنایتین بڑے قاضی صاحب کی مہربانیون کو بھلائے دیتی ہین۔ ناہمائی لوگ قرآن کے تیس پارے یاد رکھتے ہین۔ مین آپ کے اُن کے الطاف کو کیون بھولنے لگا تھا۔
مین کس وقت آؤن۔ جواب مین مین نے دہلی کے متعلق کچھ حالات لکھے ہین آپ کسیوقت دیکھ کر یہ اخبار واپس فرما دیجیئے گا۔

آپکا دعاگو بندہ عاصی

۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

جناب مولوی قاضی محمد خلیل صاحب!

خدا تم کو دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب کرے۔ ضعف نے مجھے نہایت کمزور کر دیا اتنہو حسینون کی نزاکت بھی میری نقاہت پر صدقے ہوتی ہے۔ گو دوا وغیرہ مین خرچ بہت ہوا مگر آپ کی عنایت سے بچ گیا لیکن ضعف سیدھا ہونے نہین دیتا۔ طاقت کی چیز سے ہاتھ خالی ہے۔ آپکی مہربانی کی امید پر جیتا ہون۔ شائد آپ گلاب کو بھول گئے۔ ایک سے شوقین میری جان کو آگئے ہین کہ مجھے اتپنج کی جلد دیدیجیئے۔ مین نے اُنکو ٹالنے کے لئے کہدیا ہے کہ وہ جلد قاضی صاحب کے یہان ہے۔ اگر رقعہ لیکر کوئی آئے تو آپ بھی ٹال دیجیئو مین اِن صاحب سے اچھی طرح واقف نہین ہون۔ جو مضمون آپنے سالگرہ مین پڑھا تھا اگر وہ چھپ جائے تو کیا کہنا ہین ایک عالمآ تاریخ اور نئے ڈھنگ کا ناول لکھکر آپکی نذر کرنا چاہتا ہون میرا جی بہت بُرا ہے۔

آپ کا قدیم دعاگو بندہ۔ عاصی

حضور عالم - آداب -

کیا میں اپنے شبہ کو یقین کے ساتھ بدل دوں - اس لئے آپ کو جو میرے ساتھ سچی محبت ہے آپ میں اُس میں ضرور کمی دیکھتا ہوں - جو محتاج دلائل نہیں -

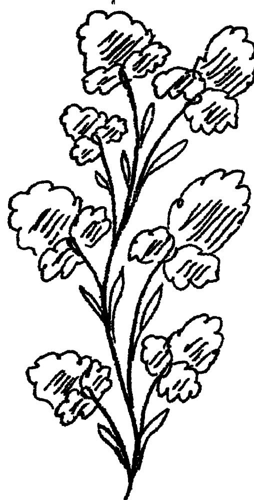
۱- مجھے آپ پہلے سے زیادہ مطیع - بہی خواہ اور خیر طلب سمجھیں -

۲- اس کتاب کے چھپنے میں خواہ آپ مدد دیں یا نہ دیں مگر میں اپنی دلی محبت کے سبب سے آپ ہی کو اس قومی اور اسلامی تصنیف کا اصلی محرک ظاہر کرنا چاہتا ہوں اگر حکم ہو تو ایک نقل اس کتاب کی شاہی منشی صاحب کو بھیجدی جائے -

آپ کا وفادار -

عاصی

۶ - جولائی ۱۸۹۵ء



جنابِ خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی کے خطوط بنام جناب قاضی محمد خلیل صاحب رئیس عظیم آبادی کے نام

مکرمی دام مجدکم تسلیم-

دو روز ہوئے کہ کارڈ اعزاز بخش ہوا قیصر نامہ کیلئے الزا یاد لکھنا بھول گیا تھا - آپکے کارڈ نے یاد دلا دیا - ایک نسخہ مین نے ایک دوست کو دیدیا تھا - اُن سے مین لیکے آپ کو بھیجتا ہون - اب جو منگاؤن گا اُس مین سے اُنھین دیدون گا ، اغلاط کے باب مین جو تحریر کیا ہے سوا آپنے کوئی کلمہ بادی النظر مین نہین چھوڑا ہے - بادی النظر کیا چشم غور سے بھی کوئی کلمہ دکھائی نہین دیتا - اگر کسیوقت کوئی لفظ خیال مین آئے گا تو لکھ بھیجون گا - لیکن بظاہر کوئی نظر نہین آیا ، علالت ،، مجھے خیال آتا ہے کہ کہین مین نے دیکھا کہ یہ غلط ہے لیکن یہ یاد نہین کہ کہان دیکھا ہے - لغات سے اس کی تحقیق کر لیجیے - اِس رسالہ کو ضرور طبع کرا دیجیے - والسلام مع الوف الاحترام

عزیز الدین عفی عنہ

مکرمی دام مجدکم تسلیم!

عنایت نامہ نے سرفراز کیا - طلائے خام کی پڑیان بھی پہنچین - آپکی عنایات و دردمندی کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ یہ چند روز برساتہ[1] کے نکل جاوین اور موسم سرما شروع ہو تو اُس کو کھاؤن اسواسطے کہ ابھی کسیقدر حرارت خفیف کسی کسی وقت ہو جاتی ہے - تارنجین بھی پہنچین - از خواجہ نور الدین صاحب تسلیم قبول باد - انشاء اللہ آیندہ دوا کا استعمال کیا جاوے گا - والسلام مع الوف الاحترام - عزیز الدین عفی عنہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۱ء یوم دوشنبہ

---

[1] خواجہ صاحب نے اصل خط مین لفظ برسات کو ہائے مختفی کے ساتھ لکھا ہے -

مولانا عثمان جعفری ایم-اے بنام نیاز فتح پوری

شیدی عنبر بازار حیدرآباد دکن

۱۰- اکتوبر ۱۹۲۰ء

دل والوں کے دل بہلاؤ محترم صفدر یا!

سلام دل آویز جس کی دلکشی پرشام اودھ نثار ہو اور فریفتگان ہزاروں جان سے قربان ہوں۔ اخلاص کے ہاتھوں پیش ہے۔

دن تاریخ یاد نہیں۔ عرصہ ہوا بھوپال کی مٹیا ڈالی سے جب میں نے چھوڑا ہے اور گلبرگہ تک جہاں مقام۔ رین بسیرا رہا۔ آپ کے پاس دو تین بار آپ کی گزشتہ یاد فرمائی کی بناپر اپنے دل وارفتہ کو سلام پہونچایا۔ اور آپ کے شیدائیوں کی فہرست میں نام لکھانے کی کوشش کی مگر آپ کی عشق کی بزم، بزم ناز تھی۔ وہاں ہم جیسے ارباب نیاز کا کہاں دخل، کہاں گذر! اتنا بھی نہ پتہ چلا کہ میرے حسین نام کے دل پارے کس گوشہ میں منہ چھپائے بیٹھے رہے۔ کاش اتنا ہی معلوم ہو جاتا کہ آپ کی میٹھی نگاہوں تک نہیں۔ محمود نگر کی گلیوں میں میرے لعبتان خیالی کا گزر ہوا لیکن یہ وشان اودھ یا گل رخان لکھنؤ کی دل ستانیوں اور دل ربائیوں نے آپ کی ناز آفریں نظروں کو ان کی طرف اٹھنے کی اجازت نہ دی تشفی کے لئے دل تھام کر یہی بیٹھ تو جاتا۔ مگر عالم نیاز کا عالم ہی جدا ہے۔ کسے امید تھی کہ آپ کا مردہ ناز آپ ہی کے جلانے پر جیئے گا۔ مجھے آپ کا خط پاکر بڑی مسرت ہوئی۔ گویا یعقوب کو یوسف گم گشتہ کا پتا ملا۔ یہ خیال نہ فرمائیے گا کہ میں بوڑھا سن سپید پیر کنعان

بن بیٹھا، اور آپ براہ کنعان کی سی نظر ڈال رہا ہوں چشم بد دور۔

برادر محترم مولانا عمر جعفری کی ملاقات اور لطیف صحبت کا ذکر میرے لئے قابل رشک رہا۔ میں تو دو سال سے وطن کا خواب شیریں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی شاید پر پرواز پیدا ہوا ور اپنے نیاز غیبت کو لطف صحبت، ولذت حضور سے شاید بدل سکوں، اگرچہ میں ایک نالائق آدمی ہوں، نہ سخندان ہوں، نہ شاعر، نہ ارباب ذوق کی محفل رقصان کی بزم نشینی کے قابل، مگر دل کو کیا کروں خواہ مخواہ بھی اُسکی فضائے سادہ آپ حضرات کے نیاز کیشوں کے گلہائے سدا بہار سے رشک ارم بنی ہی رہی - میں بھی اُس کو بُرا نہیں جانتا۔ ایسی آرزو بھی قربانی چاہتی ہے۔

عمر بھائی کی زبانی آپ کو میری سرگزشت سرسری ہی سہی پر معلوم ہوئی ہوگی۔ بظاہر تو میری سیاحت کی کڑی ٹوٹی معلوم ہوتی ہے۔ مگر کہہ نہیں سکتا کہ نصیب میں اور کیا لکھا ہے۔ پاؤں کا چکر اور کہاں لے جاتا ہے مچھلی شہر کجا اور بھوپال کجا حیدرآباد کہاں، بالفعل حیدرآباد سٹی کالج میں عربی اور اسلامیات کی پروفیسری کہئے یا معلمی خدمات تعلیمی انجام دے رہا ہوں، ان دنوں باب مراثی زیر درس ہے - باور کیجئے دل بلیوں اچھلتا ہے جب کوئی مرثیہ پڑھاتا ہوں۔ جب سے یہ باب شروع ہوا ہے جی چاہتا ہے کہ عربی مرثیہ گوئی پر تبصرہ کروں اور اردو دنیا کو عربی جذبات اور عربی تخیل عربی اسلوب عریاں کرکے دکھا دوں یقین مانیئے اس میں ذرہ شبہ نہیں اگر وہ لوگ عربی ادب العالیہ یا ادب القدیم پر نوحہ خوانی نہ شروع کردیں تو میرا ذمہ۔

مرقع ادب کے حصہ دوم کی ترتیب کی نسبت آپ کی توجہ فرمائی معلوم کرکے غیر معمولی اور بے پایاں خوشی ہوئی۔ وہ ایک غیر فانی نعمت ہے اور لذیذ ترین فاکہہ۔ خوانِ ادب کا

وہ ایک ایسا لطیف ترین طعمۂ شیریں اور لقمۂ جان بخش ہے، مجھے تعجب [illegible]
مرقع آپ کے التفات عزیز کا کیوں آماجگاہ نہیں ثابت ہوتا؟

"حسن ادب" کے دو پرچے اگست و ستمبر کے ہم آغوش [illegible]
کر لیے دیکھے آپ نے مجھے اس کے خریداروں میں لکھ لیا [illegible] نظر کو
گل حسن سے بھر دیا لیکن حیرت اس پر ہے کہ [illegible]
صورت اس کی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے کیا [illegible]
نہ ہوگا؟ موجودہ عالم اس کا نہ شباب ہے نہ شیب؟ [illegible]
نہ تھا یہ شکل تو مجھے بھولی آنکھوں نہیں بھاتی [illegible]
لطف اٹھائی ہوئی نظریں کیسے اور کس طرح اس کو [illegible]
کرتی ہیں؟ بہر حال حسن ادب محتاج ہے آپ کے [illegible]
اگر جی چاہے تو دو سطری شرف نامہ [illegible] لوگوں کا
عالم لاابالی تو معلوم! والسلام

آپ کا شیدائی عثمان جعفری [illegible]

حیدرآباد - ۱۲ نومبر ۱۹۲۴ء

مخدوم خادم نواز!

جی کی آرزو تو یہ تھی کہ [illegible] اپنی نیاز
تحریر کا سرنامہ بناؤں، کہ آپ کے قلم سے نکلے ہوئے [illegible] مجھے رباب
دلکش تاروں کا سماں محسوس ہو رہا ہے۔ اور میری [illegible] بات کسی کے

پیارے پن کے اثبات کے لئے کافی سرمایہ ہے۔ مگر آپ کی "عثمان نوازی" کی گھڑی ایسی نہ تھی جس کی جانشانی کی فضائیں میری قلم کاری اپنے جذب دل، کیفیت نیاز، کا سین نگارش کے پردے میں دکھلا سکتی۔

آپ کے محترم سلام کا خوشترین جواب ادا کرتا ہوا اپنے سلام نیاز کا گلدستہ آپ کی بے نظیر نظر کو نذر کرتا ہوں گر قبول فتد الخ

آپ کے حالات پڑھ کر سچ کہتا ہوں گھنٹوں ہاتھوں سے کلیجا تھامے رہا ہوں اور دل سینے میں اچھلا کیا ہے۔ کنول کی سی آنکھوں کی سمجھو آنکھیں بڑے بڑے بوندکے آنسوؤں کا کٹورا بن رہی ہیں تصنع نہ سمجھئے۔ بناوٹ نہیں۔ کشمکش زندگی چاہے موقع نہ دے اور فرصت نہ ہو اس سے اپنے "رہین نیاز" تخیل درد دل، فکر و نظر کی نیاز کیشی کی تصویریں پیامبری کی رنگین ڈوری میں لپیٹ کر پہنچا سکوں لیکن بخدا یقین مانیے ہمیشہ دونوں ہاتھ آپ فدا کاران "ماہ ناز"، "اردو"، کے سلامت جوئی عافیت طلبی صحت و بقا کے لئے دربِ العلا پر پھیلے رہتے ہیں۔ من دانم و بینا، من منیم او و دانا!

زندگی کے پنگھٹ پر (یعنی وقت دعا) جہاں اور بہار آفرین آرزوؤں کی جھنکار اور ان کے ریشمی ملبوس کی سرسراہٹ دکھائی اور سنائی دیتی ہے۔ وہاں یہ تمنا بھی اب دلکش انداز سے آسمانی رنگ کا سراپا ناز جوڑا پہنے ہوئے میرے "حرم کدہ دنیا" میں خراماں خراماں آکر سرو قد ہم پہلو کھڑی ہوتی ہے کہ اللہ آپ جیسے حضرات کو فضائے آسمان ادب پر جگمگانے والے تاروں کی طرح بسیط زمین کے لیے رونق بزم بنائے رکھے۔ آپ کی دل آویز نثر دل اور گل پرور نظموں کی روح نواز نغمہ سنجیاں میرے

لئے نہین بلکہ تمام کائنات دل، اور موجودات نظر کے لئے پیغام حیات۔ اور پیام سکون پہونچاتی ہین۔

محترم صفدر! آئے دن دنیا مین درد و الم کے اتنا نگار رہنے اور کسی کے لالہ گون ہستی کے شہابی رخسارون کو لمیح وجین کی سیاہ اور بیہی چو کھٹون مین گھر رکھنے کا راز یہ ہے کہ اپنی ہلکی ہلکی موج تبسم سے فضائے زندگی اور کائنات تخیل مرغزار فکر مین دفعتہً سیکڑون بجلیان چمکا دین اور اس سکون و اطمینان کو نہین جمود و انجماد کو جو ساکنان اردوی معلی پر چھایا ہوا ہے شورش اور تڑپ سے مبدل کر دین۔ میری نکمی تحریر کو آپ نے سراہا ہے جو حقیقتہً عکس ہے آپ کے حسن نظر کا۔ صدقے اس نظر کے! سچ کہتا ہون مجھے لکھنا لکھانا کچھ نہین آتا۔ اور یہ تو مجھے مافی الضمیر کا اظہار کرنا کس طرح بن جاتا ہے۔ آپ نے مضمون "عرب کی مرثیہ گوئی" بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ بلکہ جواب خط کی پیاری ڈوری مین غلطی کا ڈنٹ دیا بھی فرمایا ہے۔ مین اپنا حال کیا کہون؟ لذت دیوانگی کے آشنا دیوانے ہوتے ہین۔ مزہ جنون کا مجنون جانتے ہین۔ نہ کہ دانند نہ بہ کراما کاتبین راہم خبر نیست "کتابین مجھے بہت پیاری معلوم ہوتی ہین اور ان کی ہر سطر مین مجھے "علم الاصنام" کے آثار نظر آتے ہین۔ ان کا ہر صفحہ اور ورق میرے لئے ایک "صنم کدہ" ہے۔ اُن کے فقرے اُنکے جملے میرے حق مین بلا تشبیہ "بت سنگین ادا" اور مین اُنکا پیر یا پرستار فقط نہین کرتا بلکہ اُن کے حرم خیال کی گلچینیون مین لگے رہنے کے نامحدود آرزو کے ساتھ استغراق کیا کرتا ہون۔ سچ تبلائیے ایک وارفتہ مزاج جس کے سامنے تو اسی پیاہ جنون کا جوش ہو اور "اشہی لنا واحلی من قبلۃ العذارا" کے کیف سے فضا لبریز ہو اور مہینہ کی دسترس کا

پیمانہ چھلکا رہا ہو کچھ کر سکتا ہے؟ مین بھی سمجھے ہوے ہون کہ جونکین جب خون پی چکتی ہین آپ ہی آپ [illegible] چھوڑ دیتی ہین۔ اُن کا زبردستی چھڑانا کھلی ہوئی زبردستی ہے اور [illegible] کرنا ہے۔

عالم تو ریدگی [illegible] مین بہت سے میٹھے میٹھے عنوان اٹھائے۔ کتابون سے آنکھین [illegible] کا التزام سراپا ناگزیر تھا۔ آخرکار منظور نظر کتابون کی بے رخی کا عالم دیکھا نہ گیا اور [illegible] سبب عنوان ناتمام رہ گئے۔ حالی کی شاعری۔ اکبر پر ایک نظر کیسکی [illegible] پریشان کے مانند اوراق پریشان کی شکل مین پڑے ہوے ہین "دور فلک" [illegible] ہی۔ حضرت جلیل کے کلام پر ریویو تفکر بالقوۃ کی دنیا ہی گلگشت [illegible] شاعری اور شیدائیان مغرب کی نکتہ چینیون کا کچھ مواد عالم [illegible] مین اصناف شعر اور اردو شعرا، غزل گوئی اور مسلسل گوئی نظم گوئی اور [illegible] زبان اور شاعر، غرضکہ کن کن عنوانون کا نام گناؤن، حرکت اگرچہ خود صد سکون ہو پہ محرک کی طرف سے اس کا دامن ہستی بے لوث نہین کاش اس [illegible] ان کی پیاری زمین آپ جیسون کی فانوس خیال کی غیر فانی ضیا باری سے رشک نیر مین بنی ہوئی ہے۔ میرا نشیمن ہوتا تو ممکن تہا کہ میرے [illegible] کے ذرات سالمات کی صورت اختیار کر سکتے، خدا کرے آپ کے گن بھر ہاتھ [illegible] کی کنگھی چوٹی سے جلد فراغت پائین اور کسی طرح "جشن ادب" کے بناؤ سنگار مین لگین۔ شاید آپ کی گدگدی سے طبع پژمردہ کو ہنسی آئے اور اس کے طبعی تبسم پاشی کا ولولہ [illegible]

[illegible] یہ بھی کہتا چلون برا نہ مانیے گا ناصح و واعظ کا منصب برا نہین۔

اپنے رنگ کی ہولی کھیلنا اور آپ کو اپنے رنگ میں شرابور کرنا ہو "مرقع ادب" کا اڈیشن مرقع نظر "نکلے" میں نے حصہ اول کی طباعت کا مرقع دیکھا ہو جو بعد میں نکلا ہو جس کا ٹائٹل گلابی ہو جس کو میرے احباب نے میری فرمائش سے منگوایا تھا۔ خدا جھوٹ نہ بلائے جی چاہا کہ چولھے میں جھونک دوں۔ بھاڑ میں جائے ایسی شیرینی جس کو دیکھ کر جی مالش کرے اور ابکائی آئے۔ اعلیٰ لٹریچر کے لئے اعلیٰ طباعت درکار ہو۔ نزاکت آفرین گلبدنوں کے لئے پھول ہی جیسے نرم اور صحیح رنگ برنگ کے ریشمی ملبوس قدرت نے فراہم کئے بلاشبہ "حسن طبع" "حسن مصنوعی" کا محتاج نہیں ہے۔ مگر نفاست اور نزاکت کی کشمکش سے کسکو انکار ہو سکتا ہے۔!!

کسی نازک اور سراپا ناز کو ٹاٹ کے جوڑے۔ کمل کے دوپٹے گاڑھے اور کھدر کی ساری پہنا کر "حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را" کا کوئی صاحب ذوق مزہ لیں تو میں دیکھوں!!

آپ کے نزاکت آفرین سرمایۂ نازہا تھوں کا مرتب کیا ہوا "مرقع ادب" "اردو ادب العالیہ (کلاسیکس) کا بہترین البم ہے۔ سخت ظلم ہوگا اگر کسی ناقدر داں مطبع کے سپرد کر دیا گیا" آجکل کے مطبع والوں کو خدا غارت کرے۔ کیڑے مکوڑوں کی طرح نکل آئے ہیں۔ اپنے تجارتی مفاد کی نظر سے ہمارے ملک کی حسن نظر کو۔ حسن طبع کو۔ حسن مذاق کو غارت کر رہے ہیں۔ "مرقع ادب" بلاشبہ اردو ادب کا "ایڈیشن گلابی" صحیح معنوں میں کہلائے جانے کا شایاں ہو۔ اس لیئے اس کا لائبریری اڈیشن میں شائع ہونا از بس ضروری ہے۔ عینک ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سر آگرہ نہ سہی گورکھپور یا ناظر کی نذر کیجئے گا تو شاید وہ اہل نظر کا منظور نظر ثابت ہو۔ "حسن ادب" کے متعلق مرقع کی رخصتی کے بعد بھی

کھول کر کہوں گا، اس وقت دو باتیں کہنی ہیں۔ دھن کو دھن کے پورا کرنے کا آرٹ تو قدرت ہی نے بنایا ہے اس لئے اس کا معمولی تو الگ غیر معمولی جز و بھی کوئی اہمیت نہیں رکھ سکتا۔

سچ مانئے "جشن ادب" کے بہار حسن کے نکھرنے کے لئے میرا تن من بھی کام آئے تو میں دریغ نہ کروں گا۔ میری آرزو دیرینہ ہے کہ لکھنؤ سے کوئی اس شان کا پرچہ نکلے جو شمع "ادب" بننے کا صحیح مفہوم اپنے اندر رکھتا ہو اور بیساختہ دنیا پکار اٹھے کہ "بڑی شان سے نکلا ہے وطن سے"

میری بے معنی بکواس اور ہم کلامی کے فرط شوق میں یہ نیازنامہ فراق نصیبوں کے "شب فراق" کی طرح اتنا دراز ہو گیا کہ آپ کی پیاری غزلوں کے لطیف شعروں کی نسبت کچھ جرارت نہیں کر سکا، کھٹکا لگا ہے، جی دھڑک رہا ہے کہ کہیں میری اس "بے شرمی" سے آپ کی طبع نازک کو زحمت نہ ہو۔ اور میری یہ ہرزہ سرائی بار نہ گزرے دل سے دعا ہے کہ آپ کا مزاج اب اچھا ہو اور طبیعت پورے طور سے اب صحیح ہو۔

آجکل یہاں طاعون کا سیلاب بہہ رہا ہے۔ حیدرآباد کا شائد ہی کوئی کوچہ اس کے سیلابی اثر سے محفوظ ہو کیونکہ "ڈر کا موسم" دو فصلوں کے چولا بدلنے کی گھڑی۔ زکام۔ نزلہ، کھانسی بخار کا زمانہ ہوتا ہی ہے۔ لڑکوں کا ساتھ ہے۔ کہیں بچے درد خار میں پڑ گئے تھے۔ سارے جسم کا لہو خشک ہو گیا تھا الحمد للہ کہ خدا کا اب ہر طرح کا اطمینان ہے۔

میں [illegible] سے باہر ہوں، وطن سے اور نونہال بغرض تعلیم ہمراہ ہیں یہ سلسلہ تو [illegible] سے بھی طبیعت کو سخت کلفت ہے گویا درپردہ اپنی "بے سروسامانی" کا ایک خاموش اعلان ہے، انھیں رکاوٹوں نے دیر کرائی اور مجھے حجاب ہے

کہ آپ کو انتظار میں رکھا حالانکہ یہ وصف...... کا ہے اور میں آپ کا آپ کی شبنمی انگلیون کا نیاز کیش اور خادم فدائی ہون - زیادہ والسلام

آپ کا نیاز کیش فدائی

عثمان جعفری

لکچرار سٹی کالج

حیدرآباد دکن شیدی عنبر بازار

۸ دسمبر ۱۹۲۴ء

دلنواز روح پرور صفدر!

سلام شمیم ناز مین بسایا ہوا کاش قبول فرما لیجئے تو نہ صرف سلام کی بلکہ اس کی اوٹ مین میری نیاز بھری ہستی کے لئے نازش کا کافی سرمایہ ہے -

اسوقت آپ کے نیکش ہاتھون کا چھوڑا ہوا تیر یعنی دل آویز خط جو ۱ نومبر کو محمود نگر سے جدا ہوا ہے میری نظر کا نور بنا ہوا ہے اس کا جواب مین دے رہا ہون - بلکہ اس حسرت کو عریان شکل مین آپ کی نگاہ ناز کو دکھانا چاہتا ہون جو تین دن سے میرے بھولے اور البیلے دل کو بےچین کئے ہوے ہے - اور مجھے حلال کیے جا رہی ہے میرے کالج مین طاعون کی وجہ سے خدا اس کا برا کرے مہینہ بھر کی تعطیل ہو گئی تھی کالج بند تھا - مین کا ہیکو وہان جاتا آپ کا پیارا محترم نامہ کالج کے پتہ سے تھا وہان آیا اور کسمپرسی کے عالم مین پڑا ہوا تھا چپراسی وغیرہ تھے - دفتر گھنٹے دو گھنٹے کے لئے روز کھلتا تھا کسکو کیا غرض پڑی تھی کہ وہ میرے پاس بھجوا دیتا - کہ مبادا اس کے اندر میرا دل بند ہوا اور اس کی طرف میری آنکھیں لگی ہون، دنیا مین اندھیر ہے، جذبات شناسی کا

کال ہے......ہاں ایک عرض ہے آپ سے کالج کے پتے سے میرے پاس خط نہ بھیجو
عثمان جعفری شیدی عنبر بازار حیدرآباد دکن کافی ہے۔ پروفیسر کے عنوان کو ہیچ کہتا ہوں
اپنی ردائے کہن کے لئے سلمہ یا ستارا نہیں سمجھتا گھر کے پتے سے وقت پر ملجائے گا۔ خدا
کرے آپ اچھے ہوں اور اچھے رہیں۔

مجھے دنیائے شاعری کے باشندوں سے زیادہ الفت ہے کہ خدا واسطے بھی وہ
ہم جیسے آوارہ خیالوں کی قدرافزائی کرتے ہیں اور اس عالم کے سکونت گزینوں سے
اللہ واسطے وحشت اور نفور ہے خیر بہرحال مدت کے بعد خط ملا جس میں مرقع ادب کے
مقدمہ کی نسبت مجھ سے فرمایش کی گئی ہے۔ آپ کی قدرافزائی کا قدردان اور آپ کی
دلکشی کے قربان۔ مجھے بڑے لوگوں کی طرح انکسار نہیں آتا اور اہل کمال کی طرح تواضع
میں ایک بے مایہ آدمی ہوں اپنی بے مائگی کے عالم میں جو کچھ بن پڑے گا اپنے خیال کا
تانا بانا دیکھوں کی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پسند آئے گا تو مرقع کا
پیوند بنا لیجیے گا اور نہیں تو شکوہ نہیں گلا نہیں۔ من آنم کہ من دانم! اگر دیر بہت ہو گئی
اسلئے مجھے فوراً اطلاع دیجئے۔ ضرورت ہو تو میں مقدمہ لکھنا شروع کردوں۔ ورنہ کالج
کی نذر۔

آپ کا نیازکیش

عثمان جعفری

حیدرآباد دکن۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء

پیارے صفدر! دُلارے صفدر! آنکھوں کے تارے صفدر!

مجھے میرے اس سرنامہ کی وجہ سے اپنی ملامت کے نشانوں کا ہدف نہ بنائیگا۔
للہ اپنے نکتہ چین الفاظ کے ریزوں سے میرا سینہ فگار نہ کیجئے گا۔ اپنے گرم نگاہوں کے

شعلہ نما آنارون کی چھریون سے میرے بھولے اور معصوم جاذب طبع کو لہولہان نہ فرمائیگا
میرا خدا گواہ ہے مین خود چاہتا ہون میرا جی چاہتا ہے اور میری چاہ کی یہ چاؤ
ہوتی ہی کہ آپ کو اپنے دلی احترام اور عزت کے لہجہ مین مخاطب کرون، مگر دل کو مین کیا
کرون وہ میرے بس کا نہین نہ میرے قابو مین اُس کی ڈوری آپ جیسی ہستیون کو ان
لفظون سے پکارنا بے شبہ بلاغت کی رو سے بے محل ہونا چاہئے مگر خدا کے واسطے کائنات
محبت عالم اُلفت کے مد و جزر کو بھی نگاہ مین رکھیے گا۔ جہان ہر حرام حلال اور ہر بدنمائی
حسن اور ہر بے وضعی تناسب اور ہر ننگ و عار صداقت و نیاز کا جوڑا پہن لیتے ہین۔
اگر آپ دریا کے گھاٹ کے دلکش سین کو اور متوالے پن کے گلابی ڈوروں مین ڈوبی
ہوئی نظرون کی نیچی نیچی نگاہون کے نظارہ کو جو زمین تک پہونچتے پہونچتے آنکھون ہی آنکھون
مین ہزار بار پردہ کرتی ہین اور بے محابا ہو کر فضائے آسمان تک جاتی اور وہان قیامت
برپا کرتی ہین کوئی وارفتہ طبع شوریدہ سر دیکھ کر بے قرار و خود رفتہ ہو سکتا ہے اور سنجیدگی و
متانت کا ذرا پسین ممکن ہے تو یقین کیجیے کہ آپ کے کنول کی سی آنکھون سے زیادہ دلکش
خط کو پڑھ کر دیکھ کر بے دل کا آدمی بیخود سرشار مخمور بھی ہو سکتا ہے اور اس کے سنجیدہ متین
انداز و طرز مین بے شبہ تلاطم برپا ہوتا ایک امر واقع ہے۔ آپ کی عثمان نوازیون کے قربان
دل موہنے جی لبھانے من بھاونے کے آپ بے شبہ رسیا ہین!! یہ بھی ہر شخص کا کام نہین
خوبان معنی ہی کو یہ ستم ظریفیان خوب آتی ہین، لکھنؤ جس کا نشیمن ہو، شام اودھ جس کا مرغزار
ہو، اُس مین ان دلکشیون اور دلربائیون کا ہونا بھی قدرت کا ایک کھٹتا ہوا عطیہ ہے۔
١١- دسمبر کا لکھا ہوا پیارا اور محترم خط مجھے ١٤- کو مل گیا تھا۔ آج آٹھوین دن جواب
لکھ رہا ہون اور چاہتا تھا کہ جواب کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤن لیکن کسی کا چاہا نہیں

ہوتا کب ہی کہ میرا چاہا اپنے وقت پر ہو جاتا۔ کالج کے کام کے بوجھ سے میری ہٹیا دوبھری ہو جاتی ہی، اور چار و ناچار کرنا ہی پڑتا ہی، کسی طرح سے ٹالنے کو جی نہین چاہتا۔ اسی مین دیر پر دیر لگتی گئی، جمعہ کو یہان چھٹی ہوتی ہے، یہ وہان کے روزگار کا بدلا ہی۔ فرصت مل گئی کواڑ بند کر کے بیٹھ گیا، ٹوٹا پھوٹا مقدمہ اپنی ٹوٹی پھوٹی گرہے دار زبان مین یہان تک لب و لہجہ مین لکھ دیا صاف کرتا تھا دو دن اس مین صرف ہوے۔ آج وہ تسلیمہ آپکی خدمت مین جا رہا ہی۔ اچھا ہو کہ برا مجھے اس سے بحث نہین آپ کا کہا کر دیا ہی۔ مجھے لکھنا لکھانا نہین آتا اس سے خالی خولی محبت البتہ عشقیہ رکھتا ہون پسند آئے اس کی خوش نصیبی ناپسند ہو میری گردن پر، من خود را خوب می دانم، اپنے سچے بے لاگ خیالات کو ظاہر کر دیا ہی تصنع نہ آتا ہی نہ کر سکتا ہون۔ کاش فرصت کا دامن وسیع ہوتا۔ اور دامان نظر کو گل چینی کا موقع مل جاتا تو شاید اپنی مرضی کے مطابق مرقع مین جوڑ لا سکتا۔ مگر افسوس۔!!

خدا کرے مرقع جلد نکلے اور شان سے نکلے۔ سچ مرقع نرالی ہو سجاوٹ اپنی آپ نظیر ہو، بن ٹھن ہون کا بھی جی دیکھ کر تڑپ اٹھے اور وہ بھی دل ہار دینے کو تیار ہو جاوین دیکھنا ہو عروس سخن کے بناو سنگھار مین کہان تک اپنے حسن طبع کو کام مین لاتے ہین۔

آپ برا نہ مانین تو ایک بات اور کہون کہ مرقع کے شروع مین اپنا ایک فوٹو بھی آویزان فرمائیے۔ خدا جھوٹ نہ بلائے اس پیراہن کاغذی مین جان آ جائے گی اور شوخی تحریر کا رنگ کھل جائے گا۔ غیرون کی نظر سے میری اس تجویز کو نہ دیکھئے گا رنگ پھیکا پڑ جائے گا۔

بازار حسن متاع حسن پر نظر کے ڈورے پڑتے ہین۔ خدا کا شکر ہے اردو مینا بازار ابھی ایسا ٹھنڈا نہین ہوا ہی، قیمت بڑھ جائے بڑھ جائے۔ انمول رتن کے خریدار ایک نہین

ہزاروں میں تو یہی کہے جاؤں گا کہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز!!
طباعت سے نکلنے کے بعد پانچ جلد وی پی میرے نام سے فوراً بھجوا دیجئے گا
دن گنوں گا رات اختر شماری میں گزرے گی۔
وادی ایمن والی غزل کو کئی بار پڑھ چکا ہوں مگر ہر دفعہ آنکھوں کی رشک طور بن بن گئی ہے۔ اٹھا دو تم بھی چلمن، ذرا پھر دیکھ لیں، آہ غضب کے نظاروں کا مرقع ہے آپ نے چلمن کی اوٹ میں لباس مجاز جس کا دوسرا نام ہے قیامت کی حقیقت کی جھلک دکھلا دی کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں۔ بس آگے کچھ نہ کہوں گا تکفیر کے نیتوں کا ڈر لگا ہوا ہے ؎

کہاں تک باغ میں چن چن کے گلچیں پھول توڑیں گے
لئے پھرتی ہے بلبل اپنے دل میں سارے گلشن کو

اس شعر میں جو شاعری کا چمن زار ہے جس کی پنکھڑی پنکھڑی میں شعریت سمائی ہوئی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے کن جذبات کا باب وا ہو گیا ہے۔ اس سارے گلشن کا دل میں لئے پھرنا ایک عجیب عالم اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے، کس کس شعر کے اثر کو دکھلاؤں؟

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اللہ کرے مجھے وقت مل جائے کہ آپ کے دیوان پر تبصرہ کروں عقل والے دیوانے نظر والے مدہوش نہ ہو جائیں تو سہی۔ جواب میں دیر لگی آپ کی انتظار بھری نظروں کو واقعی بڑی الجھن ہوتی ہوگی۔ وجہ لکھ دی ہے مگر پھر بھی۔

لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمھارے سامنے

نعمان جعفری
بیچ فرشتہ تجلی شبری

۲ جنوری ۱۹۲۵ء شیدی عنبر بازار

حیدر آباد دکن

قدر افزائے جعفری سلام مسنون۔

آج جمعہ کا دن تھا۔ کل ۱۲ بجے دن سے دھیما دھیما درد سر مین کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا۔ رات سویرے ہی سو گیا کہ یہ "زہر آگین تلخی" خواب نوشین سے بدل جائے گی۔ رات ساری الجھن مین کٹی، جامتون کی سی کالی رات کے بھونریلے بالون کو سپیدۂ صبح سلجھانے ہی کو تھا کہ آنکھ لگ گئی ایسی لگی کہ فجر کی حاضری بھی نہ ہوئی۔ کم ہونے کو تو کون کہے درد سر دوران سر بن گیا۔ بدمزگی اور بڑھ گئی۔ اُسی حالت مین مولانا عنایت اللہ جو پروفیسر ذکاء اللہ مرحوم کے صحیح معنون مین جانشین ہین۔ ناظم دار الترجمہ کے ہین اُن سے ملنے چلا گیا شہر کے باہر انکا بسیرا ہی "باغ عام" کے پاس جس کی شاہراہ بے شبہ کہکشان سے بڑھ کر دلپذیر ہے اللہ کسی مہوش کی چندن لگی مانگ سے زیادہ جانستان ہے صبح کا سہانا وقت تھا نکہت آفرین کی ہوا لگی خاصی تفریح ہوئی لیکن شکوہ نہ گیا میری طبیعت کی عجیب اُفتاد ہے پھانس بھی گڑتی ہے تو جب تک نکل نہ لے جی کو چین نہیں ہوتا۔ کرنے کا کام دھرا رہتا ہے۔ خدانخواستہ مرزا پھویا نہیں ہون، کام کا دھنی ہون، ثبات کا پتلا ہون۔ اور اسی جمعہ پر اپنی ایک سالہ آرزوئے دیرینہ کو اٹھا رکھا تھا۔ دل کو اُس کی کاوش اور خلش الگ چھیڑ رہی تھی، نتائج خیز خبین سے تشبیہ جو روش ماہ تمثال پری جمالون سے کم نہیں سمجھتا۔ اور یہین نہ انکی ادائین اتنی ہی لگاوٹ لیکن اس دم میرے جی کے بہلانے مین اُن کی اتنا دل کشیدن کا کوئی حصہ نہ تھا، نگار، معارف، جامعہ، نیرنگ خیال، اردو، ہمایون، جیسے جوان معانی، لعبتان خیالی سرہانے اور آس پاس گل اندام ناز آفرینون کا کام دے رہے تھے۔ لیکن جی کو نہ بہلنا تھا نہ بہلا۔

نمازِ جمعہ کی گھڑی نزدیک آتی جاتی تھی اور طبیعت سنبھلتی نہ تھی کہ شاعروں کے نامہ بر کبوتروں سے زیادہ پیارا نامہ رسان آیا جس کو دنیا "ہرکارہ" اور روشن خیال "پوسٹ مین" کا خطاب دیے ہوئے ہیں۔ اس نواح میں "ٹپہ والا" کہلاتا ہے، جسے میں اس اُجڑے ہوئے دیار کے دور دراز کونوں کی بستیوں کی یکدلی اور یکجہتی اُس دہر کا سنجوگ سمجھتا ہوں!! میں تو کیا میرا خدا جانتا ہے ڈاکیہ کو لگاؤ اور لاگ کی دریتی جانتا ہوں!! میری نظر میں تو وہ دردِ اُلفت اور سوز و محبت کا چقماق ہی چقماق نظر آتا ہے۔ میری رجسٹری کی رسید اور اُسی کے جلو میں آپ کا بے نقاب خط مجھے ملا۔ میں نے ابھی ہاتھ ہی میں لیا تھا کہ اُس کی عنبرین ہواؤں نے باد فروس کا کام دیا، اس کا ہر ہر لفظ میرے حق میں امرت کا پیالہ اور آبِ حیات کا میگون جام تھا۔ آپ کا خط خط کاغذی نہیں ہوتا۔ لفظوں کا گلدستہ ہوتا ہے جن کے خوبصورت پھولوں کی حسین اور نازک پنکھڑیاں خارِ حسن سے متوالی جھومتی نظر آتی ہیں، بے بناوٹ کہہ رہا ہوں تحریر نہیں ہوتی تخیل کی نزاکتوں اور نازش و نوازش کی زمزمہ سنجیوں کا ایک نظر فریب اور دلکش مرقع ہوتا ہے۔ آپ کے قلم کے ٹپکے ہوئے لفظوں کی نغمہ ریزیاں جو خود میری زبان کے زیر و بم سے بہت کچھ متاثر ہوا کرتی ہیں آہ میں نہیں کہہ سکتا کس قدر خمار آگین ہوتی ہیں۔!!

چنانچہ پڑھتے پڑھتے درد کافور ہو گیا۔ گویا خط کیا تھا مسرت کا کنول تھا، یا سرور یا تازگی کا چہرہ جس کے گل ترکے شرما دینے والے رخساروں کی شفق نما زنگینیاں اتنی دلنشین اور جان آفرین تھیں کہ دم کے دم میں صندل کا کام کیا بے دردسری کے نہ گھسا نہ لگایا اور دردِ سر دور ہو گیا۔

محترم صفدر! یہ نئی بات نہیں آپ کی تحریر ہمیشہ میرے ساتھ یہی فعل کر جاتی ہے

سچ مانیئے گا کہ جب آپ کا خط میرے پاس آیا ہے میرے دل میں میرے دل کی عمیق
گہرائی میں ہمیشہ ایک نہ ایک ایسا تار چھڑ گیا ہے جو دل اگنی کے سکون کے بعد بھی تھرتھراتا
رہتا ہے کئی بار میں اس کیف سرشار سے شرابور ہو چکا ہوں، میری یہ ایک کیفیت ہے
اور دل آپ جانتے ہیں کہ صدہا کیفیتوں کا آماجگاہ ہے کسی کا اس پر تصرف تو ہے نہیں
مجھے آپ سے آج سے نہیں تقریباً دس سال سے دلی ارادت یعنی انس ہے اور میں آپ کو ایک
"محترم ہستی" کے لباس میں دیکھتا ہوں۔ آپ کی قلم طرازی کو "عروس اردو" جس کی
ہمیشہ ممنون رہے گی چشم امتیاز کی تجلی سمجھتا ہوں۔ آپ نے انہیں اضطراری جذبوں کے ساتھ
جلدی جلدی مقدمے کے نام کی سطریں لکھدی ہیں۔ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کسی بربادگنہ لازم کا
ٹوکرا سر نہ پڑے، مگر یہ بھی آپ کی دلنوازی کا ایک "دل کے پار ہونے والا بے پناہ تیر"
ہے شکر ہے کہ وہ آپ کے برق نگاہ سے سرسبز ہوگا، میں تو پاپی ایسا حلاسر نہ بھیونہ راکھ!
خدا کرے اب جلدی طبع ہو کر مطبوع طبع اور منظور نظر ثابت ہو، میں تو ابھی سے
مرقع کی دعوتیں دے رہا ہوں۔

آپ نے میرے التماس کا جواب نہ دیا جس کا اشارۃً یہ مفہوم میں نے سمجھا ہے
کہ یہ سب خام خیالیاں ہیں یا آپ "زمرۂ تقدس شعاراں" کے ایک رفیق ہیں، غالباً میرا
مطلب سمجھ گئے ہوں گے کہ مرقع میں آپ کے فوٹو کا جو گھٹا ہونا چاہیئے۔ ایک تکلیف
دیتا ہوں حضرت ریاض (عرش درازباد) کا پتہ بھیجدیجئے۔ مجھے ان سے کام ہے، آپ کو
پھر لکھوں گا، مرقع کو تو آپ دلہن بنا چکے اب نہ جانے آپ کے پیارے اور مشاط صفت
ہاتھ کیا کیا کریں گے؟

آپ کی "ہلال عید" والی غزل کی وہ کنواری اور دوشیزہ گڑیاں شیریں الفاظ

کی لڑیون مین مجھ سے دوچار ہوئین، فی الحقیقت مین خوش نصیب ہون کہ بزم شاعری کی حسن نمائی کے قبل میری آنکھین انھین دیکھ رہی ہین اور میرے کان سن رہے ہین مطلع سے پہلے مین دو شرارت والے شعر کی داد دیتا ہون۔ آہ، دل، اور یہ بن!! آپ کی دو شرارتون نے انھین قیامت بنا دیا ہے "، کے اور کا" مزہ مجھ سے پوچھیے۔ ان دو شرارتون کی سنجوگ "وفا" پھر کیسی کچھ ہونا چاہیے جس کا حلیہ "بڑتی بیداد گر ہو گی" سے بڑھ کر میٹھی اور معنی خیز ترکیب مین نہین سما سکتا۔ بیداد گری وفا کی توجیہ کس قدر البیلی ہے کہ بے مانے رہا نہین جاتا وفا اور بیداد کے اجتماع کا بھلا اس سے زیادہ رسیلا اور شوخ انداز ہو ہی کیا سکتا ہے؟ مطلع کی داد کی گنجایش نہین رہی، آپ نے حسرت عشق کا خاتمہ کر دیا، ایک چھوٹا سا شعر اور اس مین عالم حسرت سما دیا۔ آہ کس قیامت کی حسرت اور کس غضب کا نشتر جو دنیا کے متانت اور سنجیدگی کو تہ وبالا کر دینے کا آلہ ہے چھیڑ ہو تو ایسی، ادا ہو تو ایسی رشک ورقیبی کو بے شبہ آپ نے ثابت کر دیا کہ دل کا ایک روگ اور جی کا ایک خلجان ہوتی ہین ورنہ مین تو شاعرانہ سوکن آپا یا سوتیا ڈاہ کے مرادف سمجھتا تھا۔ پوری غزل کا مشتاق رہون گا۔

آپ کے پاس خط لکھنے بیٹھتا ہون خدا کو علم ہے کہ اختصار اختصار مین اتنا وقت آپ کا لے لیتا ہون، میری نظر سے اپنے اخلاق سے گرانی خاطر معاف فرمایئے۔ اب زیادہ نہ ستاؤن گا۔ مین یار شاطر بننا چاہتا ہون نہ کہ بار خاطر!! خدا کرے آپ اچھے ہون، اور خوش۔ والسلام۔

آپکا نیاز کیش ازلی عثمان جعفری مچھلی شہری

نوٹ:۔ مولانا نے اپنے اس بے نظیر خط مین، جو بلا تشبیہ خط رخسار جانان کا

جواب ہی۔ ناچیز مؤلف کے ایک مطلع اور ایک شعر کی جو قبل شاعرے کے موزون ہو گئے تھے، داد دی ہے ہمارے پیارے ناظرین قبل اس کے نہم سے دریافت کریں ہم ذیل میں لکھے دیتے ہیں مطلع و شعر کی تو حقیقت نہیں مگر ہمارے محترم لایق و فایق مولانا عثمان جعفری کی داد البتہ قابل ناز ہے۔

مطلع

عدو کے گھر ہلال عید پر اکی نظر ہو گی | شب وصل عدو اے عید بھی دشمن کے گھر ہو گی

شعر

یہ دن بھی ہیں شرارت کے یہ سن بھی ہے شرارت کا
وفا بھی تیری اے کمسن بڑی بیداد گر ہو گی

(مؤلف)



حیدرآباد دکن

۵۔ نومبر ۱۹۲۴ء

گلزار اُردو کے مالی حضرت صفدر!

سلام شوق!

خط کے ہم پہلو وقت کی مناسبت سے یہ اوراق پراگندہ ملاحظہ [illegible] تحفیہ [illegible]
ابتدا سے طبیعت مین بے نیازی کا عالم تہا۔ اور شان استغنا کا افراط [illegible]
تہا، ان کے ہاتھون عالم شباب مین دست شوق کے بنائے ہوئے گلدستے [illegible] نگارین
رہ نہین گئے، اب تو آسیائے فلک کا ایک دانہ ہو رہا ہون شمع طبع بجھنے کو ہے [illegible]
کا چراغ، چراغ سحری ہو رہا ہی، مین تو سمجھ رہا ہون کہ گویا لکھنے پڑھنے کے دن گئے، کام
کرنے کا زمانہ نہ رہا، اور دل جس کو مین سینہ سے لگائے رکھتا تہا دنیا کی بے دردیون سے
کافور ہو رہا ہے، بے قراری طبیعت اور بے تابی دل جس کو مین اس دنیائے بے مہر کا [illegible]
کرتا تہا اور یقیناً دنیا کی بے مہریون کی ان سے کچھ تلافی ہو رہتی تھی مجھ سے اس طرح جدا ہوئے
ہین جیسے "حسن کی بہارین" انحطاط شباب سے قبل کی حالت نہ پوچھیے، شوریدہ سری کا عالم
تہا نچلا بیٹھا نہین جاتا تہا۔ فکر و خیال [illegible] کے ساتھ ہاتھ پاؤن بھی چلبل چلبل کیا کرتے
تھے، چار دن کونے کے مشاہیر اور اہل سخن سے اردو اور عربی مین [illegible] مراسلت کے
بہانے داد سخن دیا کرتے تھے۔ جھوٹ نہ جانئے اکثر تحریرین اور تحریرون کے [illegible]
اور بیشتر جملے قلم سے نکلنے کے بعد خود اپنی رقاصیون سے مجھی کو نچا نچا دیا کرتے تھے [illegible]
گانے لگا کرتا تہا۔ باغ اردو کے رنگ برنگ کے پھولون سے [illegible] نگاہ [illegible] ہوئے [illegible]
لیکن آہ جفا شعار آسمان کو کیسی یہ کامرانی کا سین کب بھلا معلوم ہوتا ہے؟ [illegible]

ٹھوکریں کھلانے کے لئے دیس بدیس مارا مارا پھرا، اس گردش فلکی کے دور میں وہ سرمایۂ نظر پھولوں کی پنکھڑیوں کی طرح نہ جانے کہاں تتر بتر ہوگیا۔ اب انکی حسرت دل کے بہلانے کو باقی ہے۔

کاش میرا کشکول بے مایگی بھرا ہوتا تو مین مرقع کے دامن میں ٹانکنے کے لئے بہترین ستارے پیش کرتا۔

حضرت مضطر خیرآبادی کا ایک خط ابتدائی نہ جانے کیسے بچ گیا، بھیج رہا ہوں۔ مولانا عبدالحق بی اے سکرٹری انجمن ترقی اردو کے دو خط ہیں مجھے ان کی سادگی بڑی شیریں معلوم ہوتی ہے۔ شائد آپ کو بھی میٹھی محسوس ہو۔ سید محمد ہادی ہادی مچھلی شہری وکیل علیگڈھ کا ایک ابتدائی خط ہے۔ اور باقی تین چار خط میرے ہیں۔ مرقع کے چوکھٹے میں جڑنے کے لایق یہ نہیں مگر شائد آپ کی نظر انتخاب انھیں بھی چن لے۔ مجھے اپنی لکھی تحریروں کے عکس لینے کا کبھی شوق نہ ہوا یا دنہیں کہ کیونکر یہ مسودے رہ گئے تھے اُن کی نقلیں بھیج رہا ہوں۔ مرقع کے خریداروں میں میرا نام بھی چڑھا لیجئے۔ والسلام

آپ کا شیدائی

عثمان جعفری مچھلی شہری



مولینا عبدالحق صاحب بی اے سکرٹری انجمن ترقی اردو اورنگ آباد کے نام

جہان آرائے اردو گیتی افروز ادب مصباح فیض۔ منبع کمالات عالیجناب فیضمآب حضرت مولانا دامت ریاض الادب بمارحیوآتکم فاخرۃ و باثمر۔

سلام مسنون کا فریضہ عقیدت مندانہ آداب کے ساتھ پیش کرنے کا فخر حاصل کرتا ہون۔ میری ہیچمدانی کے عالم مین پیش کی ہوئی آرٹسٹری کا جواب جس شان کے ساتھ مجھ ذرہ بے نوا کو مرحمت فرمایا گیا۔ اُس کا شکریہ۔ میرا دل میری زبان، میری قوت تخیل دس حصے مین ایک حصہ نہین ادا کر سکتی۔ اور ذرہ نوازی محتاج مدح گستری نہین۔ حُسن کرم کاغذی گھنون کے سنگار سے بے نیاز ہے۔ ارباب نوازکی نیاز پروریان یا ہم ایسے نیاز کیشون کے حق مین نوازش گرائیان تعریف و ثنا سے مستغنی، لیکن کاش جذبات دلی کی تصویر میری زبان کاغذی نوکس پہ کھینچ جاتی تو باوجود اپنے عجز کے شکر گزاری کا مرقع ضرور پیش کرتا جس کے لعبتان خیالی کے نظارۂ شیرین کے سامنے دریا کی روانی، روانی مین موجین موجون کی لہرین لہرون کے لہرانے کا دل فریب منظر پریاگ کے لب گنگا کا سین، صبح بنارس کا جانستان تنزہ، شام اودھ کے بہار کی لذت آفرینیون کو نہ صرف سیر بینان عالم کی نظرون سے گرادین بلکہ حسن معانی کی دلدادہ ہستیان بھی اُسے دیکھ کر مثنوی میرحسن سے آنکھ چُراتے دستنبوئے غالب کے شیدائیون کو بے التفاتی کا پالا مار جاتا۔ گلستان بوستان کے سدا بہار پھول نرگس مزار کی طرح سرنگون ہو جاتے، مگر افسوس زبان قلم ترجمان دل نہین بن سکتی پھر اس ذرہ نوازی کا شکرانہ ادا کیسے ہو جس کے نخل آرزو کو برگ و بر کا گہنا پہنانے کے لئے اُس کی درخواست سے پہلے تحریک فرمائی گئی ہو۔

بے طلب جو مِلا مِلا مجھکو

بے سبب جو دیا دیا مجھکو

کاش وہ گھڑیاں جلد آئیں جس میں مجھے فخر حضوری حاصل ہو اور فرط انبساط سے
مثل حباب جامے سے باہر ہوں اور مارے خوشی کے میرا پاؤں زمین پر نہ پڑے
اور دماغ آسمان پر ہو سے

کام رُکنے کا نہیں سے دل نادان کوئی !!

صدر مہتم صاحب دورے پر سے آج چھ سات دن ہوئے آگئے۔ ناظم صدیقی غازیپوری
ایک لائق و معزز آدمی ہیں، میرے آبائی مراسم کی زندہ نشانی ہیں اُن سے میں ملا تھا۔
استفسار پر معلوم ہوا کہ عالیجناب کا مراسلہ میری تحریک کی بابت اُن کے پاس نہیں پہونچا
چونکہ اُس کا ذکر مذکور نام کو نہیں آیا اور ہر قسم کے کاغذات خطوط مراسلات انہیں کے
تفویض ہوتے ہیں۔ ذکر نہونا تعجب ہے۔ میری صرصر بخت مراسلہ کو اڑا لیجانا۔ یعنی ابتک
سررشتہ عالیہ نظامت سے کسی قسم کا استفسار نہیں فرمایا گیا، عالی جناب کی کریمانہ فیاضیوں
نے گستاخ بنا دیا ہے۔ آتش سوزان حریق اشتیاق بنائے ہوئے ہے۔ پانی چھلنی میں
ٹھہر نہیں سکتا۔ توجہ کی آنکھیں پر تو حقی سے ضیا پذیر ہو چکی ہیں۔ جس کے ذرۂ وجود کو
حقانی مہر افروزیوں نے ضیا فگن بنا دیا ہے۔ جس کا سویدائے دل نقشہ جمال حقی کے
انعکاس سے غیرت طور بنا ہوا ہو۔ جس کو فرط جذب نے وارفتہ بنا کر کباب سیخ بنا رکھا ہو۔
آہ اُس کے دل کو قرار کیسے آسکتا ہے، اس کی جان بیتاب صبر کیسے کر سکتی ہے۔ اسی اضطرا
ب خدا اس کو اور بڑھائے) پھر مجھے بیتابی اور بے قراری اور سچے فدائین کا مرقع[1] پہنا کر عجز

[1] مرقع کے معنی خرقے کے بھی ہیں (مولف)

اور دردمندی کا کشکول ہاتھ مین دیکر عالی جناب کے فیاض اور گہربار در پر کھڑا کیا ہے اور مین بھیک منگون کی طرح عالی جناب کے دروازے پر اپنی صدائے درد سوال و رنگ التجائے جگرتاب پہونچانے کے لئے مجبور ہون کہ ایک مراسلہ میری تحریک کے متعلق جناب سید علی اکبر صاحب صدر مہتمم کی خدمت مین اور پہونچا دیا جائے۔ نظامت مین تو غالباً تحریک پہونچ چکی ہوگی، ورنہ وہان بھی ارقام فرمایا جائے۔ مین نے سید محی الدین صاحب بالقابہ کی خدمت مین گذارش کیا ہے۔ محمود احمد خان صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ لطف سے جلد کاغذات نکلوائے جائین۔ اپنی آرزوے دیرینہ بصورت امیدین کہ کسی کا شعر سنا رہی ہے ؎

افسردہ دل نہو در رحمت نہین ہے بند
کسدن کھلا ہوا در شاہ زمان نہین

اپنی جہان افروز ذات عالی صفات کی نسبت عالی جناب کے قلم گہر رقم نے جو کچھ ارقام فرمایا ہے، وہ بھی بجا شیوۂ کمال ہے، اور حسن رقم، بجمال قلم، ورنہ اردو کو آج عالی جناب ہی پر ناز ہے۔ اردو کی عزت، پائیداری جناب کے دم سے ہے۔ خاص کر ان آنکھون مین جو میری آنکھون کی پتلی ہین۔ اور میرے سر کی زیب۔ بے مبالغہ عرض کرون گا۔ گویا مین دیکھتا رہتا ہون، غالب، سرسید، محسن الملک، حالی، آزاد، نذیر احمد صاحب مرحوم کی نہ صرف مرزا مظہر جانجاناں رح وغیرہ ساطین اردویت کی روحین اور روحانیتین چکور کی طرح آپ کے گرد چکر لگاتی رہتی ہین۔ اور آپ کی مبارک ہستی مین ان تمام ہستیون کی نمود نمایان ہے،

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

خدا مجھے ایک بار کچھ دنوں کے لئے جناب کے قدموں تک پہونچا دے اور میرا حریم آرزو شبستان نصرت بن جائے - زیادہ حد ادب -

کمترین عثمان جعفری مچھلی شہری

۱۰ فروری ۳۲ف گلبرگہ

سید محمد ہادی صاحب ہادی مچھلی شہری بی اے وکیل علیگڈھ کے نام

گھٹا جاتا ہے دل اندوہ بے پایاں سے اے ہادی

سلام مسنون!

جو جان پہچان والے ہوا الگ انجان اجنبی کو ملانے کا ایک واسطہ ہے اور السلام علی من تعرف ولا من تعرف (بخاری)

جی چاہتا تھا بے سلام ہی اپنے جوش دروفی کا اُبال دکھلانے لگوں لیکن اسلامیت نے عنوان خط کی کایا ہی پلٹ دی آئینہ، ادیب، الہلال، مدینہ، میں اکثر آپ کے جلوے نظر آئے - بلا مبالغہ لکھ رہا ہوں، جب کبھی بھی پرچوں میں اخباروں میں آپ کا نام دیکھا آنکھوں میں تجلی سی چمکی معلوم ہوا کہ طور ہے، بار بار دل چاہا کہ آپ کے پاس اپنی دلی نسبت اور اُنس شیدائی کا اظہار کروں اور کسی وجہ سے نہیں تقاضائے الفت، محبت لاکھ پردے میں چھپائی جائے لیکن میرا خیال ہے چھپ نہیں سکتی، جگر میں ہمیشہ ایک کھٹک سی ہو جاتی تھی - آپ علی گڑھ کے نامی وکیل ہیں ۔ اور میں مچھلی شہر کا ایک بدنام و بدنام کنندہ، چہ نسبت و بہ بین تفاوت احرکت تخیل کو سکون سے

مبدل کر دیا کرتا تھا - ہر بات کے لئے ایک گھڑی ہوتی ہے جس میں اُس کا ظہور رہتا ہی، اکتوبر کا "خادم کعبہ" نظر پڑا، آپ کی غزل سے آنکھ لگ گئی، جوں جوں پڑھتا جاتا تہا دل پر کٹاری لگتی جاتی تھی، آپ سے ربط معنی قائم ہوتا جاتا تھا - میں نہیں کہہ سکتا غزل پوری کرتے کرتے میرا کیا عالم ہوا ہے ؎

مری عمر دو روزہ پر ہے احسان تیغ قاتل کا
کہ ہر ہر قطرۂ خوں میں نہاں اک زندگانی ہے

سچ باور کیجیے ہر ہر دفعہ پڑھنے میں نہ جانے کے کے بار مرا ہوں اور جیا ہوں، آہ شعر کیا آپ کے قلم سے نکلا ہے موت، زندگی کا عجب سنگم یاد آگیا - ع

مرے زخموں میں پنہاں راز ہی تسکین کامل کا

دوسرا مصرع تمھاری نوک نشتر میں ہی پانی آب حیواں کا

واقعہ تو یہ ہی کہ مرہم شفا اور آب حیات ہے، درد کا چاہے درباب نہو لیکن دکھ دل کی تسکین کا سرمایہ ضرور ہے مجھے اِن دونوں مصرعوں نے جتنا تڑپایا ہے اور تڑپ میں جو سکون پیدا کر دیا ہے وہ نوک قلم پر نہیں آسکتے. غزلوں کی مجموعی کیفیت نے آشنا دار فتہ بنایا کہ بیخود ہو گیا - اسی عالم محویت میں محو تماشہ ہو کر آپ کے پاس حاضر ہو رہا ہوں، نہ اور تو ہے نہ اور لاگ. آپ کے مقطع نے تو کہیں کا نہ رکھا، ستم ہی کاٹ ڈالا چنانچہ بجائے القاب خط کے آپ کا مقطع زبان قلم پر آگیا - اندوہ بے پایاں نے سینہ میں آگ لگا دی، دل گھٹنے کی کیفیت نے ایک قیامت برپا کر دی پھر "اگر گویم زبان سوزد" کا دھڑکا لگا ہوا ہے، ڈرتا ہوں کہ کہیں کاغذ نہ جل جائے، اور قلم سے آگ نہ جھڑنے لگے۔

سینہ ہی آتش دان بننے کا حق رکھتا ہے۔ع

برہم قفل است دَر دلِ رازِ ما

دعا کرتا ہوں کہ آپ کے قلم میں روانی ہو اور آپ کے ناہید آسا اشعار سے افق جرائد آسمانِ صحائف تابان و درخشان نظر آئے۔ آپ کے پیارے نام سے مچھلی شہر کا نام روشن ہوتا ہو آپ مچھلی شہر کی نگری کا نام جگاتے ہیں اور میں مچھلی شہری جگمگاہٹ کا سچ جلانیے پروانہ ہوں، مچھلی شہر کی شمع اللہ کرے شمع طور بن جائے، اندوہ بے پایاں میں مچھلی شہر کا بھی لگاؤ ہے!!!

مجھے شائد آپ نہ پہچانتے ہوں، مچھلی شہر سے برسوں ہوئے نکلا ہوں، کہ غربت اب میرا وطن ہوگیا، بدیس رہتے رہتے پردیسی بن گیا ہوں۔ ہاں جہاں کہیں رہوں اور جہاں کہیں رہا وطن کی لو لگی رہی۔ اور وطن کی دھن میں رہا، خدا کرے اسی دھن میں جیوں، اور اسی دھیان میں مروں اور وہیں دفن ہوں۔ نام بتاتے ہوئے شرم آتی ہے، بدنام کنندہ نکو نامے چند ہوں ع

نام نہ پوچھو مرا بدنام ہوں

کام نہ پوچھو مرا ناکام ہوں

بھکاریوں کی طرح مارا مارا پھرتا پھرتا حیدرآباد پہنچ گیا ہوں، زندگی کے باقی دن میں امید کے لئے تیر کر رہا ہوں خدا کرے ایسی ہی گزر جائے۔ تین چار لڑکے بھی آپ کے وطن کے ساتھ ہیں، وطن کی خدمت کے لئے ان کی خدمت میں لگا رہتا ہوں۔ خدا سوارت کرے، اور ان کی معصومانہ محنت اکارت نہ کرے، پیارے وطن کے کام آئیں۔

زیادہ والسلام مع الاکرام۔

بے مایہ عثمان جعفری

مولینا عمر جعفری ایم۔ اے کے نام

سرمایۂ سرور وپایۂ انبساط عمر بھائی! دام اللہ ظلہم تعالیٰ۔

تسلیم ادب! کل بھائی جان کا خط پہونچا، لخت جگر فاطمہ کے مفارقت دوام کی بیچین کن، زہرہ گداز، دل دوز خبر لے آیا، آہ یہ معلوم کر کے کہ الکدہ کی سوگوار زمین کو تیرہ و تار بنا گئی، اس کے حسرتناک در و دیوار کو وحشتناک چھوڑ گئی۔ عجب حال ہی، صدمہ جس سے مصیبتوں کا مارا دل بھی پاش پاش ہو سکتا ہوا! نہ میں ظاہر کر سکتا ہوں نہ اظہار سے کچھ سود، باوجودیکہ رنج کا خوگر غم والم کا عادی ہو چکا ہوں اور سو اسو میل کی مسافت پر بیٹھا ہوں، بارہ بجے اطلاع ملی دل آتشکدہ بن گیا۔ دماغ آتش خانہ، فطرت کا اقتضا، بقائے وجود کے لئے ہر چیز کا مصلح اندرون جسم رکھ چکا ہے، دونو آنکھوں نے سیحون اور جیحون کا کام کیا اور شام تک اُس لگی آگ کو بجھاتی رہین، سنا ہے آگ پانی پڑنے سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے یہ آگ پانی کے چھینٹوں سے اور شعلہ خیز ہوتی تھی نہ بجھنا تھا نہ بجھی، رات بیچینی سے گذر چکی ہے لیکن آتش زدہ کی بھڑک اور لپٹ کا عالم جو کل تھا وہ آج بھی ہے، اگرچہ مرور ایام اس آگ کو بھی ایک روز قابل برداشت کر دیگا جیسے اس نے پہلے کی لگی ہوئی آگ دبی اور ہلکی کر دی ہے، اپنے جی کا جب یہ حال میں مشاہدہ کر رہا ہوں، صرف چچا ہونے کی نسبت سے، تو آہ آپ کی طبیعت کا عالم تو نہ جانے کیا ہوگا۔ اور ہونا چاہئے۔ آہ میں تو جب خیال کرتا ہوں، فاطمہ مری نہیں معلوم ہوتی، زندہ ہے، اور بلاشبہ زندہ، صرف ہم لوگوں کو خواب سرشار سے جگانے کے لئے وہ میٹھی نیند سو گئی ہے!!!

آہ فاطمہ مری نہین ہے، وہ یقیناً حیات ہے اور حیات کے ساتھ خود اُس کی ابدی زندگی بھی ہمین تسلی دے رہی ہے، ہمارے رنج وغم کو ہلکا کر رہی ہے، مین کتنا ہی اپنے دل بیقرار کو سمجھاتا ہون لیکن وہ نہین مانتا وہ تو یہ کہدہا ہے کہ وہ زندہ ہے، اُس کی زندگی اب بے لوث ہوگئی ہے، وہ ہر قسم کی دنیوی تیرگیون سے صاف ہوگئی ہے۔ صرف اُس نے اپنی جگہ بدل لی ہے، گویا ہمین وہ یہ ثابت کر رہی ہے، کہ دنیا عیش کا مقام نہین، اور دنیا کی راحتین دل لگانے کے قابل۔

فاطمہ کے کھیلنے کودنے کے دن تھے، چہلین کرنے کا وقت تہا، وہ یک بیک قبر جیسی تیرہ و تار کوٹھری مین عزلت نشین کیون ہوگئی؟ آہ وہ ہمین بتا گئی کہ دنیا کی سرزمین رہنے کے قابل نہین ہے، دنیا کی کوئی لذت اپنے اندر بقا و استحکام کا ذائقہ نہین رکھتی، دنیا کی ہر لذیذ اور خوشگوار چیز اپنے پہلو مین فنا یا فراق کی تلخی ضرور لیے ہوئے ہے جس سے ہر لذت آشنا کو آشنا ہونا ناگزیر ہے۔

آہ فاطمہ، پیاری فاطمہ، ہم لوگون کی گندہ معاشرت سقیم زندگی شرمناک حرکات قابل افسوس اعمال، کے بار سہا رنہ سکی، وہ نازک تھی نزاکت اُس کا خمیر تہا۔ گڑھ کر چلی گئی ہے، گویا ہماری موجودہ سوسائٹی اُس کے قابل نہ تھی، آہ فاطمہ جان سے عزیز فاطمہ معصوم تھی عصمت اُس کی سہیلی تھی، ہماری گناہ مین آلودہ و سرشار و عصیان مین گھری ہوئی زندگیان اُس کا دل نہ بہلا سکین، نہ ایسی سیہ کار دنیا مین رہنے کی تاب نہ لا سکی، اسی لیے ہماری بیچینیون اور بیکلیون کا احساس کئے بغیر ہمیشہ کے لئے ہم سے جُدا ہوگئی۔

آہ پیاری فاطمہ ایسی روٹھی کہ ہمیشہ کے لئے منائے نہ مانے گی کاش ہماری صحبتین

اُس کے حریم قدس کی پروردہ روح کے لئے دل بستگی کا سامان بہم پہونچا سکتیں، تو وہ یوں منہ پھیر کر خلاف وقت خلاف موسم چلی نہ جاتی، آہ اپنے عمّا (عمر) کو اُنکا (رقیہ) کو عنا (عثمان) کو یوں بیچین، دل گرفتہ اور تڑپتا چھوڑ نہ جاتی ہمیں جتنی محبت اُسکے ساتھ تھی اُسکو بھی ہمارے ساتھ اُتنی ہی محبت تھی، مگر آہ اُس کی محبت ہر آمیزش سے پاک و صاف تھی، اور ہماری محبت تیرہ و مکدر، گویا وہ یہ بتانے کے لئے ہم سے روپوش ہو گئی ہے کہ فاطمہ جیسی بے بہا نعمتوں کے قیام اور بقا کے لئے ایک صاف باطن اور شفاف دل، پاک روح کی خاطر داریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ دنیا فاطمہ جیسی نور کی دیویوں کے کرشمہ ناز سے خالی نظر آتی ہے۔ وہ سرچشمۂ حیات کے گھاٹ پر کھڑی کھیل رہی ہے، اور ہم لوگوں کو اُسی سرچشمۂ حیات سے پانی پلانا چاہتی ہے، تاکہ ہماری یہ مستعار اور دو روزہ زندگی ہر قسم کے آلام و کدورت سے آئندہ پاک اور صاف رہے، اُم مریم بٹیا!!! خدا بھاوج کو صبر جمیل دے۔ اور اُنکی جلتی ہوئی آنکھوں کو گرم گرم آنسوؤں سے ٹھنڈی کر دے۔ تڑپتے ہوئے جگر اور بیتاب دل کو سکون اور قرار بخشے، آپ کو سکون! اور آپ دونوں غم نصیبوں اور فلک ستاؤں کو اللہ بصحت و عافیت زندہ و سلامت رکھے، فاطمہ نہ ہوئے گی مگر اپنا نعم البدل بھیجیگی، اللہ اپنی مرضی پر آپکو اور بھاوج کو ثابت قدم رکھے، اور طاعت میں مصروف، گو یہ پھر وہ پھرے گا، اور ضرور پھرے گا۔ دنیا اسی کا نام ہے، رنج و سرور توام ہیں۔ اور زیادہ کیا عرض کروں۔

اُم رسیدہ، دل بریاں مگر راضی برضا

غم نصیب حزین عثمان جعفری

حضرت رنگین کے نام

حیدرآباد دکن - ۷ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ

بزم معنی کے صدر نشین رنگین! محفل سخن سنج کے مولائے معنی آفرین!!

سلام نیاز خردانہ آداب، جیسے میں نظروں کے سامنے بجالاتا تھا اور اُس کے ایک مستانہ کیف سے خود نشہ مستی کا سرشار بن جاتا تھا، اسے اُجلے اُجلے دو ورق کے کاغذی پردوں کی آڑ میں بجالاتا ہوں۔

بجاآوری آداب یا سلام تو اس کاغذ پر کئی نیلی نیلی سطرین کسی شکل میں بھی اور کسی صورت بھی، آپ کی نظر نظیر نواز تک پہونچا ہی دیں گی لیکن حیرت تو اس پر ہے کہ خود اپنے، "کیف مستی،" کا مستانہ تماشا آپ کی نظروں تک پہونچانے کا کوئی ذریعہ نہیں، کیونکہ میرا خیال ہے کہ الفاظ و حروف تو محض تمثال قالب ہیں!! اگرچہ اکثر ارباب علم کا خیال ہے کہ وہ قالب ہیں، مگر میں اپنے ذوق کو کیا کروں، قالبیت تسلیم کرنے کو کسی طرح راضی ہی نہیں ہوتا- اور حقیقت بھی کم از کم میری بے مایہ نگاہ میں یہی نظر آتی ہے- قالب میں ایک حد تک اپنے قلب کے انعکاس کا مادہ ضرور ہوتا ہے- اور وہ یقیناً عالم قلب کے حسن وجمال کا پرتو لے اڑتا ہے- اور کسی جگہ پیکر ناز آفرین نظر آتا ہے- اور کہیں پیکر بیجان، مگر افسوس اور آرزو بھرا افسوس تو یہ ہے کہ حرفوں میں لفظوں میں انعکاس حقیقت تو کیسا نقل حقایق کی بھی اہلیت صحیحہ موجود نہیں" چہ جائیکہ کیف درونی،" کی کیفیات، رقص مطرب کا تماشا دکھانا، اس لیے میرے سلام نیاز کی صحیح اور اصلی تصویر کاغذی پردوں کی تہوں سے نظر آنی محال ہے، اور خالی خولی کاغذی سلام میں -ع

وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی!!

گزشتہ عنایت نامہ کی یاد دلانا فضول ہو، رات کی بات کو دن بھلا دیتا ہے، چہ جائیکہ بیسون راتین درمیان آچکین، اور مین یاد دلاؤن بھی تو کیون؟ وہ مولانا کا جوابی خط تھا جو میرے ایک نیاز نامہ کے جواب مین بھیجا گیا تھا، اگرچہ مولانا نے مجھ سے ہر ہفتہ ایک عریضہ بھیجنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ اور میرا خود جی ہمیشہ چاہا کرتا ہے کہ ساتوین آٹھوین ایک پیام نیاز ضرور پیش کیا کرون مگر کیا کرون حیدرآباد کی فضا کبھی جی کا چاہا پورا نہین ہونے دیتی، دل کی آرزو دل ہی مین رہ جاتی ہے، مصروفیت کا ہجوم نہین اژدحام رہتا ہو گویا مین "مجسمہ کردار" ہون کہ میرے لئے اس "دروزہ زندگی مین کامون کا اس قدر تانتا بندھا رہتا ہے کہ سر اٹھانے کی بھی مہلت نہین دیتا۔ اسوجہ سے صرف اس سبب کتنی راتین اور کتنے دن گزر جاتے ہین کہ استدراک مزاج کا بھی شرف حاصل نہین کرسکتا۔ چودہ پندرہ دن ہوئے ضرورتاً بمبئی گیا تھا چار دن رہا۔ مراجعت مین اسٹیشن گلبرگہ پر جن عواطف اور جواذب نے کھینچا ہے اور جس کشش کی کشاکش مین پڑا ہون اُس مین مولانا کا غالباً بڑا حصہ تھا۔ مگر ناگزیر سبب سے قیام نہ کرسکا۔ ورنہ آرزوے دید برآتی، خدا سے دعا ہے کہ آپ کا مزاج وہاج مع الخیر والعافیت ہو اور ساتھ ہی وابستگان دامن بھی بعافیت۔ بخیر و خوش ہون خاص کر بحیاتہ الدنیا۔ بی بی اچھی ہون آرام سے ہون مسرور ہون، بلی کے بچے کے ننھے جوڑے اُنکے معصومانہ اور پیاری محبت کے مزے اور لطف لطیف لوٹ رہے ہون، شاید اسیوجہ سے کہ مجھے بھی آغاز عہد سے بلی اور اُسکے مسکین بچون سے بیحد اُنس رہا ہے، اسوجہ سے کہ مجھے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے غایت ربط رہا ہے۔ ابھی عزیز ہین اور مولانا کے چشم و چراغ زندگی "ربیع حیات" یعنی

بی رابعہ سلمہا سے ایک خاص رابطہ یا اُن کی لطیف طبیعت سے ایک طرح کا خاص اُنس و خلوص پیدا ہوگیا ہے - خدا کرے اُن کی لطافتین روز افزون رہین - اور آپ جیسے شفیق و ولی نعمت کے سایہ عاطفت مین اور اپنی امی جان کی آغوش اُلفت مین عمر طبعی پوری کرین اور رابطہ اوصاف ثابت ہون - آمین!

میری بہت سی دعائین فرما دی جائین - میرے یہان بھی تعطیل ہوگی مگر اس سال بھی قصد وطن نہین ہے، وہان جاکر اور درد مول لینا ہے - والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اُٹھ چکا، پریم کی دیوی کے ساتھ محبت و شفقت کے نظارون کا خاتمہ ہوچکا - اور اب جاؤن تو درد والم کے لئے، بے مہری وطن کا خدانخواستہ شکوہ سنج نہین، وقت ہے، اور حسن رونی اندوہ نہانی، اس وجدان کو کیا کرون!

بچھ روزے ہوگئے، اچھے ہوے ایک روز (روز اول) سحر کے بعد روز دارون پر رحمت باری کا نزول ہوگیا تھا پھر بوندا باندی دو ایک روز ہی پھر برسا برسایا نہین گرمی اچھی خاصی آتی ہے، روزدن کا تو شباب یہی ہے اور ہر چیز کا شباب ہی پیارا ہوتا ہے - مجھے تو گرمیون کے روزے مزے دے جاتے ہین کیا ایسی گرمیون مین بھی اُم ہریرہ رابعہ بی روزے رکھتی ہین، آپ کی تراویح اس سال کہان اور کس مسجد مین ہوتی ہے -

نیاز کیش ازلی

خادم ابدی

عثمان جعفری





مولانا عبدالحق صاحب بی اے سکرٹری انجمن ترقی اردو اورنگ آباد کے خطوط

مولینا عثمان جعفری ایم اے پروفیسر نظام کالج حیدرآباد دکن کے نام

کیمپ کچھالی گاؤں - ۱۵ جنوری سنہ

شفیق و عزیز سلمہ۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا مگر میں اس سے قبل ہی آپکے متعلق سید علی اکبر صاحب کو لکھ چکا تھا آج چند روز زیادہ ہوتے ہیں مگر اب تک انکا جواب وصول نہیں ہوا شاید وہ مستقر پر نہیں ہیں۔

آپ کے محبت آمیز خط اور اشتیاق کا مجھ پر بہت اثر ہوا اور میں ہر طرح آپ کی مدد اور ہمدردی کے لئے حاضر ہوں لیکن آپ نے جیسا مجھے سمجھ رکھا ہے ویسا نہیں ہوں، بقول مولانا حالی ؎

جیسا نظر آتا ہوں نہ ایسا ہوں میں — اور جیسا سمجھتے ہیں نہ ویسا ہوں میں
اپنے سے بھی عیب ہوں چھپاتا اپنے — بس تجھکو ہی معلوم ہے جیسا ہوں میں

مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہاں آنے کے بعد آپ کو مایوسی نہ ہو، مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کی صواب بین اور عیب پوش نگاہ میرے آڑے آئے گی۔ مجھے خود بھی آپ سے صاحب ذوق اور صاحب علم کی ضرورت ہے، میں یہاں یکہ و تنہا ہوں اور جو کچھ بھی برا بھلا کر رہا ہوں اس میں کوئی میرا ہاتھ بٹانے والا نہیں ہے، آپ کے آجانے سے مجھے بڑی تقویت ہوجائے گی، نظامت نے یہ عجیب قاعدہ قرار دیا ہے کہ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ

مین تبادلہ کے لئے دونون صدر مہتمون کی رضامندی کی ضرورت ہے تاہم مین نظامت
مین لکھتا ہون شائد وہ تبادلہ کردین، اس عرصہ مین ممکن ہی کہ سید علی اکبر صاحب کا بھی
جواب آجائے۔

آپکا ہمدرد

عبدالحق

اورنگ آباد۔ ۲۳ فروری ۲۲ ف

شفیقی وعزیزی سلمہ۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ نے جن محبت آمیز الفاظ
مین یہ خط لکھا ہی حیران ہون کہ اسکا جواب مین کیونکر ادا کرون، بہرحال آپکی اس عنایت
اور ارادت کا بہت ممنون ہون، آپ کے اشتیاق نے میرے شوق کو اور مشتعل کردیا
ہی، اور مین چاہتا ہون کہ اس انتظار کا پردہ جہان تک جلد ممکن ہو اٹھ جائے۔ اگر یہ
معاملہ صرف دفتر نظامت تک محدود ہوتا تو اسکے طے کرنے مین ایک دن کی بھی دیر
نہ لگتی، لیکن اس مین صدر مہتمم صاحب کی بھی منظوری ضروری ہی اور یہی وجہ تاخیر
ہے تعجب ہے کہ میرا خط سید علی اکبر صاحب کو نہین پہنچا، یہ خط خانگی تھا سرکاری نہ تھا
کیونکہ خانگی خط کا اثر زیادہ ہوتا ہے، آج مین نے انہین پھر لکھا ہی، خدا کرے وہ
راضی ہوجائین، وہ آپ کے کام اور قابلیت سے بہت خوش ہین، اور ممکن ہے کہ
یہ سدراہ ہو۔

مجھے افسوس ہی کہ گلبرگہ مین آپ سے ملاقات نہوئی، مین نے دو بار نگین صاحب
سے کہلا کر بھیجا مگر نہ معلوم کیا وجہ ہوئی کہ آپ نہ آسکے، ایک بار اورنگ آباد مین آپ سے
ملاقات ہوئی تھی اور اس کے بعد پھر آپ کی صورت دیکھنی نصیب نہوئی، میری
بدقسمتی ہی کہ گلبرگہ پہنچکر بھی آپ سے نہ مل سکا، اب سید علی اکبر صاحب کے خط کا منتظر

ہون مین حیدرآباد سے کل ہی واپس آیا ہون - اس وقت آپکا عنایت نامہ ملا اسلئے جواب مین تاخیر ہوئی -

آپکا خیر طلب
عبدالحق

خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی سکریٹری انجمن اصلاح سخن کے خطوط

اکمل الشعرا مولوی کامل صاحب عظیم آبادی کے نام

لکھنؤ ۔ ے نومبر ۱۹۱۹ء

مولوی کامل صاحب - دعا - خلش سلمہ میرے پاس آئے تھے - میرے خیال مین دوسری طرح معنی خیز ہی، جناب حامد کی یاد فرمائی کا مین شکرگزار ہون لیکن اس پیرانہ سالی مین مین شریک مشاعرہ ہو کر کیا کرون حال کی تہذیب سے نابلد ہون اگلی تہذیب تو اب قصہ کہانی ہو گئی، اب جو رنگ مشاعرون کا سنتا ہون تو دل کانپ جاتا ہی پچھلی صحبتین بچھڑے ہوے احباب یاد آجاتے ہین، اگلی تہذیب یہ تھی کہ مشاعرون مین بزم ادب کا لطف آتا تھا - ایک شخص تحت اللفظ غزل پڑھتا تھا، لوگ ہمہتن گوش ہو کر سنتے تھے اور داد حسب آداب عمر حسب لیاقت دیتے تھے کوئی غلطی ہوتی تھی تو سب کے سب خاموش رہتے تھے - نو عمر پہلے پڑھتے تھے کہنہ مشق آخر مین -

ایک صحبت کا ذکر ہے کہ نواب اصغر حسین صاحب فاخر مرحوم کے یہاں مشاعرہ تھا ، مولوی تجلی میاں کامل کا پاؤں سن ہو گیا - انھوں نے نواب صاحب سے عرض کیا ، نواب صاحب نے کہا کیا مضائقہ ہے پاؤں پھیلا دیجئے اول تو آپ بزرگ ہیں دوسرے شکایت بھی ظاہر ہو انھوں نے پاؤں پھیلا دیا ، سب شعراء نے شور کیا کہ یہ امر تہذیب مشاعرہ کے خلاف ہے ، اگر طرح دے جائے گی تو تہذیب قائم نہ رہے گی سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ جناب کامل کی طبیعت ناساز ہے تو مشاعرہ بے لطف رہیگا ، ہر چند معذرت کی مگر قبول نہوئی -

قیصر مرحوم کا ذکر ہے ، ایک مشاعرے میں مرحوم شریک بزم تھے - ایک شاعر نے ٹوپی اتار کر اپنے دماغ کو ہوا دی - آپ نے غزل نہیں پڑھی اور غصہ کر کے چلے آئے - اس دن سے مرتے دم تک کسی مشاعرے میں نہ گئے ؎

اے مصحفی میں روؤں کیا پچھلی صحبتوں کو

بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں ۔

اس تہذیب کو دیکھتے ہوئے تو مشاعرہ اب مشاعرہ نہیں رہا اور بہت سے کہنہ مشق خوشگو شعرا گوشہ نشین ہو گئے - لسان الملک حضرت ریاض خیرآبادی فضل اللہ و لہ جناب فضل اہل غلف جناب اسیر جناب انجم لکھنوی تلمیذ جناب اسیر اور بہت سے شاعر شریک نہیں ہوتے مجھے نہ گانا آتا ہے نہ تانا اگر میر تقی مرحوم کی بھی غزل پڑھوں گا تو رنگ نہ دیگی اسلئے کہ آجکل داد بقید علم و سلیقہ ملتی ہے پھر مجھ ایسے ناکارہ شخص کو مشاعرے میں بلانے سے کیا حاصل دوسرے میں اپنی موجودگی میں اپنا کلام کسی خوش گلو سے پڑھوانا معیوب جانتا ہوں ایسی حالت میں کیا آؤں کیا سناؤں -

ہان صاحب۔ روپیہ تو آپ کے حامد صاحب نہایت اولوالعزمی اور عالی ہمتی سے صرف کرتے ہین مگر ابھی اپنی رائے ہے کم سے کم ایک ہزار روپیہ اس مشاعرے کے سازوسامان اور شعراء کی آمدورفت مین صرف ہوا ہوگا۔ اسی روپیہ مین انکے کسی دیوان چھپ جاتے جو ان کی یادگار رہتے۔ سندیلہ کا مشاعرہ اتنا عظیم الشان ہوتا تھا۔ مگر آج کوئی اُس کا نام بھی نہین لیتا۔

میری تو رائے اس بارے مین بالکل جناب حامد کی رائے کے خلاف ہے بات یہ ہے کہ جب ہمارے گردو پیش کے روسا ایسی باتون پر خیال نہ فرمائین گے تو ایک اکیلی ریاست حیدرآباد دکن کس کس صوبہ کے علمی کارنامون کی اشاعت مین حصہ لے سکتی ہے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ جناب حامد کو اس طرح روپیہ برباد نہ کرنا چاہیئے بلکہ کسی مفید کام مین صرف کرکے کچھ ملک کی زبان کی خدمت کرنا چاہیئے۔

دعاگو

عشرت

مولوی اکمل الشعراء اکمل صاحب تسلیم

مین آپ کی غزل مین وجہ اصلاح نہین لکھتا میرے خیال مین آپ ان باتون کو خوب سمجھ لینگے اگر کسی شعر مین کچھ عذر ہو تو ضرور دریافت کرلیا کیجئے۔ مین اس سے بہت خوش ہوتا ہون۔ مین نے جو باتین بتائی ہین وہ کچھ ایسی مشکل نہین ہین، اس مین شک نہین کہ آپ مصرع بہت صاف بامعنی لگاتے ہین مگر بعض بعض مصرعون مین اکثر جلی تعقید نظر آتی ہے، بندش سست ہوتی ہے اور حشو قبیح کی غلطیان اکثر نکلتی ہین۔

تعقید کی مثال۔ ۶

نہین مرغوب ہوگی فصل گل کی غیر موسم مین

یعنی فصل گل غیر موسم مین مرغوب نہوگی۔ اتنی سی بات کو اسقدر تبدل تحرف کے بعد لکھا۔

سست بندش کی مثال مصیبت کو جہان کی۔ یہ کو۔کی مُخلِّ فصاحت ہے بدل دی گئی۔

حشو قبیح کی مثال۔ ۶

کہ دیکھون آج ساقی کی مرے ہمت کہانتک ہے

اس مصرع مین آج اور میرے دونون حشو واقع ہوے ہین۔ ان باتون کا آیندہ خیال رہے اگر اصلاح سمجھ مین نہ آتی ہو تو مین وجہ اصلاح بھی لکھدیا کرون۔

مین شیخ محمد جان شاد پیرو میر کا شاگرد ہون جو گیارہ برس کے سن مین ملک الشعرا میر تقی میر دہلوی کے پاس اصلاح کو غزل لے گئے میر نے اپنے بیٹے سید محمد عسکری عرف میر کلو عرش کے حوالے کردیا۔ شیخ صاحب کا ایک دیوان عہد شاہی مین چھپا تھا۔ ایک حال مین جسکو پندرہ سال کا زمانہ ہوتا ہے طبع ہوا۔

عشرت لکھنوی

۶۔ جولائی ۱۹۱۸ء

مولوی کامل صاحب۔

ادہر میری طبیعت نادرست تھی اور ابھی تک بالکل اچھا نہین ہوا ہون۔ تمھاری غزل سرسری طور پر دیکھ کر بھیجے دیتا ہون۔ امید تو نہین مشاعرے کے وقت تک پہنچ تاہم اپنی سی کوشش کرتا ہون۔

فک اضافت کو تم کیا پوچھتے ہو۔ جب ترکیب اضافی ہوتی ہے یعنی مضاف مضاف الیہ واقع ہوتا ہے اس وقت اضافت حذف کر دیتے ہیں اس کو فک اضافت کہتے ہیں۔ جیسے قلب سیاہ فارسی والے بدلکر سیاہ قلب بول جاتے ہیں یا جام بلورین کو بلورین جام کہتے ہیں تو اس طرح کا حذف جایز ہے اور اگر تربت مجنون کی اضافت کو حذف کرکے کوئی تربت مجنون کہے تو یہ ناجایز ہے۔

اس صفت مضاف اور مضاف الیہ دو اسموں کے درمیان واقع ہوتا ہے فعل اور حرف کے درمیان نہیں واقع ہوتا۔

روش کے چار معنی ہیں۔ ایک تو باغ میں مہندی کی قطار کو کہتے ہیں۔ جیسے کہ ہر روش باغ کی گویا کہ صف قایم ہے یعنی مہندی کی قطار۔ دوسرے اس راستے کو کہتے ہیں جو باغ میں مہندی کے درمیان ہوتا ہے۔ صاحب بہادر روش باغ پر ٹہل رہے ہیں تیسرے روش چال کو کہتے ہیں داغ کہتے ہیں ؎

وقت خرام ناز دکھا دو جدا جدا

یہ چال حشر کی یہ روش آسمان کی ہے

یہ چوتھے روش حرف ہے بمعنی طرح۔ ؎

پامال ہوتے ہیں گل ہر ہر روش چمن میں

یعنی ہر ہر طرح پامال ہوتے ہیں اس میں روش کو چمن کے ساتھ کوئی تعلق اضافی نہیں ہے پھر مضاف مضاف الیہ کیسا اور اضافت کیسی اور فک اضافت کیسا۔

دعاگو عشرت

۲۲۔ جولائی ۱۹۱۸ء

لکھنؤ - مولوی کامل صاحب -

تمہارا خط آیا طوفان نوح کی خبر لایا - بھائی وہان تو طوفان آیا اور یہان ایک قطرہ پانی کا بھی آسمان سے نہ برسا - صحیح لفظ گنجلک نہے گجلک نہین ہے جب کسی شعر مین زیادہ حرف تقطیع سے گرتے ہین تو کہتے ہین کہ اسمین گنجلک ہے بعض ناواقف تعقید کو بھی گنجلک سے تعبیر کرتے ہین مگر یہ غلط ہے -

معشوق کے کسی واقعہ کو یا عاشق کے کسی حادثے کو نظم کرنا معاملہ بندی ہے جیسے ؎

کیونکر اُس کی نگہ ناز سے جینا ہوگا
زہر دے اُسپہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

دوسرا مصرع معاملہ ہے اور داغ نے معاملہ بندی کی ہے -

شیوا بیانی شاعر کی صفت ہے ، جو شاعر شعر کو صاف کر کے کہتا ہے اسکو شیوہ بیان کہتے ہین شیوہ کہتے ہین کام کو اچھی طرح کرنے کو -

عشرت
۳۱ - اگست ۱۹۱۸ء

لکھنؤ - احاطۂ خانساماں -

مولوی کامل صاحب - علیکم السلام

رباعیان آپ حضرو کیلئے ہین ، ممکن تھا کہ دو چار رباعیان مین لکھکر بھیجدیتا مگر میری خواہش یہ ہے کہ تم خود بھی اس نظم پر قادر ہو جاؤ - اس کا وزن یہ ہے - لا حول ولا قوۃ الا باللہ

تعقید دو طرح کی ہوتی ہے تعقید لفظی و تعقید معنوی تعقید لفظی یہ ہے کہ
اس کا فعل فاعل مفعول اپنی جگہ پر نہ ہوا ہو تعقید معنوی یہ ہے کہ شعر کے معنی
صحیح نہ ہوں تعقید یہ ہے کہ مصرع میں لفظ اپنے محل استعمال سے بہت دور ہو گیا ہو
ذرا کے متعلق جلال و امیر کا خیال تہا کہ یہ لفظ ز سے صحیح ہے چنانچہ جلال کے
دیوان چہارم میں یہاں یہ لفظ آیا ہے ز ہی سے لکھا گیا ہے۔ مگر املا حقیقت میں
ذال سے قائم ہو چکا ہے اور سب لوگ اسیطرح لکھتے ہیں اسلئے جمہور کی تقلید واجب ہے۔
بھانا یعنی پسند آنا متروک ہے۔ بدل دیا۔ یاں۔ واں بھی اب متروک ہے
ساون کی اضافت تو جائز ہے۔ مگر احتیاط کرنا چاہئے۔ باد صرصر گرم ہوا کو کہتے ہیں
ساقیا بھی متروک ہو۔ بدل دیا۔ تعقید کا لفظ عام لوگوں نے بنا لیا ہے نحویوں کی
اصطلاح نہیں ہے حقیقت میں اسمیں اور تعقید لفظی میں بہت کم فرق ہے۔

عشرت لکھنوی

یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء

کا حل سلسلہ یہ حضور کی بدمزگی کے قبل یہ جملہ تم نے غلط لکھا۔ پٹنہ میں شاید بولا
جاتا ہو۔ کیونکہ ایک بار جناب حفیظ نے بھی تحریر فرمایا تہا کئی روز سے لڑکی بدمزہ ہے یعنی
بیمار ہو۔ یاس نے بھی ایک دفعہ کہا تہا کہ آج کل بدمزہ ہوں اصل میں بدمزگی بدمزہ صفت
ہے اس کو بغیر موصوف کے اہل زبان نہیں بولتے۔ اسطرح کہنا چاہئے کہ آپ کی طبیعت
کی بدمزگی کے سبب سے یا لڑکی کی طبیعت بدمزہ ہے یا میری طبیعت بدمزہ ہے۔
بھائی۔ غلو یہ نہیں ہے جس کو تم غلو کہتے ہو۔ یہ عیوب قافیہ قدمائے عرب کے تحت
میں ہے اردو میں علم قافیہ ایک دوسری چیز ہے جس طرح فاع لاتن اور فعلاتن کا فرق

اردو کے دربار سے نکال کر پھینک دیا گیا اسی طرح حرکت مجہول اور معروف کی قید خلاف فصحائے عجم اضافہ کی گئی آزاد یا متنا جمہور کے خلاف حکم دینگے وہ مقبول نہیں ہو سکتا۔

عشرت لکھنوی

۱۹۔ دسمبر ۱۹۲۱ء

جناب منشی بہاری لعل صاحب مشتاق دہلوی تلمیذ حضرت غالب کا

خط جناب قاضی محمد خلیل صاحب رئیس اعظم بریلی کے نام

مکرمی

تسلیم و نیاز کے بعد عرض یہ ہے کہ الوڑہ آ کر حاضر خدمت ہو کر آپ کی صحت میں مولانا حالی نے جو رباعی رقم فرمائی مجھے بیحد پسند آئی آپ کی تازہ غزل سنکر جو ذرہ بھی مسرت ہوئی اسے بیان نہیں کر سکتا مگر اسی زمانہ میں مزاج مبارک جادۂ اعتدال سے منحرف تھا یہ تردد تو اس وقت رفع ہو کہ جب آپ صحت یابی کا مژدہ رقم فرمائیں اور نشان مذکورۂ بالا پر آپ کا عنایت نامہ شرف ورود لائے اور اس میں رقم ہو کہ آپ کے والد ماجد کے نام جو مرزا غالب کے خطوط ہیں انکے نقول کے واسطے کاتب کو ہدایت کر دیگئی ہے تاکہ پہلے خواہش کے تلف ہو جانے کا رنج رفع ہو جائے۔

ہاں خاکسار جب آپ کے ہمراہ رکاب اٹولہ گیا تھا اور وہاں تذکرہ شعراء کی جلدیں دیکھی تھیں لیکن میں انکا نام بھول گیا ہوں سو آپ کو یاد ہو تو مطلع فرمائیے تاکہ اپنے عزیز کے کتب خانہ میں دیکھوں جہاں آجکل میں قیام پذیر ہوں۔ عزیز موصوف

کا نام لالہ سری رام ایم اے ہے خمخانۂ جاوید شعراء کا تذکرہ ایسا لکھا ہے کہ ابتک تو ایسی شعراء کے حال کی تاریخ نگاہ سے نہین گذری ، نہ ترتیب ہوئی۔

خاکسار بہاری لعل

۹ جون ۱۹۲۳ء

مولوی نواب علی صاحب نواب ایم اے پروفیسر بڑودہ کالج کے خطوط مؤلف کے نام

بڑودہ ناگرواڑہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۵ء

مکرمی تسلیم - آپ کا عنایت نامہ پہنچا اور ساتھ ہی مرقع ادب کا ایک نسخہ بھی - یاد آوری کا شکریہ - اپنی ناچیز رائے علیحدہ لکھکر خط کے ساتھ ملفوف کرتا ہون -

حضرت زاہد نے آپ کو لکھا کہ صفحہ ۱۸۶ کی آخری سطر کو مین نہ دیکھون - مین نے سب سے پہلے اسی سطر کو دیکھا اور کیون نہ دیکھتا ہمارے جد امجد سے کہا گیا کہ باغ عدن مین جو جی چاہے کرنا لیکن اس درخت کو نہ چھونا مگر انھون نے چھونا کیا معنی مزہ سے خوب چکھا پھر مین اس سطر کو کیون نہ مزہ سے بار بار پڑھتا حضرت مین آدمی ہون فرشتہ نہین ہون - الانسان حریص علی مامنع -

زاہد نے میرے چند خطوط آپ کو دیدیے غضب کیا مجھے گمان بھی نہ تھا کہ یہ پبلک کے سامنے پیش ہون گے زاہد کا اگرچہ لفٹنٹی کے دفتر سے تعلق ہے لیکن اب مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت کا تعلق کراماً کاتبین کے سی آئی ڈی سے بھی ہے مین خوش تھا

کہ جب قیامت مین حساب وکتاب ہوگا تو مین جھٹ یہ شعر پڑھ کر بری ہو جاؤنگا ۔

پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تہا

مگر اب ڈرتا ہون کہ کہین میان زاہد جنکو مین اپنا آدمی سمجھتا ہون وہان بھی کوئی پرچہ پیش نہ کردین جناب اب آپ بھی زرا ہوشیار رہیئے اور زاہد کو سمجھ بوجھ کے خط لکھا کیجیے۔

مین نے زاہد کو لکھا ہے کہ اپریل کے پہلے ہفتہ مین لکھنؤ آؤنگا۔ کیا اُنکے ساتھ آپ سے بھی وہین ملاقات ہوسکتی ہی۔ فقط والسلام

نواب علی عفی عنہ

مرقع ادب

مرقع ادب زمانۂ حال کے مشاہیر کے اُردو خطوط کا ایک نہایت دلچسپ معنی خیز اور مفید مجموعہ ہی۔ یہ اپنی قسم کی پہلی کتاب ہی اور اپنی آپ مثال ہی، لائق مصنف نے نہ صرف اُردو لٹریچر کی ایک بیش بہا خدمت سرانجام دی ہی بلکہ ایک ایسا قیمتی ذخیرہ جمع کیا ہی جو آئندہ زمانہ مین جب مشاہیر حال کی سوانحعمریان لکھی جائینگی نہایت کارآمد اور پُراز معلومات ثابت ہوگا۔ کیونکہ بہت سے مکاتیب ایسے جمع کیے ہین جو ان مشاہیر کی پرائیوٹ زندگی کا آئینہ ہین، اور جنکی نسبت کاتب کو یہ گمان بھی نہ تہا کہ یہ کبھی پبلک کے سامنے پیش ہونگے۔

اس مجموعہ مین مختلف رنگ کے خطوط جو زبان اُردو کے آسمان پر قوس قزح

کی طرح جلوہ گر ہین شیدائیان اُردو تو یہ بہار ضرور ہی دیکھین گے لیکن ہمارے وہ
نوجوان تعلیم یافتہ جو اپنی مادری زبان مین خط و کتابت کرنا فیشن کے خلاف سمجھتے ہین
بیچارے بوجوہات خود ہی معذور ہین اُنکی بھی آنکھین کھل جائینگی اور اُمید ہے
کہ وہ اس پر لطف مجموعہ سے ضرور مستفید ہونگے یہ کتاب اس قابل ہو کہ سررشتہ تعلیم
اس کی خاص طور سے قدر کرے اور لایق مولف کی ہمت افزائی کی معقول سبیل کرے
لایق مولف سے اُمید ہے کہ وہ اس سلسلہ کو جو بے شبہ نہایت مفید ہے جاری رکھینگے
انشاء اللہ تعالیٰ انکی یہ قیمتی ادبی خدمت خاص و عام مین ضرور مقبول ہوگی۔

نواب علی

بڑودہ سناگروارہ ۔ ۱۷ جولائی ۱۹۱۵ء

مکرمی تسلیم۔

یقین مانیے روز ارادہ کرتا تھا کہ آپ کے محبت نامہ کا جواب لکھون لیکن نوبت
نہین آتی تھی آج اس وقت آپ کا دوسرا عنایت نامہ پہنچا۔ قند مکرر کا لطف آیا۔ الناظر
مین آپ کے مشاعرہ والی غزل پڑھی ماشاء اللہ بہت مزہ دار اشعار ہین۔ اُمید ہے
کہ آیندہ پرچون مین آپ اپنا کلام شائع فرماتے رہین گے۔ مرقع ادب کے دو نسخے
میرے نام روانہ کیجیے قیمت وصول کر کے روانہ کرونگا۔ میری کتاب پر مولانا شرر جولائی
کے دلگداز مین ریویو لکھین گے۔ اپنے خط مین انھون نے بہت کچھ پسندیدگی کا اظہار
فرمایا ہے جس سے امید ہوتی ہے کہ ریویو معرکۃ الآرا ہوگا۔ الناظر مین آپ شرر کے
ریویو کے بعد کچھ لکھئے گا۔

دس جلدین الناظر ایجنسی مین روانہ کرتا ہون، بعد فروخت دام طلب کر لیجیے گا

کمیشن کی شرح کیا ہے میری تالیفات علی گڑھ بکڈپو میں پچیس فیصدی کمیشن پر جایا کرتی ہیں۔

معاملات تو ہو چکے اب فرمائیے کہ آپ کی فرمایش کا کیا جواب دوں۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا معاملہ ہے معارج الدین کے موضوع پر غور کرنے سے آپ کو میرے کام کی اہمیت اور انہماک کا اندازہ ہو گیا ہو گا۔ ایسی حالت میں الناظر کے واسطے نظم لکھنا معلوم۔ دوسرا حصہ آجکل لکھ رہا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ایک دوسری کتاب تاریخ صحف سماوی بھی جس میں توراۃ انجیل اور قرآن مجید کے جمع و ترتیب وغیرہ پر مفصل بحث ہے لیکن چونکہ آپ اس مرتبہ زبان سے کہہ چکے ہیں۔ اس لئے ایک نظم جو میں نے اس ہفتہ میں الہ آباد سے واپس آکر لکھی تھی بھیجتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ زاہد نے اس مرتبہ اپنے چند احباب شفیق الحسن علوی کاکوری احسن و حمید الہ آبادی وغیرہ کے ہمراہ مجھے جمنا کی سیر دکھائی کشتی پر سکا نغمہ سرائی نظر بازی شعر خوانی مختلف دلچسپیاں پیدا کی گئی تھیں جنکا فوٹو ان اشعار میں کھینچا ہے۔

سنگم کی سیر

کشتی عمر رواں پھر سوئے جمنا ہو رواں | نگہ شوق دکھا پھر مجھے سنگم کا سماں
وہ شفیق آتے ہیں مانند نسیم سحری | زاہد خستہ ہے بلبل کی طرح زمزمہ خوان
یاد آتا ہے بہت نغمۂ جانبخش حمید | وہ نشاط و طرب احسن کہ قضا کا فرمان
وہ سنگم نظر آتا ہے عجب رنگ سے واہ | چاک گنگا کا گریبان ہے جمنا کا دامان
نیلگوں رنگ چمن اگرچہ رنگ گنگا | دیویاں حسن کی شاید ہیں تہ آب نہان
ملتے جاتے بھی ہیں اور ملتے ہوئے نکھرے بھی ہیں | جل میں فصل کی اک صورت دلکش ہے عیان

چھپکے ملتے ہین نظر آتے ہین ظاہر مین الگ — کہین دریا غوطے سے نہ سیکھی ہوا نہ تیرکے بیابان
گرچہ ہین دست بغل پھر بھی کنارہ ہے مگر — دلمین بیٹھے ہین نکلتے نہین دل کے ارمان
واہ کیا عالم برزخ کا کھنچا ہے نقشہ — آیۂ یلتقیان[1] کیون نہو یان ورد زبان
اپنی ہستی کو مٹا دیتے ہین سچے عاشق — ملکے گنگا سے جمن ہوگئی بے نام و نشان
دل مضطر تری بیتابیان اب حد سے بڑھین — سیکھ اس راہ مین جمنا سے ز ضبط فغان
زاہد و حسن نواب و شفیق آ ادھر — ناؤ منجدھار مین ہے ہمت مردان یاران
ڈگمگاتی ہے بہت کشتی ایام شباب — ناخدا سے فتنون کا ہے اٹھا طوفان
چھپنے لڑتا ہے جیسے ہون تو لڑ تو اچھا — ہان مگر تر کسی صورت نہو اپنا دامان
شوق سے جلوۂ قدرت کا تماشہ دیکھو — لیکن اس راہ مین ہونا نہ کہین سرگردان
عکس آئینہ ہے تمنا دل اپنا ہر دم — گرچہ ہین جلوہ فگن سیکڑون تمثال انسان

پاکبازی کا تجھے شیخ جو دعویٰ ہے تو ہو — ہم تو انسان ہین خطا وار ہے ہر دم انسان
سر کے بل چلتے ہین ہم گنگ و جمن کی مانند — سیل کی طرح روان ہو نہ الستانہ کنان
زندگی جسم کا او جان کا ہے سنگم نواب — دیکھ لے دیدۂ باطن سے تو پر لطف سمان

یہ نظم الناظر کے لئے بھیجتا ہون۔ اور جو زبان سے آپ کہہ چکے ہین اُس کو راست مین کر دکھایئے۔ مگر للہ ابتو ایسا دعویٰ نہ کیجئے گا ورنہ مجھے سخت وقت پیش آئے گی۔
گزشتہ ماہ مین میرے ایک دیرینہ کرم فرمانے ایک خط لکھا تھا جس مین میری کوتاہ

---

[1] اشارہ ہے اس آیت پاک کی طرف مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان۔

قلمی اور احباب فراموشی کی شکایت تھی۔ میں نے اس کے جواب میں یہ قطعہ لکھ دیا تھا یقین ہے آپ اس کو بہت پسند کریںگے۔ اور الفاظ میں شائع کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ اپنے قلم سے اس کی توضیح و شرح بھی شائع کریں۔

گو صحبت دیرینہ ہوئی درہم و برہم — بگڑا نہ کچھ اے چرخ ستمگار ہمارا

عکس رخ احباب ہیں سینہ سے لگائے — البم ہے محبت کا دل زار ہمارا

نیاز کیش

نواب



اعتبار الملک حضرت مضطر خیرآبادی کا خط

مولانا عثمان جعفری ایم اے پروفیسر سٹی کالج حیدرآباد دکن کے نام

جناب جعفری سلام مسنون!

آپ کا خط جسکو دوسرے الفاظ مین آپ کے خیالی جذبات کا نمونہ کہنا چاہیئے۔ غیر متعارفانہ حالت مین اس تعارف معنوی کو ساتھ لیکر میرے پاس پہونچا جو ہمواری کی خوبصورت ڈوریون سے بندھا ہوا تھا۔ نہ مین اس قابل ہون کہ ناخدائے سخن بنکر دریائے نظم کی موجون کے تھپیڑون سے کسی ڈوبنے والے کی کشتی امید کو بچا سکون نہ اس لایق کہ گرداب آرزو کی چکر کھانے والی ناؤ کو ساحل نجات کی طرف جانے کو کوئی سہارا دے سکون، ہدایت و رہنمائی کے کھیچے اور تعلیم عمدہ برائی کی بلیان جو ہاتھ مین تھین وہ قلزم سخن کے ناپیدا کنار منظرون نے عرصہ ہوا کہ گوشہ ترک مشاغل مین رکھوا دین، بادبان استدراک پھٹے پرانے کپڑے اتبو اس قابل رہ گئے ہین کہ زخم کہن کے پھاہون کے کام مین لے لئے جائین تاہم جو امداد اصلاح نثر مجھ سے ممکن ہے وہ مین آپکو بدل دے سکون گا۔ اگر آپ کوئی مضمون لکھا کرین تو شوق سے دکھا لیا کرین خط کی اصلاح اور اس کی واپسی بعد اصلاح میرے خیال مین کچھ ضروری نہیں ہے۔

العاقبتہ بالخیر اسد معنا و معکم اینما کنا و کنتم

مضطر تاب اللہ علیہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۰ء

لشکر گوالیار

ایم مہدی حسن افادی الاقتصادی مرحوم کے خط

خان بہادر میر [illegible] ایڈیٹر صلائے عام دہلی کے نام

الہ آباد

جناب عالی تسلیم۔ [illegible] نام "عروسِ جمیل لباسِ حریر" لاجواب نکلا،
پاکیزگی لٹریچر کے ساتھ صنعت گری [illegible] آرٹ کا اچھا خاصہ مرقع ہے جو یہاں اس سے
[illegible] دیکھا گیا [illegible] میری آنکھوں سے آنسو نکل کر ٹپکے لیکن
دل کا [illegible] آپ کی تحریر سے دل کو چوٹ لگتی ہے۔ جیسے
مجھ پر [illegible] کوئی چھپ چھپ کر [illegible] رہا ہو۔ آپ لکھتے نہیں دونوں ہاتھوں سے کلیجا نکالتے
ہیں۔۔۔۔۔۔۔ جتنے مضامین خاص تھے ایک ایک کو یاد نہیں کے دفعہ پڑھا اور ابھی
[illegible] جاری رہے گا۔ [illegible] فلسفیانہ [illegible] بہت اچھی رہی، آپ نے جن ٹکڑوں کی
[illegible] اور دل پر نقش ہو گئے جس طرح چھری گلے مل کر تڑپ کو
[illegible] دیکھتا [illegible] آپ کی تحریر آتشا [illegible] کو بل کر مارتی ہے۔ آپ کے قلم
میں زبان کی جگہ چاقو، خنجر، تلوار، کٹار سبھی کچھ تو ہے، خدا ہی ہے جو جان بچے۔۔۔۔۔۔
ایک فقرہ میرے لئے دوران زندگی کے لحاظ سے میرے ڈھب کا تھا جس پر لوٹ ہو گیا!
عورت جب منہ پھیر کر چلنے کے لئے کھڑی ہو تو اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ چاہتی ہے کہ کوئی
مرد زبردستی پکڑ لے، کتنا اچھوتا خیال ہے "دائرہ ادبیہ" آپ کی نظر سے گزرا اور پسند
آیا یہ میری خرافات کا بہترین صلہ تھا جو آپ سے زبردست انشا پرداز کے ہاتھوں مل سکتا تھا

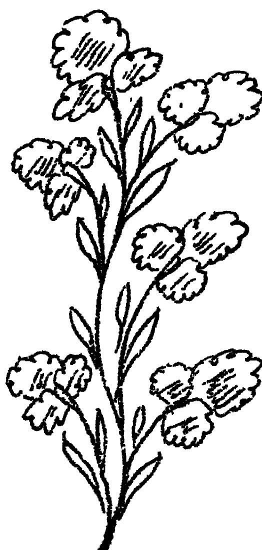
"کھلی چٹھی نے مار ڈالا جس کام کے لئے نیچر جلدی کر رہی ہے تم اپنے ذمہ اُس کا عذاب نہ لو۔ مین تم سے جیت نہین سکتا تم نے اپنے مضمون مین جوانی کا زور دکھایا ہے"

کیا بتاؤن ان فقرون نے مجھپر کیا ستم ڈھایا!

آپ کا ہر فقرہ ریویو کے لئے مستقل عنوان چاہتا ہے، اور مین لطف کو قائم رکھنا چاہتا ہون اس لئے جستہ جستہ داد دیتا رہون گا۔

آپ کا فدائی

مہدی۔ ۲ نومبر ۱۹۰۹ء



انشاپردازی کا دور جدید

حکیم برہم صاحب اڈیٹر مشرق گورکھپور کے نام

پیارے برہم! مین دیکھتا ہون "مشرق" موضوع اخباری کے لحاظ سے نسبتاً اور پرچون کے مقابلہ مین اس قدر سطح فایق ہے کہ مین نہین جانتا کہ غور کرنے پر بھی کوئی نئی بات کہہ سکون گا جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ آپ اس کے قوام مین بہتر سے بہتر اجزا سے مدد لیتے ہین جو لایق حصول ہو سکتے ہین لیکن اس وقت مجھے اس کی ایک حیثیت اضافی یعنی انشاپردازی پر مختصراً کچھ عرض کرنا ہے۔ کچھ دنون سے آپ نے لٹریچر کے بعض نازک مسائل چھیڑ دیے ہین آپ کی دلچسپ عالمانہ تنقید کے سوا اثری کا پچھلا مضمون نہایت قابلیت سے لکھا گیا تھا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مشرق مین ایک مستقل عنوان "دائرۂ ادبیہ" قائم کیا جائے جس کے تحت مین شایقین ادب کی نکتہ سنجیان جگہ پاتی رہین، آپ کے ساتھ اگر اور صاحبون نے بھی توجہ کی تو اس سلسلہ کا جاری رکھنا بڑی بات نہین:

مین اس لحاظ سے کہ آپ میری تحریک کو محض زبانی جمع خرچ نہ سمجھین اپنے خیالات کی پہلی قسط بھیجتا ہون جس کا موضوع شیخ ناصر علی کا اردو لٹریچر ہے جنکی پاکیزہ خیالی اور خوش بیانی کی نسبت مجھے اصرار ہے کہ ملک کی انشاپردازی پر انہین امتیاز خاص رکھتی ہے اور مجھ کو حیرت ہے کہ اردو دنیا آشنا ہے ان کے کمالات کی داد نہ دیجائے جس کا شایانہ اعتراف خود لٹریچر کے شریفون مین سے ہے، آپ نے میری

ایک سرسری تحریر کو پچھلی دفعہ اس قدر چمکایا کہ مین دیکھتا ہون مجھے بے تکلف بنا پڑا جس کے آثار آپ کو ان اوراق پریشان مین ملینگے جو بھیج رہا ہون۔

آپکا فدائی

مہدی ۱۷ ستمبر ۱۹۰۹ء

"دائرۂ ادبیہ"

بخدمت جناب خان بہادر سید ناصر علی صاحب بالقابہ اڈیٹر صلائے عام دہلی

جناب من! یاد فرمائی کا شکریہ ۔ پرچے دیکھے ۔ مدت کی چوٹ جو دل کا چور بنی ہوئی تھی ابھر آئی آپ کے لٹریچر کا مین اُس وقت سے دلدادہ ہون جب لٹریچر کا صحیح مفہوم بھی میرے ذہن مین نہین تھا ۔ کم وبیش بیس برس ہوے جب آپنے ایک وضع خاص پر لکھنے پڑھنے کا مشغلہ جاری کیا یعنی "تیرھوین صدی" مین داد سخن دی "تہذیب الاخلاق" کے ساتھ ساتھ آپ نے جس ٹھاٹھ سے دھوانڈھار مضامین لکھے اور سر سید کے لٹریچر پر جس سلیقے اور سخن گسترانہ شوخیون سے آپ نے انتقادات کی ٹھرائی سچ تو یہ ہے کہ وہ اُردو لٹریچر کی جان ہین ۔ آج سنجیدگی اسقدر بڑھ گئی ہے کہ مین نہین جانتا کہ ملک کے نامور اہل قلم آپ کے گزشتہ کمالات کی داد دینگے ۔ لیکن مین کھل کر کہتا ہون کہ آپ نے اُس وقت انشاپردازی کو چمکایا جب بہتون نے قلم بھی ہاتھ مین نہین لیے تھے ۔ آپ کا ادبی مذاق اور ایک خاص طرح کا مادہ اختراعی (اوریجنیلٹی) دراصل آپ کے اولیات مین داخل ہونے کے لایق ہی!

موجودہ نسل تمام تر تہذیب الاخلاق کے ادبی دور کی پیدا کردہ ہے جب آپکے

لٹریچر کا شباب تھا اور یہین سے اپنا مرتبہ دیکھ لیجئے "تیرھوین صدی" مین بلا خوف تردید کہہ سکتا ہون کہ آپ کا عنصر غیر فانی ہے لیکن افسوس ہو آپ کو یہ خیال نہ آیا کہ جس سے اتنے دنون دماغی سابقے رہے وہ بہیئت مجموعی کتابی صورت مین جلوہ گری کا حق رکھتی ہو اس پاکیزہ مجموعے کی ترتیب سے اردو ادب العالیہ (کلاسکس) مین آپ کی طرف سے مستقلاً ایک قیمتی اضافہ ہوتا - جو یادگار زمانہ رہتا - آپ معاف فرمائین گے یہ بدترین حق تلفی تھی جو آپ اپنی کر سکتے تھے - یہ خیال قطعاً صحیح نہین ہے کہ ملک مین اچھے لکھنے والے پیدا ہو گئے ہین، نئی نسل کو آپ کی اردو سے کچھ واسطہ نہین ہے نہ بہیئت موجودہ کسی مین یہ صلاحیت ہو کہ وہ آیندہ کچھ کر سکے، صاف بات یہ ہے کہ جس لٹریچر پر آپ مٹے ہوے ہین سرے سے اس کی بیان ہی کے لالے ہین جس زبان کی حیات طبعی بوڑھے نذیر احمد اور حالی اور شبلی کے دم تک ہو وہ سسک سسک کر کب تک چل سکتی ہے ؟ آپ سے کچھ امیدین تھین مگر اس وقت تک آپ کا صحیح مصرف کچھ نہ معلوم ہو سکا سنتا تھا لٹریچر بڑھاپے مین جوان ہوتا ہے لیکن مین دیکھتا ہون کہ آپکے ساتھ آپ کی طبیعت کا رنگ بھی کچھ بدل سا گیا ہے یعنی خیالات مین ایک طرح کی پختگی پائی جاتی ہے اور وہ بات نہین رہی جو کچھ پہلے تھی شاید اس لئے کہ تہذیب الاخلاق کی طرح کوئی چیز الجھاو پیدا کرنے والی نہین رہی یعنی جذبات کے اکسانے کا سامان نہین رہا -

ملک مین اچھے لکھنے والے کم ہین ان مین بھی تھوڑے ہی ایسے ہین جو آپکے رنگ مین دو سطرین بھی لکھ سکیین مرحوم ریاض (خدا جسے مدتون زندہ رکھے) اور بہم [illegible] شہرتی کے دل سے پوچھئے، ناصر علی پھر کہان ؟ صلاے عام کی ترکیب باوصف

حسن ظن جو آپ کی طرف سے ہی کچھ پسندیدہ نہ آئی اس سے تو ناصری اچھا تھا
خاصے کی چیز اور "وقف عام" ایک طرح کا بے نکا [illegible]
مذاق انشا پردازی پر نکتہ چینی منظور [illegible] پنہا [illegible]
بیسویں صدی میں جو پرچہ آپ سے [illegible] کے قلم سے [illegible] اردو بھی [illegible]
سخن" کے میکے یعنی دلی سے نکل [illegible] نام میں آپ کی جگہ ہوتا تو بے سوچے
سمجھے -

ارتقاء

رکھ دیا، نام آتا تو باکیف ہو جس سے پرچے کی علت غائی یعنی آپ کے ادبی
تخیل (لٹریری آئیڈیل) کا پتا چل سکے تقطیع بھی مجھے پسند نہیں - ولایت کے نامی
رسالے تو آپ کے پیش نظر ہونگے ڈوڑ کیوں [illegible] اردو کی [illegible]
کیجئے جو نہایت موزوں ہے [illegible] ٹھیک نہیں یہ [illegible]
میں نہیں آتا آپ کے قدر دان کہاں [illegible] آپ کو نہیں جانتی [illegible]
آپ کا قصور ہے لیکن "ہر فعل خود اپنی مکافات ہے" دنیا میں جینے اور اچھی طرح [illegible]
استقدر حق ہے کہ جس طرح [illegible] مستقل [illegible]
یہ ہی کہ تیرھویں صدی اور [illegible] کچھ آپ نے [illegible] اہتمام [illegible]
ایک دم سے شائع کر دیجئے لیکن [illegible] نہوں - آب رواں میں گاڑے کا پیوند
بے جوڑ ہوگا - اگر یہ نہ ہوا تو میرے منہ میں خاک میں سمجھونگا آپ جیتے جی مر گئے - اور
لٹریچر کے خون ناحق کا بار گراں جو گردن [illegible] علیحدہ - یہ [illegible] آپ کے [illegible]
انشا پردازی کے لحاظ سے ہے آپ کی [illegible] صفات کے ساتھ

کسی اور کے بس کی چیز نہین اور سچ یہ ہے کہ آپ فن کے اختصاصی (اسپشلسٹ) ہین۔
مین آپ مین یونانیون کی سی لطافت خیال پاتا ہون، آپ کی چشم سخن جہان "جنس لطیف" اور اُس کے متعلقات کی طرف اشارے کرتی ہے وہ نزاکت خیال کی آخری حد ہے "تیرھوین صدی" مین بہتیرے نشتر ہین جو آج تک دل مین چبھ رہے ہین ابھی ابھی ایک فقرہ نظر سے گذرا "یہ پان اُنکے لئے ہے" بے اختیار جی بھر آیا اگلے پچھلے قصے پیش نظر ہوگئے۔ پوچھئے تو بتا نہین سکتا لیکن کچھ تو ہے جو دل پر چوٹ لگی رکھ رکھاؤ آتا تو ہو ایک چھوٹا سا فقرہ اور عطر زندگی۔
بوڑھے حالی جو شاعرانہ جذبات کے ساتھ بھی عورت تو خیر "چھوٹے چھوٹے کپڑے" سے گھبراتے ہین اس قسم کی نزاکت خیال کو پسند نہین کرتے لیکن انشاپردازی ان سے کبھی قطع نظر نہین کرسکتی، شوق کی مثنویون مین سے اگر زوائد کو نکال ڈالئے تو جو کچھ بچ رہے گا فلسفۂ اخلاق کی جان ہوگا ؎

یاد آتی تھین دلاتے جائین
پان کل کے لئے بناتے جائین

ان سیدھے سادے مصرعون مین جو رکھ رکھاؤ ہے کسی رازدار فطرت سے پوچھئے۔ کیا دنیا کی شاعری اِس کی نظیر پیش کرسکتی ہے؟ یورپ مین جو آج بڑے پایے کے لکھنے والے ہین اُنمین مذاق حسن پرستی اس قدر لوچ گیا ہے کہ قریب قریب اُن کی ہستی کا ایک جزو ہو رہا ہے، عورت جسے "خواب طفلی اور آرزوے شباب" کہئے۔

"ہر بات تری فسانہ حسن"

ہیئت اجتماعی (یعنی سوسائٹی) کی روح رواں ہو رہی ہے جس سے کوئی شائستہ

لٹریچر دست بردار نہین ہوسکتا۔ آپ ان نزاکتون سے خوب واقف ہین اور یہی وجہ
ہے کہ "عکس رُخ موتیون کے دانون مین"
صنف نازک آپ کے دائرہ تحریر مین کبھی نہ کسی حیثیت سے آہی جاتی ہے۔ مہرالنسا کا وہ
واقعہ کس قدر دلچسپ ہے جب اُس نے باغ کی ایک روش پر جہانگیر کے ہاتھ سے کبوتر لیکر چھوڑ
دیے تھے پروفیسر آزاد نے جس خوبصورتی سے اس کو دکھایا ہو انشاپردازی کو اُس سے
بہتر الفاظ آجتک نہ مل سکے۔ آپ وہ سمان دکھایئے جب مہرالنسا جوان بیوہ کی حیثیت
سے شاہی محل مین رہنے سہنے لگی ہے لیکن ہاے وہ حسن افسردہ جو خود اپنی قوتون سے
واقف ہو۔ خوب جانتی تھی بجلی کدھر گرے گی ؎

شب امید بہ از روز عید می گزرد
کہ آشنا بہ تمنائے آشنا خفتسم

جہانگیر ایک روز اُس کے کمرے مین جانکلا جو ضیائے حسن سے شیش محل ہو رہا تھا
حورُوش کنیزون کی زرق برق پوشاکین آنکھون کو خیرہ کیے دیتی تھین اور فطرت کی
لاڈلی "ہمہ غمزہ ہمہ عشوہ ہمہ ناز" نہایت سادے باریک لباس مین تھی لیکن شیشہ
کی طرح صاف صاف جسم جھلک رہا تھا ؎

کلائی وہ نازک سی ہیرا تراش
وہ محرم مین سربستہ اک راز فاش

"مقیاس الشباب" کی سرکشی بتا رہی تھی کہ وہ دستانے کی طرح چنچی محرم سے زیادہ اودی
اودی رگون کے پیچ وخم اور اعصاب کی قدرتی کھینچ تان کی ممنون ہے۔ اس پر وہ
کافوری برہنہ حصہ اُفقی ابخیال کے لئے کیا باقی رہا غرض مہرالنساء عالم تصویر بنی ہوئی

تھی شاہی نگاہیں جم کر حسن عریانی کا جائزہ بھی نہ لینے پائی تھیں کہ ایک کہربائی قوت نے بجلی کے تاروں میں نہیں زلف عنبریں کے پیچوں میں جہان پناہ "کو جکڑنا شروع کیا، شاہانہ تمکنت نے دیکھتے دیکھتے حسن گلو سوز سے شکست کھائی جہانگیر سے ضبط نہ ہو سکا دل کا چور زبان پر یوں آیا۔

تمھارے اور تمھاری لونڈیوں کے لباس میں کیوں فرق ہے؟ اس کا جواب جو کچھ ملا اسی کا حصہ تھا جو آگے چل کر نور جہان ہونے والی تھی۔

"جی میرا لباس لازماً اوروں سے مختلف ہوگا کیونکہ اسے شاہی خواہشات کے زیر اثر ہونا چاہیئے"۔ ذرا دیکھئے کیا کیا کہہ گئی، جتنا کہا نہیں اس سے زیادہ تخیل کے لئے گنجائش چھوڑی۔

ایک فلسفی نے کیا چبھتی ہوئی بات کہی کہ "دنیا میں جہاں کہیں حسین عورت ہو میری رشتہ دار ازلی ہے، یہ تعلق فرد انسانی میں ہمیشہ سے ہے اور وراثت طبعی کے قاعدے سے ہمیشہ رہے گا ہماری تمھاری خاک سے اور انھیں نے اور یہ سلسلہ قائم رہے گا،،

"وہ کہتا ہے" مجکو صرف ایک تخیل کی ضرورت ہے جو فانی زندگی کا ایک خیالی سہارا ہو اور اسی پر نہایت خوشی سے قانع رہوں گا۔ کیونکہ معلوم ہے دنیا دیکھنے کیلئے ہے برتنے کے لئے نہیں ہے۔

اس قسم کے بہتیرے نکتے ہیں مگر دکھلائے کون؟ آزاد جیتے جی مر گئے آپ باتوں باتوں میں ٹالنا چاہتے ہیں، کیا اچھا تھا اگر آپ بیسویں صدی کا مناظرہ لکھتے "اخوان الصفا، کے رنگ میں ایک خیالی مجمع الفصحا (لٹریری اکیڈمی) ترتیب دیجئے پورا ادارہ ہوا ایسی بحثیں یعنی اخلاقی، مذہبی، افادی، اقتصادی اور فلسفی وغیرہ مختلف الموضوع عناصر

اگر جمع ہو گئے اور ان سبھوں میں آپس میں دماغی ٹکر ہوئی تو لطف آ جائے گا۔ کچھ نہ سہی خیام کے فلسفہ پر ریویو کرڈالئے اور جو پتے پتے کی کہہ گیا ہے ناآشنایان حقیقت کو سمجھا دیجئے بیچارہ یورپ کے ہاتھوں جی رہا ہے ایشیا میں بےطرح اس کی مٹی خراب ہو۔ نقد لوگ اسے ہاتھ بھی نہیں لگاتے نہ جاننا بھی مزے کی بات ہے اس قسم کی سرد مہربان لٹریچر پر ایک بدنما داغ ہیں۔

آجکل سرمایہ دار وہی سمجھا جاتا ہو جو چھپوں کے جمع کردہ مواد میں تصرف بیجا یا بجا کرسکے، آپ میں مادہ اختراعی کی کمی نہیں مواد دستیاب یورپ سے لیجئے اور خیالات کو پھیلا کر بیٹھئے اور لکھئے غزالی اور ابن رشد کا مباحثہ بہت دلچسپ تھا۔ لیکن ضرورت تھی کہ زیادہ پھیلاؤ ہوتا اور لگے لپٹے مسائل میں کچھ رہ نہ جاتا مختصر یہ کہ جس پیمانہ پر آپ لکھ رہے ہیں میری توقعات اس سے کہیں بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہ امر آپ کی عظمت کے ثبوت میں ہو نری باتوں سے خواہ وہ کتنی ہی پیاری ہوں اگر بار بار دوہرائیے تو جی اکتا جاتا ہو، متعدد داد ہوئے مضامین کی جگہ ایک آدھ لکھئے لیکن ذرا جی لگا کر۔ کم سے کم ایک مضمون خالص فلسفیانہ رنگ میں ہو جسے ہیت اور رکھاؤ کی حیثیت سے آپ اختراع فایعہ (ماسٹر پیس) کہہ سکیں۔

نئے گردہ سے کچھ امید نہ کیجئے، ان کے ہاں اس وقت تک صحیح علمی مذاق کا پتہ نہیں، نہ پڑھنا لکھنا ضروریات زندگی میں داخل ہو۔ قومی لٹریچر سے بیگانگی جیسا اس سے پہلے کسی موقع پر لکھ چکا ہوں اور سچ تو یہ ہے کہ انگریزی شاید کچھ آتی بھی ہو اردو تو خیر سے قطعاً نہیں آتی۔ انگریزی غیر ضروری آمیزش نے روزمرہ کا جسطرح خون کر رکھا آپ دیکھ رہے ہیں، مغربی تمدن اور شائستگی کے دلدادہ جہان یورپ

کی تقلید پر مٹے ہوے ہین ایک خاص مسئلہ مین اجتہاد سے نہین چوکتے اس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ کسیکو احساس نہین یعنی تکلفات زندگی کے اصرار کے ساتھ بھی قومی لٹریچر پر کچھ صرف کرنا جرم ہی نہین بلکہ ایسا گناہ ہے جس کی باز پرس ہو کر رہے گی ایسے افراد کہان تک آپ کے توقعات پورے کرسکتے ہین۔ بہرحال آپ سے جو کچھ ہوسکے کئے جائیے اور یہ تو مین تفصیل سے عرض کرچکا کہ آپ سے کیا چاہتا ہون مغربیت کے اثر سے نئے نئے عنوان زندگی پیدا ہوگئے ہین انہین سے کسی بحث کو چھیڑیے آجکل کے عوائد رسمیہ (ایٹی کیٹ) اور راز تقالباس پر جو نہایت اہم مسائل ہین کچھ لکھئے لکھائیے تو سب سے پہلے آپ کے دل و دماغ کے نتائج کی داد جس سے ملیگی وہ

مین ہون

آپ کا نیاز مند

ایم مہدی حسن (افادی الاقتصادی) الہ آباد۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۹ء



مدّاح آلِ محمدؐ حضرت محشر لکھنوی کا خط مولف کے نام

مکرمی جناب صفدر صاحب زاد لطفہ۔ تسلیم

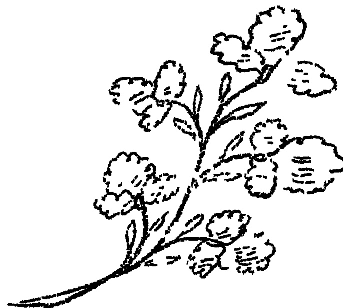
آپ کی تصنیف رسالہ مشاطۂ سخن مین نے اول سے آخر تک دیکھا، واقعی دور شاعری مین آپ کے دماغ نے وہ کام کیا جو آج تک کسی نے نہین کیا۔ اساتذہ قدیم و جدید کی اصلاحین مع اپنے تنقیدی خیالات ارباب نظر کو دکھا دیے اس کے معنی یہ ہوے کہ فن اصلاح کو زندہ کردیا۔ ہر شعر پر متقدمین کا زور قلم متاخرین کے لئے ایک کافی سبق ہے۔ اگر مین کہتا ہون کہ دنیائے ادب مین اس مقبول تالیف سے اضافہ ہوا تو کیا کیا کچھ بھی نہین یہ سب کچھ کہہ چکے ہونگے سمجھ مین نہین آتا مشاطۂ سخن کی حقیقی تعریف مین کیا کہا جائے بجز اس کے کہ خلاق سخن آپ کے زور تحریر کو ہمیشہ یونہی کامیاب رکھے۔ مشاطۂ سخن اسم بامسمی ہے یہ کتاب موجودہ یا آنے والے شاعرون کو طرز اصلاح سکھاتی ہے اور سکھاوے گی۔ مشاطۂ سخن ایسی کتاب ہے جس کو دیکھ کر اہل قلم صحیح جدت طرازی کی طرف مائل ہوتے ہین مشاطۂ سخن ارباب ادب کا ذوق سلیم درست کرتی ہے۔ مشاطۂ سخن پرانے اُستادون کے جوہر کمالات کا آئینہ ہے۔ مشاطۂ سخن سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے دماغ و فکر نے کیا کام کیا اور اُستاد کے پُر زور قلم نے کون سا صحیح راستہ دکھایا۔ مشاطۂ سخن وہ چراغ ہدایت ہے جس کی روشنی مین فکر شاعر منزل مقصود تک بے خوف و لغزش پہونچ سکتی ہے مشاطۂ سخن اہل علم وکمال کے کتب خانون مین عزت سے جگہ پانے کے قابل ہے مشاطۂ سخن مین جہان تک آپ کی فکر نے کام کیا سونے مین سہاگہ کہنا چاہیے آپ کا زور قلم آج سے نہین بلکہ مدتون سے ملک مین مشہور ہے مشاطۂ سخن نے اور بھی زائد کردیا۔ مشاطۂ سخن مین

اکثر مقامات پر بعض اساتذہ کی اصلاحین دیکھنے والون کو سرمۂ چشم ہین۔ میرا جی چاہتا ہے کہ مین آپ سے فرمایش کرون کہ ایسی ہی ایک اور کتاب تیار کیجئے۔ ابھی اساتذہ کا سرمایہ بہت کچھ باقی ہے آپ کی کوشش سے صفحات کاغذ پر آجائے گا۔ ورنہ بہت جلد ضائع ہو جائے گا۔ آپ نے اس کے جمع کرنے مین جو کچھ جانکاہی کی یا دقت اٹھائی وہ آپ ہی کا دل جانتا ہے۔ میری راے ہے کہ مشاطۂ سخن ایسی کتاب ہے جس کی تالیف مین تصنیف کے اسرار ظاہر ہوتے ہین اردو زبان کے ادبار کو روکئے اور جہان تک ہو سکے قلم کی روانی شب و روز برابر جاری رہے۔

اہل کمال کے تغافل نے فن کو مردہ کر رکھا ہے۔ خیر آپ ہی ایسے دو چار لکھنے والے ہین جن کی کوشش باطنی و ظاہری اردو کی مسیحائی پر آمادہ رہے۔ آپ کا قبضہ جتنا اقلیم نظم پر ہے اتنا ہی نثر پر پھر کیون نہ آپ کے قلم کی نکلی ہوئی کتابین ادب کی محفلون مین آئینون کا کام دین کوشش سے باز نہ آئیے برکت دینے والا کوئی اور ہی ہے۔

آپ کا دیرینہ نیاز مند مداح آل محمدؐ

محشر لکھنوی



مولینا محمد حسین محوی کے خطوط مولف کے نام

لکھنؤ ۲۷- مارچ ۱۹۱۶ء روز دوشنبہ

برادرم تسلیم!

پرسوں آپ کو لفافہ روانہ کیا تھا۔ کل اپنی مریضہ بیوی کو اجل کے حوالے اور سپرد خاک کیا۔ بھائی زندگی کی خوب بہار دیکھی۔ جوانی کے جو عیش دیکھے انکا گواہ یہ فلک ہے سنا تھا کہ جوانی میں عیش ہوتے ہیں اور زندگی کا مزہ شباب میں آتا ہے لیکن ہم کچھ نہ کر سکے اور کچھ نہ دیکھ سکے اور جو دیکھا وہ بیان کرنے کے قابل نہیں۔ کل ساڑھے نو بجے دن کو عمر کی سانس آخر ہوئی اور تمام تکالیف و آلام سے نجات حاصل ہوئی۔ دو بجے دن کے قریب تجہیز و تکفین سے فرصت پائی۔ ایک انیس زندگی کی دائمی مفارقت میرے عمر بھر رونے کے لئے کافی تھی جو یہ دوسری مصیبت مجھ پر ٹوٹ پڑی کیا لکھوں میرے حواس درست نہیں اور نہ کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے بچہ خیریت سے ہے دیکھئے آپ کب تک اِدھر آتے ہیں غالباً میں بھی تب یہاں اور رہوں گا پھر بھوپال کا کوچ ہو۔ اب خدا جانے کب آنا ہو کیا عجب خاک بھوپال مجھے بھی زیادہ مہلت نہ دے۔ فقط

محمد حسین محوی

جامعہ الٰہیہ کانپور - ۸ اپریل ۱۹۲۱ء

بھائی جان سلام مسنون۔ آج جناب مولانا نے آپ کا کارڈ مجکو دیا جس میں آپ نے تازہ مشاعرہ کے تین شعر لکھے ہیں ابھی میں حسن کو یہ کارڈ نہیں دکھا سکا تینوں شعر لاجواب ہیں اور بہت خوب ہیں "منظر خون شہیداں" والا مجکو بہت پسند آیا۔

اور دین وایمان بھولنے والے تو موجودہ دور کے لئے حاصل زمین ہی۔ اس رنگ کا مشاعرہ بھر مین صرف ایک شعر ہوگا۔ اب اسی شاعری کی ضرورت ہی۔ سبحان اللہ کیا کہنا ہی۔ مطلع کی سادگی اور ادائے بیان قابل داد ہے۔ "جی بجا ارشاد ہوتا ہی" کا شکریہ۔ دوسرے شعر مین قیامت کا ہے ہائے کیا اچھا شعر کا مفہوم ہے۔ آپ نے تو مجکو فراموش ہی کر دیا۔ جو صاحب لکھنؤ سے آتے ہین آپ کو ضرور پوچھ لیتا ہون۔ مدت کے بعد آپ کا یہ ہدیۂ رنگین پہونچا۔ یاد تازہ ہوگئی خدا جانے کتنے اگلے پچھلے قصے پیش نظر ہوگئے۔ بیساختہ جی چاہا کہ کاش آپ بھی سامنے ہوتے۔

میری جانب سے خورشید کو پیار۔ گھر مین سلام

محمد حسین محوی

شیخ محمد مختار احمد صاحب عرف منے میان قدوائی بی اے ایل ایل بی کے خطوط حضرت زاہد نیتنوی کے نام

بارہ بنکی ۲۶-اپریل ۱۹۰۳ء

زاہد آؤ تمھین بھی دکھلا دین

سیر تبخانے مین خدائی کی

کہو زاہد کیا حال ہی۔ کس دھن مین ہو۔ مین نے تو ۸ تاریخ کو ایک خط لکھا مگر تم نے آج تک جواب نہ دیا۔ کیا تم بھی میرے آتے ہی الہ آباد سے نکل کھڑے ہوے اگر یہ صحیح ہے تو کدہر گئے اور کہان۔

محرم کی تو خوب بہارین لوٹی ہون گی۔ سید زادیون کے وہ چمپئی رنگ پر دہانی

جو اُسے۔ دست نازک میں ریشمی لچھے اور اسیر سادگی اُف غضب! ؎

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

بھلا اس وقت تو الہ آباد کی دسوین کا سماں آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ کربلا میں کبھی مست الست سیدانی کا جلوہ اور وہ بھی کس انداز سے بسر پر آب رواں کا دھانی دوپٹہ جسم پر ایک مہین تنزیب کا کرتہ۔ دن بھر کی پریشانی سے آنکھوں میں حلقہ پڑے ہوئے۔ لب جن پر پانوں کی ہلکی ہلکی سرخی یا خون شہیداں کبھی رنگ لاتا تھا۔ آج پیاس سے خشک ہیں اور ان سب پر غضب ہے کہ تمھاری شوق بھری للچائی ہوئی نگاہیں۔ دل ہی دل میں کھبی جا رہی ہیں۔ بس بس زاہد ذرا سنبھلو محرم ہے اور دسوین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواب دیکھا۔ مگر یہ تمھاری مایوس اور حسرت آگین نگاہیں آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہیں تمھاری یاد ہو اور میرا دل۔ اللہ تمھیں خایز المرام کرے۔ ہم تو تمھارے دعا گو ہیں۔ خیر اپنی سرگزشت تو کہہ جاؤ اور ہماری نہ پوچھو۔ بس بلبل شیراز کا یہ شعر پڑھ لو اور سمجھ لو کہ ہم کس رنگ میں ہیں ؎

آہ ازاں نرگس جادو کہ چہ بازی انگیخت
وائے ازاں مست کہ با مردم ہشیار چہ کرد

تمھاری یاد ہے کہ دست ستم سے دل کو پامال کر رہی ہے۔ آج کل یہاں بے طرح شکار ہو رہا ہے والد صاحب قبلہ بھی یہیں ہیں اور مصطفےٰ بھائی بھی موجود ہیں۔ دن بھر شکار اور رات کو خواب خرگوش۔ دل ہے کہ بلا تمھارے کہیں نہیں بہلتا تم ہو کہ تمھاری خیالی تصویر آنکھوں میں، تمھاری دھن دل میں، تمھاری یاد قلب میں

[illegible] سودا دماغ مین غرضکہ ع

جدھر دیکھتا ہون اُدھر تو ہی تو ہے

[illegible] کہہ گئے ہو یہ مین کیون ہونے لگا ہوگا وہ جو تھین زیادہ عزیز ہوگا۔ مگر اس کہنے
[illegible] مین نے جو کہا ہے یہی کہون گا تم جو چاہو کہو۔ رہی اپنی اپنی سمجھ مین
[illegible] تم اپنی سمجھنا سمجھ مین ممکن ہے فرق ہو مگر قول فعل کا اعتبار دنیا دارون
[illegible] کیا سکتا ہے۔ خدا جانے کہ تم مین کیا لعل لگے ہوئے ہین کہ جسے دیکھو وہ
[illegible] ہے اور تم کو بہت عزیز رکھتا ہے۔ خیر رخصت مدن سے میرا سلام کہنا۔
[illegible] کسے سلام لکھین اور کس کی مزاج پرسی کرین۔ خیر تم خود سمجھ بوجھ لینا۔ لو خدا حافظ

خرم آن دم کہ چو حافظ بہ تمنائے وصال

سرخوش از میکدہ با دوست بکاشانہ روم

مین ہون ایک دلدادہ

ہو العزیز

[illegible] فروری سنہ ۱۹۰۳ء

اگرچہ مرغ زیرک بود حافظ در وفاداری

بہ تیر غمزہ صیدش کرد چشم آن کمان ابرو

پیارے زاہد

[illegible] خط پڑھ کر مجھے نہایت افسوس ہوا۔ تم نے محض مجید بھائی کی خوشامد مین
[illegible] اس سے پہلے جب مجید بھائی سے مجھ سے خاص سبجکٹ پر چھڑی ہوئی
[illegible] تم بھی جانتے ہو کہ میرے پاس دل تھا اور جو بحث تھی وہ محض ایک لطف کے

لئے چھیڑ دی کی نوبتیں اور وہ بھی باتوں باتوں میں گو یہ آپ نے سنا نہیں کہ سیکڑوں بیکار
بدنام ہوتے ہیں اور چپ رہتے ہیں۔ افسوس ہے کہ تم بھی بد نام ہو چلے گئے گمان نہیں تھا
نادم ہو گیا۔ جیسا تمہارا اخلاق تھا دوستوں کے ساتھ ویسا ہی تمہارا عشق
بھی وسیع ہے اس لئے تمہاری محبت کا اعتبار نہیں کس کس سے وضعداری کے ساتھ
رسوا ہو گئے ہیں۔ تمہاری تعریف یا ہجو قابل اعتبار نہیں اور تعریف "ناشناس" کی مصداق
ہے۔ اگر تم ہمارے درد دل سے باخبر ہوتے تو تم بھی ہمارے ہم زبان ہو جانے کے لئے
تیار ہو جاتے اور پند و نصائح کے الفاظ زبان قلم سے نکلتے نہیں پر کیا ہے دیکھو
تمہاری نصیحت کرنے کے لئے موجود ہے اب تو یہ عالم ہو گیا ہے

ناصح کے ڈر سے گھر سے نکلنا محال ہے
رستے میں بھی ملے تو نصیحت ضرور کی

ہم نے تو اب اپنا مشرب ہی بدل دیا بدل نہ دیتے تو کیا کرتے۔ کسی نے کوئی فقرہ
خلاف طبیعت کہا اور یہ معلوم ہوا کہ تیر کلیجے پر پڑا اور چھلنی کر گیا۔ ذرا سوچو تو سہی جس کے
سینے میں دل نہ ہو وہ کب یہ سہے گا۔ یہ تو بتاؤ تم کیوں ہٹ گئے اور کیوں مرے ہوئے
ہو۔ مرو اور تم سا بھی کوئی ہے۔ تمہارا دل تمہارا جگر چھلنی ہے جیسے دوا چھانا ہو جہاں پھینک دو
مگر نہ سکے۔ سنئے کسی نے کچھ کہہ دیا تو برا نہ مانو۔ دیکھو زاہد تم مکتب میں تو بیٹھے ہی بالکل طفل مکتب
ہی نظر آتے ہو حسن کی نیرنگیاں اور تپش کا سبق پڑھ کر آ بیٹھے۔ درد کیوں جاتے
آگئے ان کا بیشتر حصہ تم آج حفظ کر لیتے معشوق سے تعارف ہی نہیں تو یہ ہاں کس کو دل
دیا ہے۔ اصطلاحی معنی معشوق کے یہ ہوا کرتے ہیں کہ وہ پری پیکر ہو۔ آنکھیں
ہرنی جیسی ہوں۔ رنگ عارض جنت کے پھول ہوں پیشانی چاند جیسی ہو۔ بال

گھونگھر والے ہون گیسو ہون اور پیچ وخم اُن مین سیاہی ایسی کہ قیامت مین بھی ایک دوسری قیامت اٹھ کھڑی ہو اور زبانون پر یہی ہو ~

وہ اندھیرا ہے کہ دیدار خدا بھی ہو محال
کون کھولے ہوے آیا سر محشر گیسو

ہائے وہ آنکھین فتنہ زا اور نرگس مخمور جن کا جادو سحر سامری کی طرح ایک نظر مین سارے عالم کو تسخیر کرلے۔ لب ہون مگر پتلے اعجاز مسیحائی بھی جس پر صدقے ~

لطافت وہ کہ جسپر جان دیتی ہو مسیحائی
حلاوت وہ کہ جس سے آب حیوان پانی پانی ہو

غرضکہ یہ سب پُرانی باتین ہین اور اگلی تصانیف مین مل جاوینگی مین کیون بکون یہ سب اگر پڑھ ہو اور غور سے نظر پھیلا کر دیکھو تو الہ آباد مین اس حسن وصورت کا کون نظر آئے گا وہی ایک قتال عالم جس کا اثر ہر دل پر جس کا ذکر ہر زبان پر اور جو ہر بشر کو عزیز ہے جس کی نظیر اگر مشعل ماہ بھی لیکر آپ تلاش کیجیے گا تو نہ پائیے گا مین لاکھ سمجھاؤن مگر تم سمجھتے ہی نہین مگر خدا کے لیے آخر اتنا تو کہا مان لو کہ کسی حسرت مند دل کا ستانا برا ہوتا ہے میرے دل کی پریشانی کا صبر کس پر پڑے گا اگر تم دل والے ہو تو خوب سمجھ سکتے ہو کہ میرے دل کی کیا حالت ہوگی۔

مین بارہ سال سے الہ آباد مین ہون کبھی یہ تکلیف گھر آنے کے بعد نہ ہوئی جو اس مرتبہ ہو رہی ہے۔ خدا جانے تمھاری اور کس کس کی یاد ستا رہی ہے اور کہان کہان درد ہے کیا دکھاؤن اور کسے دکھاؤن ~

کبھی دل مین ہے کبھی سر مین کبھی سینہ مین
چارہ گر کیا کہون مین درد کہان ہوتا ہے

اور اگر کہون اور دکھاؤن تو پرسان حال کون ہوگا - اور سوائے زاہد کے چارہ گر کون ہوسکتا ہے اور کون ہے جو سچا ہمدرد ہو - اے مگر افسوس ہے کہ مین تو تمھین ہمدرد کہون اور سچا اور تم میری ہی جان پر صدمے پہونچانے کے لیے تیار رہو - سچ ہے ؎

عجب ہے رسم جہان پر فن کہ دوست بنتے ہین جی کے دشمن

چھپایئے جس کو زیر دامن وہ سانپ بنتا ہے آستین کا

خدا جانے جوش جنون مین کیا بک رہا ہون - میان زاہد کیسی باتین کرتے ہو - محبت تم سے ہو یا کسی اور سے بری بلا ہے ؎

محبت ہے بری شے دور کیون جاؤ ہمین دیکھو

ہمین نے بارہا سر رکھ دیا ہے پائے دشمن پر

کسی نے پیار کی نگاہون سے دیکھ لیا خرمن دل پر بجلی گر پڑی اور چشم زدن مین کہان سے کہان پہونچ گئی - قرار صبر و سکون و تحمل سب تاراج کر گئی - ننھی سی چوٹ ہے نیا درد ہے بھائی زاہد خدا کے لئے اب زیادہ نہ چھیڑو ؎

تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو

رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

اچھا رخصت!

ایک آزردۂ الفت



ذی شعوری کا تبہ حضرت نسّاخ عظیم آبادی کے نام

شفقت و اشفاق آثار و جمیع احسان واستنان کے موکد، اقبال واجلال کیساتھ
دنیا میں تسلیم ہو، میری ... سنتے ہو، اسسٹنٹ کمشنر ہو، صدمہائے فراق سے اتنی فرصت
نہیں ہی ہوں کہ جو داستان اشتیاق کو مبالغہ و تعلی شاعرانہ سے لکھوں، اسیقدر غنیمت ہے
کہ اپنا حال پریشان زبان قلم پر لاؤں اور اپنے قصہ پر غصہ کو کہ بے حد و بے پایان ہے
مختصر پہنچاؤں-

کیوں صاحب شرط عنایت و فتوت یہی ہے کہ ایک تو اپنا احوال مبارک
رقم نہ فرمائیے اور جو کوئی خط وکتابت کے ذریعہ سے مزاج اقدس پوچھے اُس کا جواب
نہ بھجوائیے اور جو کبھی کبھی رحم و مروت کے تقاضے سے جواب بھجوایا تو طرف ثانی بیگناہ کو
الٹا دام الزام میں پھنسایا۔ خیر برگذشتہ صلوٰۃ۔ اب سنئے یہ بات کہ دو انکسار نامہ
خلوص طراز بھجوائے دونوں کے جواب نہ آئے، معلوم ہوا کہ کار سرکار کا ہجوم ہوگا، یا
نصیب اعدا کسی طرح کی بدمزگی سے مزاج وہاج مغموم ہوگا، ورنہ کوتاہی بلا سبب
آپ کی عادت نہیں۔ سوال سُن کے جواب نہ دینے کی خصلت نہیں۔ یہ بھی میری قسمت کا
لکھا ہے، آپ سے صادق و وفا دوست کا کیا گلا ہے۔ ان روزوں میں آسمان نے
عجیب صدمہ و رنج دیا، خدا جانے کج رفتار نے کب کا بدلا لیا کہ میرے مسودوں کا جزدان
چوری گیا، ہر چند ڈھونڈھا تلاش کیا مگر نہ ملا۔ دس برس کی محنت برباد گئی، ناچار بہ صلاح
و مشورت تجویز کی کہ جن شفیقان دور و نزدیک کے پاس میرا نوشتہ تھا اُن سب سے مستعار
منگوایا اور سب کی نقل کچھ اپنے ہاتھ سے لی اور کچھ کاتب سے لکھوائی، نقل بہ امانت رکھی اصل

جہان سے آئی تھی وہان بھجوائی، آپ سے بھی اُمید ہے کہ جا [illegible]

ہون کہ جس قدر حماقت نامے چھوٹے بڑے حضور میں ہین سب بلا تکلف میرے

سر کی قسم بھجوا دیجئے میرے آنسو پونچھئے [illegible]

سوال ناچیز کو نامنظور نہ کیجئے۔ بحول و قوۃ الٰہی [illegible]

لون گی منقول اپنے پاس رکھ کے منقول منہ واپس بھیجدون گی [illegible] طبیعت [illegible]

کا ماجرا تحریر فرمائیے، فکر و تشویش کے ہاتھون سے مجکو جلد چھڑائیے۔ عزت [illegible]

ترقی و برتری پر رہے، حاسد بدخواہ دلریش و خستہ جگر رہے۔

مشتری

منقول از جادو ڈھاکہ



ایم تو تعلی حسب صاحب ایم اے پروفیسر بڑودہ کالج کے خط مسٹر ظہیر احسین صاحب حیب مثنوی کے نام

بڑودہ ناگرواڑہ - ۹ فروری ۱۹۰۷ء

برادرم السلام علیکم عنایت نامہ صادر ہوا قبل اس کے مین نے ایک لفافہ ارسال کیا تھا جسمین گاؤن کے متعلق تحریر کیا تھا یقین ہے کہ پہونچا ہو۔ آجکل شعر و شاعری کا آپکے یہان خوب مشغلہ ہے حضرت صفدر کا شعر واقعی مزا دیگیا۔ کیون صاحب یہ نظر بازیان، چلمن سے چھن چھن کے شربت دیدار پینا، پھر ذوق تکلم اور پاک باز رہنا اور اب آخر جذبات کا دب جانا یاد آگیا آہ ؎

کیا برا نشہ ہے جوانی کا
لڑکھڑا جاتے ہین شباب مین پاؤن

اُف لڑکھڑانے کا سمان بندھ گیا، مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ دامن عصمت گناہون سے آلودہ نہوا اللھم احفظنا "شباب مین پاؤن" واقعی مشکل زمین ہے مگر شعر کیا چھلکتا ہوا بکلا ہی۔ مین نے بھی کوشش کی کہ اس طرح پر کچھ کہون مگر کچھ بن نہ پڑا تاہم حسب ذیل اشعار صوفیانہ رنگ مین کہہ ڈالے ؎

دہوئیے چشمۂ گلاب مین پاؤن	رکھیے تب باب بوتراب مین پاؤن
جلتے ہین پر جہان فرشتون کے	تونے رکھا ہی اس جناب مین پاؤن
شیخ اپنے چلنے کو مین چلاؤن تو مگر	نہین تھمتے رہ صواب مین پاؤن
شوق کہتا ہی پڑ جیے ہوتے	اسکی رہ مین ہین کس حساب مین پاؤن
دست حسرت نہ کیون لین نواب	زندگی ہی کہ ہی رکاب مین پاؤن

"اسرار عالم" اب تک نہ آیا عجیب اسرار ہے دیکھنے کا شوق ہے مضامین کی فرمائش اشقر جتنی سے پوری ہوئی مشکل ہے بزم زندان مین خشک مضامین کیا لطف دینگے خیر دیکھا جائے گا۔

موشیان کی پونچھ مروڑ دینا یعنی سلام کہدینا۔ باقی سب حال بدستور ہے

والسلام!   نیازمند

نواب علی عفی عنہ

بڑودہ ناگرواڑہ ۔ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء

برادرم ۔ السلام علیکم قبل اس کے کہ اور کچھ تحریر کیا جائے ایک تھیٹر کی داستان سن لیجئے آپ نے الفرڈ کمپنی وغیرہ کے تماشے دیکھے ہون گے مگر یہ ڈرامین کمپنی جو عالم مین ہر جگہ شب و روز تماشے دکھاتی رہتی ہے غور سے اسی وقت دیکھی جاتی ہے جبکہ کوئی انکو تماشہ دکھایا جائے ۔ ملاحظہ ہو نومبر سے مارچ تک کے سین ہین ۔

پہلا باب (سین اول)

پردہ اٹھا بڑودہ کا دربار بمقام راج محل، مہاراجہ صاحب ولایت سے تشریف لائے ہین وندا امرا درباری زرق برق لباس پہنے ہوئے ہین ہر ہر صوبے سے ڈپوٹیشن مبارکباد دینے آیا ہے، انجمن اسلام ڈپوٹیشن پیش ہورہا ہے "ن ع" کے ہاتھ مین اڈریس ذرین ایک زربفت کے خریطے مین نظر آرہا ہے، اس نے اڈریس کو دربار مین پڑھنا شروع کیا مہاراجہ بہادر خاص طور سے شکریہ ادا کررہے ہین ۔

(دوسرا سین)

راج کنواری اپنے محل مین اپنی چچازاد بہنون اور سہیلیون کے ساتھ جلوہ آرا ہے،

کمرہ دلہن کی طرح سجا ہوا پر تکلف حسن خود بین کی رونمائی کر رہا ہے شہ نشین پر وہی ان ع
لکچر دینے کے واسطے کھڑا ہے بیچارہ کچھ کھویا ہوا سا نظر آ رہا ہے، رعب حسن نے اس کے
حسن پرست مگر پاک باز دل پر عجب اثر ڈالا ہے لیکن لکچر چونکہ حبیب خدا صلعم کی مقدس
زندگی کے حالات پر ہے اس لئے خود ایسے پاک مضمون نے وہ معجز نمائی کی کہ لکچرار سنبھل
گیا اور ایک غلط انداز نظر ان حسن کی دیویوں پر ڈال کر اس نے انگریزی مین تقریر شروع
کردی اور ؎

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

کی محویت کچھ ایسی طاری ہوئی کہ حسن عارضی کی دلفریبیاں جو نیرنگ نظر ہو رہی تھین
بھول گیا۔ آخر لکچر ختم ہوا مگر ساتھ ہی برق تبسم نے اظہار شکریہ کے واسطے ایک ہی لپک
مین لکچرار کی ساری تقدس مآبی خاک مین ملادی بیچارہ دل ہی دل مین ؎

بجلی اک کوند گئی آنکھون کے آگے تو کیا
بات کرتے کہ مین لب تشنۂ تقریر بھی تھا

پڑھتا ہوا اور غالب کی روح کو ثواب بخشتا ہوا گھر آیا۔

دوسرے سین کا تتمہ

پھر وہی حسن کی دیویان گر بالکل بے تکلفانہ انداز سادگی کا زیور زیب تن مگر بلا
کی دلفریبی قیامت کی دلکشی بناری ساری بندھی ہوئی بال چھٹکے ہوے، زیر لب
ہمجولیوں سے گفتگو غالباً بیچارے لکچرار پر جو اس وقت "اسلام" پر لکچر دینے آیا ہے
پھبتیاں اڑ رہی ہون گی، مگر لکچرار ایک ہی سا کیتقہ ڈھیٹ ہوگیا لام زلف کے پیچ وخم
مین کچھ دل الجھ جاتا تاکہ سلسلہ تقریر بیین سے کہین ہوجاتا تھا غرضکہ اسی کش مکش مین

لکچر ختم ہوا اُدہر وہ ناگنین اُڑ گیئین اور اِدہر یہ اپنے ڈسے ہوے دل کو گھر اٹھا لایا اور رستے
بھر یہ شعر پڑہتا ہوا آیا ؎

غلط ہی جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے
نہ کھینچو آپ کو گر تم کشاکش درمیان کیون ہو

دوسرا باب (پہلا سین)

شب کے وقت راج محل مین دربار عام - مہاراجہ صاحب اور تمامی اراکین -
مولوی مقبول احمد شیعی کا لکچر "توحید" پر سن رہے ہین لکچرار اپنی سحر بیانی سے دلون کو
تسخیر کر رہا ہو اور ساتھ ہی درپردہ سینون اور ہنود کو طنز سے یاد کرتا ہے -
لکچر ختم ہوا اور یکایک مہاراجہ نے "ن ع" کی طرف اشارہ کیا کہ تم کچھ کہو یہ سخت
آزمایش کا وقت تھا گر ڈواین کمپنی کے منیجر یعنی فضل الٰہی نے "ن ع" کے گوش دل مین
چپکے سے کہا کہ ہان بس یہی موقع ہے تم کہنا شروع کرو اور لو مین "اثر" کا ہارمونیم بجاتا
ہون "ن ع" اس کے اطمینان دلانے سے سنبھلکر اسٹیج پر کھڑا ہوا اور جھوم جھوم کر
مضامین توحید ادا کرنا شروع کئے عجب لطف تھا مولوی مقبول احمد سنی سے شیعہ ہو گئے ہین
اور "ن ع" شیعہ سے سنی بس دونون کی تقریر مین اسی قدر فرق تھا جو فساد اور صلح مین
ہوتا ہے غرضکہ لکچر ختم ہو مہاراجہ پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ ختم دربار پر "ن ع" کے پاس آکر کہا
ہماری یہ برجستہ تقریر نہایت دلکش پر اثر تھی -

(دوسرا سین)

پرنسپل ڈائرکٹر اور دیوان ریاست مشغول ہین کہ بیٹھے ہین کہ "ن ع" کی ترقی کی
جاے مہاراجہ پرایوٹ کمرے مین اس کاغذ کو دیکھ رہے ہین اور یہ حکم لکھا ہے کہ ہین -

ن ع " کی ایک دم سے پوری تین سو ماہوار تنخواہ مقرر ہو اور اب ہر دوسرے برس مبلغ صہ کا اضافہ دیا جائے یہاں تک کہ مبلغ چارسو تک پہونچ جائیں بعد ازان نمبر کے لحاظ سے جب جگہ خالی ہو مبلغ پانچسو کی جگہ کی امید دلائی جائے۔

ڈراپ سین

ایک نقل۔ خدا اپنے گدھوں کو خشکہ کھلاتا ہے۔ خاتمہ۔

نیچر کی تقریر سن اے " ن ع " تجھے امید سے زاید کامیابی ہوئی اب شکر کر شکر اس کا نام ہے کہ جو نعمت تجکو ملے اُس کو وسیلۂ گناہ نہ بنا اور خدا اور رسول کی اطاعت کے واسطے مستعد ہو جا۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

برادرم عقیلہ کی داستان سن چکے۔ گاؤن مین موقع دربار پر پہونچکئی عنقریب فوٹو کھچواکر ارسال ہوگا۔ اور " جغدیت " کا خاکہ پیش نظر ہوگا، اسرار عالم کے دو پرچے پہونچے، فی الحال کالج مین امتحان ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵ - اپریل کے بعد کوئی مضمون لکھونگا سفید کا مضمون واقعی عمدہ ہے، بائسکل کا سین اور وہ ڈر کا پیغام، اف غضب کیا کیون نہو، پیارے خلیل سے تعلق ہے آپ نے وہ سین خوب کھینچا، اف اس نشیلی آنکھون والے کا

اُنکا بندہ ہون جو بندہ ہین محبت والے

والسلام

نواب

بھوپال چوک ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۸ء

ذرا حضرت کی محویت دیکھئے ابھی تک عنوان مین لفظ بڑودہ تحریر کرتے ہین حالانکہ بھوپال آچکے ہین کیا بڑودہ مین کوئی خاص مقناطیسی کشش ہے کہ نوک قلم

قطب نما کی سوئی کی طرح اسی سمت کو پھر جاتی ہے!

اے حب وطن تیرے تماشا جادو کیا ہوا؟ کہ وطن کو تو جا رہے ہیں مگر طائر دل کی وہی وحشت ہے۔ غربت سے انس بیگانوں کی یگانگیت کا اثر نقش کالحجر اصل یہ ہے کہ وطن کی محبت اہل وطن کے باعث ہے، اہل وطن کا حال ظاہر ہے اعزہ کی عنایات محتاج بیان نہیں پھر اگر وطن جانے کی خوشی کا جوش نہ ہو تو کچھ تعجب نہیں۔

آپ کو رعایتی رخصت کب ملے گی مفصل حال سے جلد اطلاع دیجئے۔

توبہ شکن روزہ دار

نواب خانہ خراب

بھوپال چوک ۲۰-اکتوبر ۱۹۳۰ء

برادرم۔ السلام علیکم۔ لفافہ موصول ہوا۔ ماشاء اللہ معاشرت بھوپال کا خوب خاکہ اڑایا ہے، واقعی مسلمانوں پر جو عیش پرستی کا الزام لگایا جاتا ہے اس کی اصلی حالت کا نقشہ اسلامی ریاستوں میں نظر آجاتا ہے اور پھر رنگیلے بھائی صاحب کے ذریعے سونے پر سہاگہ؟ مگر اس مرتبہ ایک بات کا افسوس ضرور ہے کہ نوبت بایں جا رسید کہ "زاہد کی بے توشہ محبوبہ اور نواب کی خیالی معشوقہ" بھی زمرۂ شہدا میں داخل ہوگئیں، میں جس وقت اسٹیشن سے مکان پر آیا کمرے میں قدم رکھتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ بڑا سا فوٹو سامنے لٹک رہا ہے اے یہ کس کا فوٹو ہے "بیتھی روزہ شکن" نہیں نہیں کس قدر دلفریب اور دلکش، آج ..... برس ہوتے ہیں جب کیسی اٹھتی جوانی اور نغمۂ جانسوز نے آنکھوں اور کانوں کو صم بکم عمی کا مصداق بنا دیا تھا اور شب بھر قیصر باغ کے کمرے میں بیچین نہیں نہیں تنک نشان دکھا تھا۔

اُف۔ سہ

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
انکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

کی سریلی صدا، دلکش آہنگ آجتک نہین بھولا۔ ع

ساقیا تُٔے بھی نے روح فضا تھوڑی سی

مدتون خیالی سرور رہا پھر خیالی خمار بھی ہوا، اور آخر مین صرف ایک کھٹک سی باقی تھی مگر آہ کو لب تک آنے کی اجازت نہ تھی اب بھائی صاحب کے دخل در معقولات نے مجھے اس شعر کا مصداق بنا دیا۔ غالب ؎

بس ہجوم ناامیدی خاک مین مل جائے گی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بے حاصل مین ہے

لیجئے آپ کے "جوان صالح" کی قلعی کھل گئی اگر اس کے گناہون کی فہرست یکصد و سی رم پر تیار کی جائے تو ناکردہ گناہون کی حسرت کے نوٹ کے واسطے پورا صفحہ آسمان درکار ہوگا، عیاذ باللہ۔

مشرق کا ریویو نظر سے نہین گذرا کیونکہ وہ پرچہ میرے پاس نہین آتا۔

آپ دل ز دہ کا ہر جگہ ذکر ہی خدا کرے اس کی گاؤدیان موٹے مسٹنڈون ہی تک محدود رہین اور دستے "استخوان" اس مین رہین۔ ذرا عابد و حفیظ تو بہ تو بہ مویشیون کو ہشیار کر دینا۔ فقط

ساعی بے حاصل

نواب

بھوپال - چوک یکم نومبر ۱۹۰۸ء

برادرم - السلام علیکم - لفافہ رسلہ پہنچا - کچھ تو میاں رمضان خان کے رخصت کرنے میں اور کچھ بی عید صاحب کی خاطر مدارات میں اسقدر انہماک رہا کہ ابھی تک جواب لکھنے کی نوبت نہ آئی - ساتھ ہی گذشتہ ایام کی دلفریب یاد کچھ ایسی محو کرنے والی تھی کہ کسیطرف متوجہ ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا، مانا کہ نہ وہ حسن رہا نہ اسکی آب و تاب لیکن کسی دلفریب خیال کیساتھ شرط وفا یہ ہے کہ ؎

زوال حسن پہ کیا ترک کیجیے اُلفت
خزاں بھی دیکھیے جسکی بہار دیکھی ہے

عارضی حسن اور شہوانی عشق کا انجام یہی ہی ہو مگر افسوس آنکھیں اُس وقت کھلتی ہیں جب نہ حسن کی بہار رہتی ہو نہ عشق کا جوش - قدیم یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ روح ایک ایسے چشمہ کا پانی پیتی ہو جس کے باعث تمام گذشتہ خیالات رنج و راحت کے محو ہو جاتے ہیں، کاش ایسے چشمہ کا حقیقی وجود ہوتا مگر افسوس ایسا نہیں ہی، جذبات کا رنگ ایسا پختہ ہوتا ہی کہ روح کے دامن سے کبھی چھوٹ نہیں سکتا - یہ وہ نشہ نہیں ہی جسکو موت کی ترشی اُتار دے بلکہ یہ وہ زخم ہی جو اگرچہ مندمل بھی ہو جائے مگر اُس کا داغ مٹ نہیں سکتا - بیشک جزا و سزا کی اصل حقیقت یہی ہی - فاعتبروا یا اولی الابصار -

آج کل مولوی شبلی صاحب یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں - ۲۱ - نومبر کو ندوہ کا سالانہ جلسہ لکھنؤ میں ہوگا، اس مرتبہ شرکت کا ارادہ مصمم ہی ابھی سے آپکو اطلاع دیتا ہوں ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ نومبر تین دن کی رخصت کا انتظام رکھیے - فقط والسلام

مشتاق دیدار نواب

نیوتنی اناؤ - ۱۲ - نومبر ۱۹۰۸ء

برادرم السلام علیکم - آخر ایک عرصہ کے بعد نیوتنی کی زیارت پھر نصیب ہوئی -
در و دیوار کوچہ و بازار تو وہی ہین مگر اس بلا کا سناٹا ہی کہ شہر خموشان کا دہوکا ہوتا ہے
تپ و لرزہ مین لوگ اس کثرت سے اور اس طور سے مبتلا ہین کہ اگر گھر سے کوئی شخص کانپتا
ہوا لڑکھڑاتا ہوا نکل بھی آتا ہی تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا نکیرین کے سوال و جواب کیواسطے
اٹھایا گیا ہی خیر تپ و لرزہ کا فتنا تو عارضی ہی لوٹ پوٹ کر پھر لوگ اچھے ہو جاینگے،
لیکن حقیقت مین اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ نیوتنی کی بہار مبدل بہ خزان ہو رہی ہی قصبہ
مین رونق نام کو نظر نہین آتی - صدر اعلی صاحب مرحوم کا گھر جس مین ہر وقت چہل پہل
رہتی تھی میر اعظم علی کی للکار اور گالیون کی باٹ دار آواز شیودین حلوائی کی دوکان سے
سنائی دیتی تھی اب وہان یہ حال ہی اور سناٹے کا یہ عالم ہی کہ فی الحقیقت الو بولتا ہی اور
در و دیوار پر سبزہ اگ رہا ہی ع

اگ رہا ہی در و دیوار پہ سبزہ غالب

ہم بیابان مین ہین اور گھر مین بہار آئی ہی

بازار کی طرف نکل جائیے تو نہ دھن کٹی کی مسلسل آواز نہ میان میڈو کی گلچپ - البتہ بہالک کے اندر
میان بنجاین کی بھنبھناہٹ اور بادور کی "دستم قرآن" کی صدائین متحیر گزرنے والے کے
کانون مین گونج کر عجیب کیفیت پیدا کرتی ہین، سامنے کھجر یا موہنیا اس سوگوار کی طرح
جس کے آنسو انتہائے غم و الم سے خشک ہو گئے ہون سوکھی پڑی ہی - البتہ شیطانی فوج
کے رنگروٹ مولوی بدر الحسن کی آنکھ بچا کر کبھی کبھی چھیڑ کا ذکر دیتے ہین اور وہ بھی
کھڑے کھڑے -

اورنگ آباد جائیے تو کچھ اور ہی سماں نظر آتا ہی۔ ڈاکٹر رحمت اللہ کا مکان پوسٹ آفس کی بدولت اور امیرے کی دوکان بیماروں کے باعث آباد نظر آتے ہیں۔ باقی سنسان البتہ ایک مکان داہنی طرف ایک خاص کشش رکھتا ہی منقول ہی کہ حضرت جبرئیل بیر کے درخت کے نیچے جسکو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں قیام پذیر رہیں، یقین ہی ایسا ہوگا کیونکہ جب اس سرائے فانی میں قمری شاہ کے چار معصوموں کو بیر کا سایہ عطا ہوا ہی تو عالم بالا میں فرشتگان معصوم کے واسطے ویسا ہی ہونا چاہیئے۔

ماشاء اللہ چار دنیاوی ستاروں نے نورانی کھٹولا بنایا ہے اور بیچ میں قطب تارا اللہم زد فزد۔ بیچ تو یہ ہی کہ جیسی سچی خوشی اور روحانی لذت، خانخواہ کے اعجاز بیانی سے نصیب ہوتی ہی کسی اور طریقہ سے خواہ بظاہر وہ کیسا ہی دلکش اور دلفریب ہو حاصل نہیں ہو سکتی کسی کا پیغام آئے تو وہ آتے ہیں کوئی خلوت میں ہمراہ ہو اور لطف تنہائی اٹھائے سب کچھ سہی مگر یہ وہ شراب ہی جس کا انجام ما حمیم ہے ....

یہ کہئیے نوبت باینجا رسید۔ زرا سنبھلکر

بوالہوس عشق اور تو کیا خوب

پاکبازی بھی شرط الفت ہے

مشتاق دیدار

«ل ع»



ینوتنی تال ۷ نومبر ۱۹۵۰ء

برادرم السلام علیکم! قبل اسکے ایک لفافہ ارسال خدمت کر چکا ہون۔ غالباً اب پہنچ گیا ہوگا اور مفصل حالات سے اطلاع ہوئی ہوگی۔ مشرق کا ریویو دیکھا حضرت صفدر کی عنایت کا ممنون ہون، میرا سلام اور شکریہ ادا کر دیجئے گا۔

یہان آج کل کام کاج کی وہ دقت ہو گئی ان جیسے دیکھنے بیمار ہی کام چلے تو کیونکر چلے سخت پریشانی مین پھنس گیا بہر حال دو تین ہفتہ جس طرح کیٹنگ گے کاٹ دون گا۔ قمری شاہ مع اپنے ذریات کے بخیریت ہین۔

ایک دن عجب تماشہ ہوا کیا دیکھتا ہون کہ کلہاڑی ہاتھ مین ہے اور قمری شاہ لکڑی چیرنے کے واسطے مستعد کھڑے ہین ارے بھائی یہ کیا؟ بھیا کا کرون کوئی لکڑی چیرنے والا نہین ملت،

بس بس آپ اپنی مردانہ ہمت دکھا چکے ادہر تشریف لائیے دیکھا تو ہاتھ کلہاڑی کے بیٹ سے زخمی الحمد للہ وہی ینوتنی ہے کچھ عجب عالم ہے، فاعتبروا!!!

قمر علی بھائی کے یہان جب جانے کا اتفاق ہوا، بچی کچھ اس طرح سے لپٹتا ہے کہ طبیعت نہایت متاثر ہوتی ہے، سچ ہے بے مان کا بچہ جس کسی کو محبت سے پیش آتے دیکھتا ہے اسی طرح لپٹتا ہے۔

آج کل یہان رحمت اور موسی رضا آئے ہوئے ہین اعوض بھی ہین مگر حالت یہ ہی ہے۔ع

ہمہ را المی حسرت دنیا دیدم

کسی قسم کی دلچسپی نہین ہے، پرانے کاغذون کا ڈھیر جو الماری مین بند اکثر بخیال غم غلط کرنے کے دیکھا جاتا ہے ایک پرچہ نکلا جس کی عمر پانچ برس کی ہے حسب ذیل اشعار درج

تھے، خدا جانے اُس وقت طبیعت کا کیا رنگ تھا۔

کیجئے قتل پر آتنا کیجئے — خود مرے خون کا دعویٰ کیجئے

خود بتا دینگے تمھارے گیسو — حال دل مجھ سے نہ پوچھا کیجئے

شوق دیدار کا ایسا یہ سہے — ٹکٹکی باندھ کے دیکھا کیجئے

نہ سہی ذوق تکلم نہ سہی — چشم و ابرو سے اشارا کیجئے

ق

ضبط کہتا ہی ذرا صبر ابھی — شوق کہتا ہو تقاضا کیجئے

صبر معلوم۔ تقاضا مشکل — وعدہ پورا ہو کچھ ایسا کیجئے

دل پہ یا عمر رواں پر کس پر

آہ نواب بھروسا کیجئے

والسلام نواب

قندہاری بازار۔ ۴ دسمبر ۱۹ء

ہائے یہ عذر بھی ہے عذر گنہ سے بدتر

کہتے ہیں غیر نے روکا ترے پاس آنے سے

جامع المتفرقین! بطفیل رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ دو مشتاقوں کو جلد گلے ملائے۔ فانی کوشش۔ فانی ارادہ اسپر انانیت کا دعویٰ معاذ اللہ!

اب نہ کسی ارادہ سے کام نکلتا ہے نہ کوئی کوشش کارگر ہوتی ہو تری رحمت پر بھروسہ ہے۔

خداوندا ہفتہ کا دن عید یہود ہے، تو اسے زاہد و نواب کے واسطے عید المسلمین بنادے

بار الہا ۔ ہفتہ کو دس بجے دن کے وقت جو ریل جاتی ہو اسپر ایک معتوب درگاہ
صدق و صفا ۔ کو سوار کرنے کی توفیق عطا فرما ۔ ارحم الراحمین اسی ہفتہ کو ۱۰ بجے دن کا وقت
وہ مہجوروں کے واسطے اسی انداز سے تخلیق کر جس طرح ۔۔ دونوں وقتوں کا گلے ملنا مقرر
کیا گیا ہے ۔ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ آمین یا رب العالمین برحمتک
یا ارحم الراحمین

الراقم
معتوب درگاہ الفت

بڑودہ تاگر وارہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۹ء

الٰہی خیر ۔ معاملہ کیا ہو ۔ یا بایت شورا شوری یا بایں بے نمکی ایک ماہ کے قریب
ہوا ہے خفگی ۔۔۔ کی کہ سو میں سیتے ہت یا رتے تین ۔
کر سمس کی تعطیل میں تم آپ گھر بھی ہو آئے اور خبر تک نہ کی اگر اطلاع ہوتی
تو کرسمس کی تعطیل بھوپال میں آپکے ساتھ صرف کی جاتی ۔
یا ایک دم کی مہلت نہیں اتوار کو بھی دن بھر کام کرنا ہوتا تھا یا اسقدر فرصت خیر
اچھا ہوا ۔ ملنے کی مہلت ملی اگر اطلاع بھی دی ہوتی تو لکھنو میں دو چار دن لطف
رہتا ۔ خیر جو ہونا تھا ہو گیا ۔ یک اب خط لکھنے کی بھی قسم کھائی ہو ۔ یہاں ایک دم کی مہلت نہ ہو گی
لیکن اسے یہاں اگر ایک کارڈ بھی روانہ کیا گر سے بر تحاست ۔ آف اسقدر تغافل سے

دل چلا نے بیت کہو سر سے ضرر کس کا ہے
جیسے تم آگ لگاتے ہو یہ گھر کس کا ہے

سپے ۔ تغافل شعار ۔ جو ۔ زاہد ریائی کا عزہ دہ ہم نفس
نواب

بڑودہ ناگرواڑہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۹ء

پہنچ بہ فرمان والا پہنچ ہیں ہر جو صلح ہو تو جنگ ہو کر

برادرم السلام علیکم

نازک مزاجی کا تھرمامیٹر جو جوش دل کے باعث ۱۰۵ درجہ تک پہونچتا تھا اب معدرت الی کونین کھانے اور غلط فہمی کا پسینہ نکلنے سے پھر ۹۹ درجہ تک آگیا۔ الحمد للہ تعالیٰ احسانہ، البتہ نقاہت باقی ہے۔ انشاء اللہ دو چار فاقوں کی پوڑیاں کھانے سے رفع ہوجائے گی، جب صبح وطن شام غریبان ہو تو پھر شام غریبان کا کیا پوچھنا۔ تنوں کی شمعیں ساتھ لیے ہوئے جنگلوں کی خاک چھانتے ہوئے پرکار کے سرے کی طرح پھرتے پھراتے جہان سے چلے تھے، احباب پوچھتے ہیں گھر ہو آئے خوش تو رہے لکھنؤ کی خوب سیر کی کیسے کیا لائے ''اگر این جانب دم بخود ہیں کہیں تو کیا کہیں دیوالہ ہی نکل گیا لاتے تو کیا لاتے۔ یہی غنیمت ہے کہ سر پر ٹوپی اور پاؤں میں جوتا ہے، وہ تو کہیے کہ عین کالج کھلنے کے دن یہاں پہونچے اور چپراسی کا خدا بھلا کرے بیچارہ ایک تھیلی میں کچھ سفید سفید کھنکتے ہوئے ٹھیکرے'' لے آیا ورنہ آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا، بیچئے یہ داستان ستر ہے۔ کیسے حالات کہاں کے واقعات۔

سید نہ کابل کم بخت ابھی تک کارکنوں کے پنجے میں ہے بک ڈپو کی تحویل میں روپیہ اب باقی نہیں اور منگوایا جائے تو بل ادا ہو معاملہ اب گھچڑ ہو کر رہ گیا یہ بات یار قرض کمر توڑے دیتا ہے۔ خیر اب جو ہو مارچ کا پہلا ہفتہ عید ہو گزرہ والاں [illegible]

این ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر

چلمن کا جلوہ دھویا نکلا، مکان مقفل، کمرہ بند، چالاک کاتب غائب فی سبیل اللہ مقدمہ جائے

یہ آشیانہ اب تک اُجڑا رہے گا۔ کہین ایسا نہو خانہ خالی را دیو میگیرد کا معاملہ ہو جائے۔ بہر حال۔ ع

آشیان جب بنایا وہی ڈالا ٹوٹا

آج کل یہان مشاعرے کا بازار پھر گرم ہوا ہے گزشتہ اتوار کو جلسہ تھا مصرع طرح

عید ہوتی جو گلے پر مرے خنجر ہوتا

حسب ذیل غزل لکھی گئی ہے سنئے ؎

پلائے ساقی یہ جو مستی مین مرا سر ہوتا — وہ خوشی ہوتی کہ مین آپ سے باہر ہوتا

ہوس مال نہوتی نہ غم زر ہوتا — دل شوریدہ اگر اپنا تو نگر ہوتا

یہ تو ہوتا کہ نہ رہ جاتی ہوس جی کی — نہ سہی گر لب قاتل لب خنجر ہوتا

تو جو دو گھونٹ بھی چھپکر کہین پیا واعظ — کاشف رمز حقیقت شط ساغر ہوتا

فلک تفرقہ پرداز نہ ملنے دیتا — مائل رحم کبھی گر وہ ستمگر ہوتا

تو نہ ہوتا تری آواز ہی آیا کرتی — گھر مرا کاش ترے گھر کے برابر ہوتا

بیم و امید کے پھندے مین نہ پھنستے نواب

کاش اس دل کے عوض سینے مین پتھر ہوتا

والسلام

نواب



مؤلف کے نام

بڑودہ سیاجی گنج ۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۴ء

مکرمی سلام مسنون! مدت کے بعد آپ سے نصف ملاقات ہوئی غریب الوطنی کا بھلا ہو کہ برسوں یاران با صفا کا دیدار نصیب نہیں ہوتا، خیر یہی سہی ؎

دل ہو مرا ہر ایک رفیق کہن کے پاس
جتنا وطن سے دور ہوں اتنا وطن کے پاس

یہ دا ہنا انگوٹھا قلم ہونا کیا معنی کیا کوئی حادثہ پیش آیا، اب تو نصیب دشمناں بھی کہنے کا موقع نہیں کیونکہ واقعہ سے انکار کیونکر، خدائے کریم آیندہ حوادث سے بچائے اور آپ کو ادبی خدمات کے لئے عرصہ تک صحت و عافیت سے رکھے۔

مرقع ادب کی کنگھی چوٹی کے لئے ایسے ہی مشاطۂ سخن چاہئے چشم بد دور۔ مرقع نظر کیا، جنت نگاہ "بنکر نکلے گا، غالب مرحوم کے غیر مطبوعہ خطوط ایک بیش بہا اضافہ ہوں گے مگر ذرا تحقیق کر لیجیئے گا۔ اور ماخذ وغیرہ کا حوالہ دیجیئے گا۔

سمع خراشی معاف اب کچھ "غریب شہر" کی بھی سن لیجیئے مدت سے گجرات میں رہتے رہتے مسخ ہو گیا ہوں ؎

محفل میں اس کی عرض تمنا نہ چاہیئے — ساقی ہو خود کریم تقاضا نہ چاہیئے
یہ شرط ہے کہ راز محبت نہ ہو عیاں — اے چشم تر سنبھل تجھے ایسا نہ چاہیئے
کہتا ہوں جب کہ جور کی کچھ حد بھی چاہیئے — کہتا ہے منہ کو پھیر کے اچھا نہ چاہیئے
اعجاز دیکھتا ہے لب یار کا ہمیں — آب بقا کا خضر تماشہ نہ چاہیئے

رنیا نئی ہوس کی ہو جنت کی آرزو ۔۔۔ زاہد خدا کیواسطے ایسا نہ چاہیے
اے رہبر حرم کبھی یہ بھی تھا اسکے گھر ۔۔۔ دیر و کنشت سے تجھے جھگڑا نہ چاہیے

بس بس پسینہ آگیا چہرے پہ یار کے
نواب اس طرح سے تو شکوہ نہ چاہیے

فقط والسلام

نیازمند

نواب علی

خان بہادر میر ناصر علی ایڈیٹر صلائے عام کے خط مؤلف کے نام

جناب من! آپکا مضمون فارسی کا پہونچا، ممنون فرمایا، گو فارسی کی قدر نہیں اور یہ مضمون ایک شخصی بحث سے متعلق معلوم ہوتا ہو مگر مین اس کو صلائے عام مین چھپنے کے لئے دہلی روانہ کردونگا۔

مجھے افسوس ہو کہ آپ کے ہان ایسا حادثہ ہوا جس سے آپکو رنج و ملال ہے۔ لیکن آپ صبر کرین دنیا مصیبتون کا گھر ہے، پروردگار کی مرضی مین کیکو اختیار نہین۔

مجھے ان دنون فرصت ذرا کم رہی اس وجہ سے خط و کتابت مین دیر ہو گئی، مگر جہانتک مجھے یاد ہے آپ نے کوئی جواب طلب بات باقی نہین۔ جب آپکو فرصت ہو صلائے عام، کے لئے کچھ لکھئے۔

نیازمند۔ ناصر علی

پاٹودی۔ ۲۵۔ ستمبر ۱۹۱۵ء

دفتر صلائے عام فراشخانہ دہلی

۱۵۔ جنوری ۱۹۲۵ء

جناب من۔ پوسٹ کارڈ پہونچا۔ نہایت پاکیزہ تہا، مجھے معلوم نہ تہا کہ آپ کہاں ہین، صلائے عام آپکے پاس پہونچا کرے گا۔ آپ خاطر جمع فرمائین، اِس وعدہ کے ساتھ ایک آرزو بھی ہے، کہ آپ "صلائے عام" کے لئے ایک مضمون مہینہ مین ایک دفعہ ضرور بھیجدیا کرین اور نہین تو جو "صلائے عام" پہونچے اُس مین سے جن مضامین کو آپ پسند فرمائین اُن کا ریویو سخن گسترانہ مجھے بھیجدیا کرین۔ میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، بڑہاپے مین مجھ سے زیادہ لکھا نہین جاتا، آپ اچھا لکھتے ہین۔

نیازمند

ناصر علی



نواب حیدر یار جنگ مولانا علی حیدر طباطبائی نظم لکھنوی کے خطوط

مولف کے نام

کرم فرما تسلیم! آپ نے مشاعرہ کی طرح بھیجی اُسکے ساتھ میرے مکتوبات کی بھی فرمایش کی، مکتوبات کہاں جمع ہو سکتے ہیں طرح میں کچھ شعر کہہ لئے ہیں انہیں اشعار پر نقد و تبصرہ لکھکر بھیجے دیتا ہوں اسی کو مکتوب سمجھ لیجئے، اور یاران مشاعرہ کو میرا سلام پہونچا دیجئے آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہو کہ اس صحبت میں اکثر میرے احباب بھی موجود ہونگے افسوس ہو کہ میں نہ شریک ہوا ؎

کہاں لے نظم لیکر کاروان صبر و تاب آیا
یہاں سو بار طوفان موج خیز اضطراب آیا

لفظ کاروان و طوفان سے پتہ چلتا ہے کہ عالم ہستی کو وادی تصور کیا ہے جہان سے قافلے بھی گزرتے ہیں اور جس میں سیلاب بھی آجایا کرتے ہیں ؎

خیال و خواب سا گزرا نظر مثل سراب آیا
یہی جلدی تھی جانے کی تو کیوں عہد شباب آیا

استفہام یہاں انشائے حسرت کے لئے ہے؎

لرزجاتا ہوں گر دل میں خیال ناصواب آیا
سمجھتا ہوں معاذ اللہ کوئی تیر شہاب آیا

ابلیس کی طرح اندیشہ بد دکھائی نہیں دیتا مگر یہاں تیر شہاب کی روشنی میں صاف صاف

نظر آیا ہے

سحاب تیرہ لیکر خیمہ مشکین طناب آیا

اور اس ظلمات مین لے کر نہ ساقی آفتاب آیا

آفتاب مبتذل سا استعارہ ہی جام شراب سے مگر یہان ظلمات مین آفتاب کا آنا کچھ تازگی رکھتا ہے ۱۲ ہ

شب غم مین ستارون کے لئے روز حساب آیا

کہ مین گنتا ہون تارے وہ سمجھتے ہین عذاب آیا

میری اختر شماری سے تارے تنگ آ گئے ہین ۱۲

عبث کی گردش افلاک نے گہوارہ جنبانی

نہ دل ٹھہرا، نہ غم بہلا، نہ موت آئی، نہ خواب آیا

فصحا کا محاورہ یہی ہے کہ ٹھہرنے مین دونون طرح کی (ہ) بولتے ہین مخلوط و غیر مخلوط ۱۲

نکل اے جان مضطر مین بھی ہون اب ہمعنان تیرا

ٹھہر اے عمر رفتہ مین بھی تیرے ہمرکاب آیا

ہمراہ، اب ہم، مین کھلا کھلا تنافر ہے لیکن مجھ سے نہ ہو سکا کہ اس شعر پر ہاتھ ڈالون ۱۲

ہنسی آئی حیا آئی پھر آئی تیوری یہ تو حیران ہون

یہ مجھ سے کیون نگہ پھیری یہ مجھ پر کیون عتاب آیا

کسے ہنسی آئی کسے عتاب آیا اس کا کوئی ذکر ہی نہین، مسند الیہ جملہ کی جان ہوا کرتی ہے تو حذف کر دیا مگر یہ حذف بڑا لطف انگیز ہے ۱۲

اٹھایا تیر خنجر لطف نظارہ کا جی بھر کے — نہ بسمل کی پلک جھپکی نہ قاتل کو حجاب آیا

غضب اگر کوئی سمجھے کہ یہان خنجر اور بسمل و قاتل اپنے اصلی معنی رکھتے ہین غالب مرحوم نے اسی بات کو سمجھایا ہے ؎

مقصد ہے ناز و غمزہ ولے گفتگو مین کام
چلتا نہین ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر

یہی معلوم ہوتا ہے محبت سے حسینون کی　　کہ مرنے کی مرادین مان کر عہد شباب آیا

کسی سے محبت کرنا اور کسی پر مرنا ایک ہی بات ہے ضرورت شعر نے مجبور کیا کہ عشق کی جگہ یہان محبت کا لفظ اختیار کیا جائے ۱۲

ہر نو کے اشارے سے یہی مطلب نکلتا ہے
کہ جو آیا سرائے دہر مین پا در رکاب آیا

ہلال دیکھتے ہی دیکھتے چھپ جاتا ہے یہی اس کا اشارہ ہے اور اس اشارہ سے یہی مطلب نکلتا ہے کہ اس سرا مین جو آیا بہت جلد جانے والا ہے۔ رہی تشبیہ یعنی ہلال کو رکاب سے استقدر مبتذل ہو گئی ہے کہ اس مین کچھ لطف نہین رہا ۱۲

نجانے طاقت رفتار کیا کہتی ہے جھک جھک کر
مین اب جھک جھک کے چلتا ہون کہ سنلون کیا جواب آیا

جھک جھک کے چلنے کا سبب یہ ہے کہ مین سننا چاہتا ہون کہ طاقت رفتار کی طرف سے جواب آیا ؎

اثر یہ ہے خلوص قلب کا رندان میکش کے
دعا کو جب اٹھایا ہاتھ گھر گھر کر سحاب آیا

خلوص قلب کا یہ مرتبہ ہے کہ گنا ہون سے بھی اُسے ضرر نہین پہونچتا شعرا ہمیشہ سے اس مذہب

کی تائید کرتے آئے ہین ؎

جواہر ریز ہو گردون طرب انگیز ہے ہامون
شفق سے شیشۂ شبنم مین یاقوت مذاب آیا

یعنی شفق کا عکس شبنم مین ایسا ہی جیسے یاقوت گداختہ ۱۲

فلک زیر فلک ہو کائنات اس بزم ہستی کی
خُم عشرت کا پیمانہ حباب اندر حباب آیا

حباب کی ہستی کچھ اعتبار نہین رکھتی اس سے پیمانہ و مے کی حالت ظاہر ہے کہ وہ بھی بے ثبات ہین ۱۲

نہ پوچھو دم نکلنے مین تھی کیا لذت شب غم مین
اجل اس طرح سے آئی کہ مین سمجھا کہ خواب آیا

بعض لوگ "اس طرح سے" نہین کہتے، "اس مین سے" کو زائد سمجھتے ہین، اس سے مجھے اتفاق نہین ہے ۱۲

نہ جا میخانہ مین اے نظم ہم کہتے نہ تھے تجھ سے
وہان سے ہو کے سرشار و سیہ مست و خراب آیا

شعر جب حقیقت پر محمول نہو تو یہی قرینہ ہو اس بات کا کہ اس مین استعارہ ہی یعنی میخانہ مین جانے سے لذت دنیا مین منہمک ہونا مراد ہی اور خراب ہونا استعارہ ہی بُرے نتائج سے جو انہماک لذت سے پیدا ہوے ہین، ایک ناصح مشفق کی زبانی شماتت کے لہجہ مین اس مضمون کو ادا کیا ہے۔

نظم طباطبائی - بازار نورخان
حیدرآباد دکن ۲۶ جنوری ۱۹۲۵ء

شعبۂ تالیف و ترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی

حیدرآباد دکن

۷۔ فروری ۱۹۲۵ء

حضرت صفدر صاحب شفیق کرم فرما تسلیمات

طرح کی غزل کو آپ نے بہت پسند کیا اور حد سے زیادہ داد مجھے دی، ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہو کہ یہ خیال میرے دماغ میں بھی نہ سما جائے۔

آپ کی دونوں غزلیں میں نے پڑھیں اچھے اچھے عاشقانہ شعر قلم سے ٹپکے ہوے معلوم ہوتے ہیں، اور وہ تصنع سے پاک ہیں۔ غزل میں سب کا حصہ ہی، کچھ واقعہ نگاری میں مفصل حال کھلتا ہی قلم سے جو شعر ٹپکے نہیں وہ ہمیشہ بے لطف ہوتا ہی جس شعر کے متعلق شاعر کو خود شک ہو کہ یہ کچھ لطف رکھتا ہی یا نہیں اکثر وہ شعر بے لطف ہی ہوتا ہی یہ مصرع

پڑی ہی خاک جنپر وہ مرقع دیکھے جاتے ہیں

بالکل صحیح ہی لفظ دلکش بھی صحیح ترکیب رکھتا ہی اس کے لئے سند کی ضرورت نہیں ہاں صحیح لفظ ز خود رفتگی ہی لیکن اساتذہ اگر خود رفتگی کو نظم کر چکے ہیں تو انکی سند کافی ہو جائے گی، اسیر مرحوم کا مصرع شاید یوں ہی۔

مری دیوار کو وہ دے گئے چھلا نشانی کا

یعنی میرے خانۂ تن کی دیوار گرنے والی تھی اُنہوں نشانی کا چھلا اس دیوار میں دیکر سنبھال لیا۔ جب دیکھتے ہیں کہ دیوار کمزور ہو گئی ہی تو ایک تہ اینٹ چونے کی اُس پر چڑھا دیتے ہیں شائد معمار اسی کو چھلا دینا کہتے ہیں۔

یا دش بخیر جناب حکیم دانش صاحب کو میری طرف سے سلام شوق پہونچا دیجئے گا۔

نیاز مند

علی حیدر طبا طبائی

سید محمد نصیر الدین احمد صاحب تمنا کا خط حضرت زاہد کے نام

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲ء

جانشین گنج الہ آباد

ڈیر زاہد صاحب، سلام علیکم۔ آپ عید مل لیجئے، مبارک باشد، بھائی معاف کرنا رمضان المبارک کی وجہ سے جواب نہ دے سکا، اب عید کا قل ہو گیا، مگر موسم لا ابالی ہونے کی وجہ سے ابالی سیویوں سے اس مرتبہ قطعی پرہیز کیا گیا، البتہ ضعف و نقاہت سے سیویوں سے زیادہ باریک ہو گیا۔ یوں مصمم قصد تھا کہ رمضان المبارک میں آپ کو خط لکھ کر دل بہلا دوں مگر خدا نے بڑی خیر کی کہ میں نے خط نہ بھیجا ورنہ جیسے مرزا صاحب غفران مآب کا خط آپ نے لعبتان کو ہسار کے ہاتھوں میں یکے بعد دیگرے تھما دیا تھا اسی طرح تمنا علیہ الرحمۃ کا بھی بطور فطاری ان کے نازک نازک ہاتھوں میں تھما دیتے تو اُن کے حق میں تو دہم خرما و ہم ثواب ہو جاتا مگر یاروں کا روزہ تو بالکل ہی نا مکروہ تحریمی ہو جاتا۔ جل جلالہٗ و جل شانہٗ کا ہزار شکر ہے کہ میرا قلم اس مبارک ماہ میں نہ اٹھا۔ کیونکہ اللہ میاں کے یہاں جب ہم تم پہنچتے تو اس وقت کوئی کام نہ آتا، لعبتان کوہسار مجرے کے بہانے اور مرزا صاحب دورہ کے حیلہ اور آپ دفتر کے حوالے سے کنائی کاٹ جاتے۔ اُس وقت افطاری کی کوری کوری پیالیاں مجھ غریب کے سر پر توڑی جاتیں کسی معصوم کا مقدمہ تو تھا نہیں کہ چار سو روپے

خرچ کرکے جان بچنے کی امید ہوتی، خیر خدا نے جو کچھ کیا بہتر کیا، آئندہ بھی خیریت ہے۔
کیون بمبئی اونچی جگہ ہو نچکر آپ بلا مشورہ ڈاکٹرین خوب فرے اڑا رہے
ہین۔ کم سے کم مرزا صاحب کو تو تار پر بلایا ہوتا، آپ کو تو گھر بیٹھے مفت لقمان کو ہسار
میسر ہین، یہان کہا فسی زکام مین علاج کے لئے لعوق سپستان بھی میسر نہین۔
اچھا بھیا روزون کے فطرے کا اناج انہین جنت کی قمریون کو خوب کھلاؤ تاکہ
جنت مین بھی یہ تمھارے کام آئین۔ آہ زاہد سہ

مل جائے گا موقع جو کبھی دادرسی کا
اللہ سے زاہد تری فریاد کرین گے

مرزا صاحب عنقریب بمبئی نہضت فرما ہونے والے ہین اور وہان گناہون کا آسنجا سمندر
مین پاک کرکے واپس آئین گے۔ غالباً اس وقت تک آپ بھی لیڈی اسٹک لئے
الہ آباد مین گھومتے نظر آئین گے، یہان ہیضہ کا آج کل بہت زور ہو نامی نامی آدمیونکو
پچھاڑ ڈالا چنانچہ شیخ عبد الصمد صاحب رئیس و شاہ حاجی جان صاحب پدر بزرگوار ارشد
صاحب و عبد الحمید صاحب برادر نواب عبد المجید صاحب و میر واحد علی صاحب برادر نسبتی پیر
صاحب چودہری جمال الدین صاحب، اب اور نام یاد نہین آتے تکیہ دار سے دریافت کرکے
فہرست فوتی ارسال کرونگا انشاء اللہ میان کے یہان یکم اکتوبر کو زبردست پنچایت ہونے
والی ہو، جمنا مشن کالج کے پرنسپل ڈاکٹر ایون صاحب بھی راہی ہو گئے یہ شاید پریسیڈنٹ
بنینگے بتجانے وہان کس مسئلہ پر بحث ہونے والی ہو اور یہان دو ایک نامی شاہدان بازاری بھی
اوٹنگ ہو گئی ہین وہان کانفرنس کے بعد گانے بجانے کا بھی جلسہ ہوگا اس جلسہ کے اہتمام کیلئے
کالکا دین وہان پہلے سے موجود ہین۔ زیادہ والسلام۔ تمنا

جناب مولوی نورالحسن صاحب نیر خلف مولینا محسن کاکوروی کا خط قاضی محمد خلیل صاحب رئیس اعظم بریلی کے نام

بندہ پرور زاد لطفہٗ تسلیم! والا نامہ صادر ہوا جناب کی ناسازی مزاج دریافت کر کے قلق ہوا، خدا کرے اب صحت درست ہو۔ آپ کی زیارت اتفاقیہ مجکو نصیب ہوئی وہ چند ہی منٹ کی کیون نہو لیکن وہی سمان آنکھون کے سامنے ہے، اور دل جو ایسے ذی علم حضرات کی ملاقات کا شیدائی ہے آپ کی عنایت و محبت کا بندۂ بے دام ہو گیا ہے، لغت کا کام اوقات فرصت مین برابر جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ تکمیل کو پہونچاے۔ ہندوستان کے ہر حصے سے لغت کی طلب مین خطوط آرہے ہین۔ اور جی چاہتا ہے کہ پہلا حصہ جلد شائع کر دیا جائے۔ لیکن کاغذ کی گرانی ہمت پست کئے دیتی ہے، جنگ یورپ کے ختم ہونے سے پیشتر اسکی اشاعت مناسب نہین معلوم ہوتی۔

گورنمنٹ اور والیان ملک سے اس زمانہ مین قدردانی کی کوئی امید نہین ہے۔ پیشہ کی مشغولی لغت کے کام مین خلل انداز ہے۔ محاورات وغیرہ ابتدا حرف ت تک لکھے جا چکے۔ حرف ب بالکل مرتب ہے۔ بقیہ حروف کی باری آگئی۔ محاورات اردو کے اردو مین معنی لکھنا اور ترتیب دینا آسان کام نہین ہے، زیادہ وقت اسی کام مین صرف ہوتا ہے، مین نے کوشش کی ہے کہ فارسی کے مقولے محاورات اور امثال جو اردو زبان کا جزو ہو گئے ہین حتی المقدور چھوٹنے نہ پائین مثلاً "بہ ریش فرش"۔ "زبانِ خوش"، "شاید"، "برات عاشقان بر شاخ آہو" وغیرہ وغیرہ

نیاز مند نورالحسن نیر کیلی

دلِ بیتاب کی اُس بُت کو خبر ہو کہ نہین
میرے نالون مین خدا جانے اثر ہو کہ نہین

جسکی رگ رگ مین کھٹک ہو وہ بتائے کیونکر
دردِ دل ہو کہ نہین درد جگر ہے کہ نہین

تم نڈر ہو کے ستم ڈھاتے ہو میرے دل پر
یہ نہ سمجھے نہین اللہ کا گھر ہے کہ نہین

نیّر کے بننے بگڑنے سے مٹا جاتا ہے
دلِ نادان تجھے اپنی بھی خبر ہو کہ نہین

گنبدِ سبز مین آرام سے سونے والے
اپنے نیّر کی تجھے کچھ بھی خبر ہے کہ نہین

جناب محمد ہادی حسن صاحب بی اے ہادی مچھلی شہری کا خط مولانا عثمان

جعفری ایم اے کے نام

میرے قدرشناس عزیز! محبت نامہ پہونچا، آپنے جن سچے جذبات کا اظہار فرمایا ہو انکے شکریہ سے میری زبان قاصر ہو میرے خیال مین اس شخص سے زیادہ جس کی اسکے اعزہ اور اہلِ وطن قدر کرین خوش قسمت نہین کیونکہ اس مصرع کی صداقت کو۔ع

لعل قیمت کو پہونچتا ہے بدخشان چھوڑکر

پیش نظر رکھتے ہوے اس بات کی بہت کم امید کی جاسکتی ہے، آپ کے اظہار خلوص نے میرے دل کو گھنٹون بےچین اور مضطرب رکھا اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ گویا آج میری محنت ٹھکانے لگی، مجھے خدا نے خلقتاً ایک پُر درد دل عنایت فرمایا ہے اور میری شاعری اسی کے درد انگیز جذبات کی ایک تصویر ہے، میرا مقصد شاعری سے صرف اسقدر ہو کہ خود روؤن اور دوسرون کو رلاؤن، اگر یہ مقصد حاصل ہو تو مین خود کو کامیاب سمجھون گا ورنہ کچھ بھی نہین

جس غزل کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے اس کے ساتھ میری دس غزلیں ہیں مجھے
اپنی شاعری کا دعویٰ نہیں بلکہ بعض اوقات تو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ بے سر و پا اشعار اس
قابل بھی ہیں کہ کوئی انکی جانب متوجہ ہو۔

غزلوں کا بہت کافی ذخیرہ میرے پاس جمع ہو گیا ہے آپ خود غور فرمائیے اور
دیگر ارباب نظر کو بھی دکھائیے۔ اگر آپ کے خیال میں یہ تخلیقات میری کچھ بھی قابل ہوں تو
اس کی اشاعت کا انتظام کروں۔ ورنہ اس ذخیرے کو سپرد آتش کر دوں۔

میرے قدر شناسوں میں سے ایک صاحب حکیم الطاف حسین آزاد سہارنپوری
حیدرآباد تشریف لے گئے ہیں اور غالباً اپنے صاحبزادے محمد احسان احمد کے ساتھ مقیم ہیں
افسوس مجھے انکا پتہ معلوم نہیں شاعری میں ایک خاص رنگ کے موجد اور اچھے پائے کے
استاد ہیں اگر انکا پتہ مل سکے تو ان سے ضرور ملئے گا اور میرا تذکرہ کیجیے گا۔

آپ کے اظہار خلوص کے شکریے میں چند غزلیں روانہ کرتا ہوں اگر آپ پسند فرمائیں
تو ان غزلوں کو کسی اخبار یا رسالے میں شائع کرا سکتے ہیں اور اگر فرصت ملے تو کچھ
تبصرہ ورنہ یونہی سہی۔

کبھی کبھی بذریعہ خط و کتابت یاد فرما لیا کیجیے۔

آپکا دور افتادہ قدردان شاکر [illegible]

[illegible] ستمبر ۱۹۵۲ء از علیگڑھ



جناب حکیم سید ولایت حسین صاحب وصل نیتوی کا بقیہ خط

حضرت زاہد کے نام

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴ : د د ۱۹۰۵ حصہ اول اڈیشن دوم)

المورخہ ۲۰ جون ۱۹۰۸ء

اس وقت اِن کے شکم معدہ مین درد تھا، مجھسے کہا مین نے مذاقاً نہین کہا تھا کہ آپ میرا علاج کرسکتے ہین، بلکہ واقعی میرے پیٹ مین درد ہو رہا ہے، مین نے اصرار کر کے پیٹ کھلوایا اور مقام درد دیکھ کر ایک سفوف اور دو گولیان درد کی کھلائین، خدا کی عنایت شامل تھی فوراً درد موقوف ہوگیا : اس کا لمبے چوڑے الفاظ مین شکریہ ادا کیا گیا چونکہ اثنائے گفتگو مین ان کو معلوم ہوا تھا کہ انکو اشتہا ہے، ٹوکری سے پانچ سیب نہایت اعلی نکالے اور یہ کہکر میری طرف بڑہا دیے (یہ کسی خوبصورت چہرہ کے دو نمودار حصہ کے نمونے ہین) مین نے فوراً سیبون کو بیباکی سے چوم لیا، اسپر شرما کے آنکھین نیچی کرلین، لیکن مسکراہٹ کا انداز بتا رہا تھا کہ میری یہ حرکت اُن کو ناگوار نہین گزری بلکہ ایک حد تک میری حاضر جوابی سے خوش ہوئین، پھر اُنھون نے عجیب عجیب صورت، اور ذایقہ کے اکثر میوے مجھے دیے کہ بعض مین نے انمین سے ہندوستان مین کہائے تھے اور بعض کو دیکھا اور سُنا بھی نہ تھا۔ بعد اسکے ایک بڑا ٹکڑا مجھے ایسی مٹھائی کا دیا جسکو مین نے ذائقہ مین نہایت خستہ بالوشاہی کے قریب قریب پایا۔ آخر مین ایک گلاس برف کا پانی بھر کر اُس مین ڈبیہ سے ایک سفوف سفید رنگ کا چھوڑ دیا، جس سے پانی قند کے شربت سے زیادہ شیرین اور خوش ذایقہ ہوگیا، مطابق اُن کے بیان کے یہ ایک پھل کا سفوف ہے جسے پنجاب مین رؤسا و اُمرا

بعد غذا اکثر اور کبھی غیر وقت غذا پیتے ہین ہین اُن کی ہر عنایت پر سیٹ سے اُٹھکر فراشی سلام کرتا تھا، غالبًا میری یہ ادائین اُن کو بہت پسند آئین۔ کیونکہ وہ کوشش کرتی تھین کہ مین متواتر وہ ادائین انکو دکھاتا رہون سب عنایتون کے بعد میلے کاغذ کے سُنہرے ڈبل سگرٹ دیے وہ بھی نہایت خوشبودار اور خوش ذایقہ پائے گئے۔

ان سب صفات خداداد پر مذاق شاعری نہایت سُتھرا اور پاکیزہ ہو مجھ سے شعر پڑھنے کی فرمایش کی اور سُنکر ایسی عمدہ داد دی کہ جی خوش ہوگیا۔

......کہنے لگین کہ مین آپ سے خط وکتابت تو نہین کرسکتی لیکن کبھی الہ آباد آسکتی ہون اور نہایت آزادی کے ساتھ مل سکتی ہون۔ مین نے اُنکی نوٹ بُک مین آپ کا نام اور پتہ اور عہدہ لکھوا دیا ہو۔ پھر میرے اظہار محبت مین اور اُن کے اظہار خلق مین جو مزیدار گفتگو ہوئی وہ لکھنا مناسب نہ معلوم ہوا زبانی کہون گا لیکن خلاصہ کلام لکھتا ہون، ان سے مطلب اخذ کیجیے گا، اثنائے گفتگو مین حقیقت مین عمدًا لیکن بظاہر ایک عالم محویت کا اظہار کرکے انہین کی سیٹ پر جا بیٹھا، پہلے جھجکین لیکن مجکو از خود رفتہ یا جو کچھ سمجھکر تعرض نہ کیا، مین نے بڑی بہادری کی یہ کہا کہ مجکو آپنے اپنا خادم بنایا چھوڑنے کو کسی طرح جی نہین چاہتا۔ اسپر مُسکرا کر جواب دیا کہ یہ میری صورت کی کشش ہو لیکن مجھے آپ سے کیون اُنس ہوگیا، مین نے کہا کہ میرا دلی تعلق اور اصلی خوشامد یہی سبب ہوا، کہنے لگین سچی قسم کھایئے، مین نے شدید قسمین کھائین، اس پر ایک ذرا سا تامل کیا اور کہا کہ یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مین ایک باعصمت عورت ہون، مین نے جواب دیا میری نظر مین آپ کی عصمت آپکے یقین سے بہت زیادہ ہو ورنہ مین بے قرار ہوتا، بات ٹال کر کہنے لگین کہ آپ کو اگر اس مضمون کا جس مین (عصمت) کے متعلق کسی شاعر نے

کہا ہو اگر یاد ہو تو سنائیے، مین نے فوراً ہی یہ شعر پڑھا

عصمت یوسف نے اچھا گل کھلایا مصر مین

چاک دامانی سے پیدا پاک دامانی ہوئی

اس شعر پر مسکرا کر داد دی، اور ساتھ ہی اس کے یہ فقرہ بھی کہا کہ پھر آپ سے ملنے کی کیا صورت ہوگی مین صورت تصویر خاموش رہا کہ خود ہی یہ فرمایا، اچھا آپ کراچی آئیے کرایہ آمد و رفت میرے ذمہ، مین نے اقرار کیا پھر کہا آپ واپسی مین نینی تال آئیے، مین نے اس کا بھی قرار کیا، پھر مین نے اصرار کیا کہ نینی تال سے واپسی مین الہ آباد ضرور آئیے۔ اقرار کیا کہ حتی الامکان اب آخری سین مخدوش جس کا خطرہ ظاہر یہ تے ہوتے رہ گیا، اُفوہ کیا لکھون، خیر لکھ ہی دون، انگڑائی لیکر کہنے لگین، آپ کے زانو پر سر رکھدون، مین نے نہایت شوق ظاہر کرکے دبی زبان سے کہا کہ اگر دل زیادہ بے قرار ہوگا تو مین بوسہ لیلون گا، کہنے لگین کہ نہ ایسا نہ کیجئے گا اس سے ایک حد تک میری بے عفتی اور آپ کی بدطینتی ثابت ہوگی، مین نے کہا مین یقین دلاتا ہون کہ مین تعظیمی بوسہ دون گا اس سے آپ کی بے عفتی اور میری بدطینتی نہین ہوسکتی، یہ امر زیر بحث ہی تھا کہ تھر کا اسٹیشن آگیا اور اُن کے دیور صاحب آگئے، مین کھڑا ہوگیا لیکن اُنہون نے نہایت متانت سے گجراتی زبان مین اُس سے کچھ کہا اور مجھ سے فارسی مین کہا کہ اب آپ کسی جگہ مجھ سے مل کر جب تک مین مخاطب نہون کوئی بات نہ کیجئے گا، مین حیرت کے ساتھ گاڑی سے اتر کر اپنے سونے کمرے مین آگیا

کر کے بسمل وہ مجھے چھوڑ گئے

ایسے ملنے سے نہ ملنا اچھا

۹ بجے شب کو بریلی پہونچے وہ سین نظر نہ آیا ساڑھے ۱۰ بجے وہان سے روانہ ہوکر کاٹھگودام سے

پہلا اسٹیشن لعل کنواں ہے وہاں نظرے خوش گذرے پر انتہا کی گئی لیکن کاٹھ گودام میں پانچ بجے سے پونے ۹ بجے تک دیدار کا لطف رہا پھر وہ ایک تانگے پر سوار ہو کر اشارہ ہی میں خدا حافظ کہکر رخصت ہوگئیں اور ہم یہاں کلیجہ تھام کر رہ گئے۔ پھر ہم بھی وہاں سے ڈانڈی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے، راہ کا حال پھر لکھونگا۔ میرے سب سننے والوں کو میرا بہت بہت سلام کہئے گا۔ اور جو خواہش کریں اُن کو میری تو یہ بختبری داستان یعنی میرا خط سنا دیجیے گا۔

نُنھے نواب عُفی عنہ

جناب سلطان احمد صاحب واقف بسوانی کے خطوط مولف کے نام

۱۸ مئی ۱۹۱۵ء لکھنؤ

اب کے بہار آنے سے ایسی ہوا چلی — ٹوٹی وہ شاخ جس پہ مرا آشیانہ تھا

مائی ڈیر صفدر۔ سلام شوق! ایسی اُفتاد پڑی کہ جتنا دری سے وہ دوکان جو چھوڑنا پڑی اور سوء قسمت تک دوسری دوکان نہیں ملی ایمن خانہ بدوش تھا اور اب تک ہوں، اتفاق سے آپکا کارڈ ملا گیا غالباً مجھے تلاش کر کے واپس چلائے۔ معاف کرنا جس وقت لکھنؤ میں قیام ہوا تشا اللہ شاعت کی کوشش کرونگا کتاب میں نے دیکھی ہے، اردو لٹریچر کی جان ہے بہائی ریاض خیرآبادی میں آئے چھپ نکلیگا اس طرح میں فوراً غزل بھیجے۔ ع — جگر میں چٹکیاں کیا کیا ترے ارمان لیتے ہیں۔

۲۱۔ جولائی ۱۹۱۵ء امین آباد پارک نمبر ۲۷ کا بالاخانہ

صفدر صاحب السلام علیکم! سنتے ہیں آپ فرالنا طر میں ہیں آپکے دوست شاکر صاحب ایکدن کہہ گئے تھے اسلئے اگر سچ ہو کبھی کبھی تشریف لایا کیجیے، بہت سی تو تعمیر غزلیں سنانا ہیں۔ جلد آئیے تو اچھا ہو فصل گزری جاتی ہے۔ باقی زبانی میرا حال بھی میری زبانی۔ نیاز مند سلطان احمد

جناب سید محمد افضل صاحب ضیا وقف الہ آبادی کا خط مولف کے نام

محسن فن حضرت صفدر صاحب مرزاپوری اطال اللہ عمرہ بالعز والقدر

سلام شوق قبول ہو۔ میری اس بے تکلف اور غیر متعارفانہ تحریر پر آپکو تعجب تو ضرور ہوگا اور کیوں نہو حقیقتہً میں ایک گمنام شخص ہوں شعر و شاعری اسیقدر جانتا ہوں کہ دنیائے سخن میں میرے انکار کا عدم و وجود برابر ہے اردو کی خدمت کے قابل نہیں اور بدقسمتی سے مکروہات دنیوی کے مصائب ناخوشگوار میں مبتلا ہوکر کچھ عرصہ سے ادبیہ پیمائی کے لئے اہل زبان اور اہل وطن سے سیکڑوں کوس فاصلہ پر علاقہ بھوپال کے ایک کورده مقام قصبہ رائسین میں پڑا ہوں۔ چند سال بھوپال خاص میں رہنے کا ضرور اتفاق ہوا اور وہاں کچھ روز حضور احمد حضور نعیمی مرحوم و مکرمی جناب محوی وغیرہ جیسے مخلص احباب کی خدمت بھی کی۔ دائرہ ادبیہ بھوپال کی ایک چھوٹی انجمن بھی محوی صاحب کی سرپرستی اور توجہات سے بڑی پررونق رہی لیکن حضور نعیمی کے اٹھتے ہی گویا مذاق کا رنگ پھیکا پڑگیا وہ مشاعرہ وہ احباب کے جلسے جاتے رہے اور جب سے محوی صاحب نے لکھنؤ میں قیام فرمایا ہے وہ باتیں خواب و خیال ہوگئی ہیں مجھے بندگی بیچارگی نے رائسین آنے پر مجبور کیا یہاں جب سے آیا ہوں مشاغل علمی سے بھی دست بردار ہوجانا پڑا ہے۔ کوئی ہم مذاق ہے نہ ہم خیال بقیہ زندگی کے دن ایک لطفی سے بسر کرنے پڑ رہے ہیں۔ محوی صاحب سے اکثر میں نے آپکے حسن اخلاق وغیرہ کی بیحد تعریف سنی اور مشتاق رہا کہ کبھی آپکی زیارت سے شرفاندوز ہوں لیکن آجتک یہ آرزو پوری نہوئی۔ ایکدن اپنے مکرم و محترم مولوی محمد عثمان صاحب جعفری مچھلی شہری کی خدمت میں حاضر تھا صاحب موصوف نے تذکرۂ احباب کے سلسلہ میں انکو بیتاب کردینے والے حسرت بھرے مضامین کا ایک خط جو انکے پاس آپنے بھیجا تھا اور جسمیں اپنی اہلیہ مرحومہ اور بچوں کی دائمی مفارقت کے صدمات کا اظہار فرماتے ہوئے کچھ اشعار تحریر فرمائے تھے مجھے دکھا کر بیچین کردیا خط کیا ایک نشتر غم تھا جسکے دردانگیز الفاظ نے دل کے ٹکڑے کردیے اسوقت سے مجھے اور زیادہ شوق پیدا ہوا کہ سردست بذریعہ تحریر ہی شرف تعارف حاصل کروں، آپ میرے ملک کے رہنے والے نہیں بلکہ ہم وطن بھی ہیں اور پھر مذاق سلیم اور ارتقائے فن کے ایک اچھے رکن سمجھے جاتے ہیں اسلئے اسقدر تکلیف دینے کی جسارت ہوئی معاف فرمائیے گا۔

آپنے اپنی تالیف لطیف نادر روزگار نشاط سخن کی ایک جلد مولانا کے پاس بھیجی تھی جسکو انکی بھوپال سے واپسی تک اپنے پاس رکھکر دیکھنے کی شرط پر میں نے ان سے حاصل کرلی ہے اور دیکھ رہا ہوں واقعی ان اصلاحی سوات جیسے جواہر پاروں کے جمع کرنے میں آپکو بڑی دقتیں پیش آئی ہونگی ادب میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہونیکا فخر نشاط سخن کو حاصل ہوا۔ آپکی بلند خیالی کا یہ ثبوت پیش کرتا ہے، بزم خیال مرقع ادب کے دیکھنے کا بھی اشتیاق ہے، براہ کرم اپنی غزلیات میں دو شعر بھی مرحمت فرمائیں بہت مشتاق ہوں۔ فقط ۲۲ اگست ۳۲ء آپکا سچا خیر اندیش سید محمد افضل وقف الہ آبادی۔

[illegible]

زنانہ کتب خانہ

شوکت آرا بیگم اول	عہ	تذکرۃ الحبیب	عہ	ذکر مبارک	۸ر	ہم جولی	۶ر
درس حیات	سے	واجب الوجود	عمہ	الزہرا	۱۲ر	عرض محبت	۴ر
عفت المسلمات	۶ر	عورتوں کی انشا	عہ	بہشتی جھومر	۸ر	قرۃ العین	۲ر
خاتون جنت	۱۰ر	بیوی کی تعلیم	۴ر	پیاری سہیلی	۱۰ر	سیر یورپ	سے
سوکن کا جلاپا	۶ر	حلیمہ خانم	۱۲ر	لاڈلا بیٹا	۳ر	بچوں کی پرورش	عہ
بیوی کی تربیت	عہ	تربیت اطفال	۴ر	سوانح محمد صاحب	۴ر	بشریٰ	۸ر
بہشتی زیور ۱۱ حصہ	۸ر	اصلاح معیشت	۴ر	تندرستی	۱۰ر	فرائض خانہ داری	۶ر
بہشتی گوہر	۱۰ر	میلاد نامہ	عہ	بچوں کی کہانیاں	۱۰ر	بنت الرسول	۵ر
تہذیب نسواں	۶ر	مراۃ العروس	۴ر	امام حسین	۴ر	زنانہ خطوط	۵ر
مخدرات	۸ر	اولاد کی شادی	عہ	سیاست النعش	۴ر	قومی گیت	۵ر
مخدرات تیموریہ	عہ	زہرہ بانو	عہ	شبینہ زندگی اول دوم	عہ	تعلیم نسواں	۲ر
					عہ	بہتیری کی جہیز	۲ر
اقبال دلہن	۸ر	تحفۃ النسا	عہ	نو مند زندگی	۱۲ر	اصلاح الرسوم	۸ر
برکات سلطانی	۸ر	سگھڑ بیٹی	عہ	آئینہ زندگی	۴ر	بیوہ کی مناجات	۲ر
سیرۃ عائشہ رض	۸ر	قفان شرف	۸ر	صحت النسا	عہ	پردہ نسواں	۱ر
حسن معاشرت	۸ر	شمع ہدایت	۱۲ر	سبیل الجنان	۸ر	انشائے نسواں	۶ر
جواہر زیورے	۴ر	محرم نامہ	عہ	سیرۃ المستورات	۱۲ر	آغاز اسلام	۱۲ر
سیرۃ الکبریٰ	۸ر	صبح زندگی	۸ر	۲۶ کہانیاں	۱۰ر	حوران جنت	۴ر
ایاٹی	۸ر	شام زندگی	۸ر	۳۰ کہانیاں	۱۲ر	نور جہاں بیگم	۸ر ۱۲ر

ملنے کا پتہ :- صدیقی بکڈپو لکھنؤ